امام احمد رضا کے مبلّغین

مصنف

ادیب شہیر حضرت علامہ محمد ادریس رضوی ایم اے

ناشر

غوث الوریٰ اکیڈمی

زیر اہتمام: الجامعۃ الرضویہ کلیان تھانہ مہاراشٹر

امام احمد رضا کے مبلّغین

(حصہ اوّل)

ادیب شہیر حضرت

مولانا الحاج محمّد ادریس رَضوی۔ ایم،اے

رابطہ

Mohammed idris Razavi

SunniJamamasjid.PatriPool

Kalyan421306 Maharashtara

Moba,9869781566

idris367@gmail.com

ناشر

غوث الوریٰ اکیڈمی، کلیان

☆نام کتاب :امام احمد رضا کے مبلغین
☆مصنف :محمد ادریس رَضوی، ایم۔اے۔موبائیل 9869781566
☆حسبِ فرمائش :جناب سید یاسین علی رضوی۔موبائیل 9833500173
☆بااہتمام :مولانا محمد مسعود رضا قادری، رکن غوث الوریٰ اکیڈمی کلیان
☆صفحات :.................۱۴۴
☆قیمت :_Rs
☆تعداد :گیارہ سو(۱۱۰۰)
☆سال اشاعت :جنوری ۲۰۱۴ءمطابق ربیع الاوّل ۱۴۳۵ھ
☆ناشر :غوث الوریٰ اکیڈمی، کلیان (مہاراشٹر)

ملنے کے پتے

☆سنّی جامع مسجد، پتری پُل، کلیان ۴۲۱۳۰۶ (مہاراشٹر)
☆مولانا محمد کاشف رضا مصباحی، دارالعلوم رضائے مصطفیٰ، احمد رضا کالونی، رِنگ روڈ گلبرگہ
☆مولانا مسعود رضا قادری، جامعۃ الرضا، رضا نگر بیل بازار کلیان ۴۲۱۳۰۱ (مہاراشٹر)
☆محمد توصیف رضا و حافظ و قاری محمد قمر رضا، رضا منزل، موضع مدلمن، پوسٹ کروا، ضلع دربھنگہ (بہار)

IMAMAHMADRAZA

KE

MOBLLEGHIN

By

Mohammad Idris Ravi M.A

Year :2013

Price:Rs.

Jama Masjid,PatriPool

P.O.Katemaniwali

KALYAN(E)421306(M.S.)

Mobile:9869781566

کوکبِ قلم اسلامی اسکالر غلام مصطفیٰ رضوی۔نوری مشن مالیگاؤں

Cell. 09325028586, gmrazvi92@gmail.com

امام احمد رضا کی داعیانہ بصیرت وفراست

اسلام کی صداقت وحقانیت نے دلوں کی تسخیر کی اور فکر ونظر کا قبلہ درست ہوا۔اس کی فطرت میں ایسی کشش ہے کہ مضطرب ذہنوں کی تلاشِ حق کی منزل صرف اسلام ہے۔ ہر عہد وحالات میں داعیانِ دین نے اسلام کی دعوت وتبلیغ کا مبارک ومقدس فریضہ انجام دے کر اسلام کی سچائی کی عملی طور پر اشاعت کی۔اس راہ میں اسوۂ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رہبر ورہنما بنا کر دعوت کی راہ میں سرخ رو گزرے اور عزم وشجاعت و استقامت کے کوہِ گراں بن کر خرمنِ باطل کو استقلال کے ساتھ خاکستر کردیا۔دین کا روشن وتاباں چہرہ پیش کر کے ایک نئی تاریخ رقم کی اور اسلاف کے مبارک نقوش کو واضح کر کے شاہراہِ حیات کو روشن ومنور کردیا۔

پیش نظر کتاب بھی داعیانہ رخ سے لکھی گئی ہے جس میں امام احمد رضا محدث بریلوی (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کی دعوتی وتبلیغی ودینی وعلمی خدمات کے ہمہ جہت پہلوؤں پر مدلل انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔کتاب کی تحریر و ترتیب کا مقصد امام احمد رضا محدث بریلوی کی شعبۂ دعوت میں مساعیِ جمیلہ نیز داعیانہ فہم وفراست کے ساتھ ہی دعوتی کارواں کو آگے بڑھانے کی کامیاب کدوکاوش کا تعارف ہے۔اس رخ سے مولانا محمد ادریس رضوی نے کافی عرق ریزی سے کام لیا ہے۔

کتاب میں متعدد جہات سے اسلام کے داعیانہ نقوش کو اجاگر کر کے پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک ومقدس طرزِ دعوت، اسلام کی دعوتی فکر، اسلاف بالخصوص حضرت سیدنا غوث اعظم وحضرت خواجہ غریب نواز کے دعوتی کارنامے اور اس کے اثرات پر بھی خوب لکھا ہے اور پھر مجدد اسلام امام احمد رضا کے اسلوب دعوت وتبلیغ پر متعدد واقعات وشواہد تحریر کیے ہیں جن کے عمدہ ودوررس نتائج نمودار ہوئے۔اصلاحِ عقیدہ وایمان کے سلسلے میں امام احمد رضا کی کاوشات پر صراحت ووضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔امام احمد رضا نے اپنے تلامذہ وخلفا ومحبین کی ایک ٹیم تیار کردی تھی جس نے ہر شعبے پر اپنے اثرات مرتب کیے اور خدمت دینِ متین کا مبارک فریضہ کامیابی کے ساتھ انجام پایا۔داعیانہ فکر وخیال کے ساتھ متوسلینِ رضا نے کتنے ہی غیر مسلم افراد کو داخلِ اسلام کیا اور بڑی تعداد ان افراد کی بھی ہے جو گستاخ فرقوں کے زیر اثر تھے پھر تائب ہو کر اسلام کے سچے مبلغ بھی بنے۔اس ضمن میں امام احمد رضا کے جن متوسلین کی داعیانہ خدمات سے روشناس کرایا

گیا ہے ان کے اسما اس طرح ہیں:

حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی، صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی، مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی، مفتی اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی، ملک العلما علامہ ظفر الدین رضوی، شیر بیشۂ اہلِ سنت مولانا حشمت علی خاں رضوی، مولانا ہدایت رسول قادری لکھنوی، مولانا قطب الدین برہم چاری، سمیت اعلیٰ حضرت کے خلفا، تلامذہ وفیض یافتگان کی خدماتِ دینی و داعیانہ کارنامے پر دلائل کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔ ہر ایک شخصیت پر متذکرہ رخ سے مواد فراہم کیا ہے۔

کتاب کا مطالعہ قارئین پر واضح کرے گا کہ امام احمد رضا نے اشاعتِ اسلام کی تئیں عملی کام بھی کیا اور اس شعبے کی مستقل ضرورت محسوس کرتے ہوئے دُعاۃ بھی تیار کیے جن کی پیہم کاوشوں سے ہندوستان میں گستاخ جماعتوں اور مشرکین کی کئی سازشیں دم توڑ گئیں۔ آپ کے تلامذہ کے تلامذہ نے بھی داعیانہ فہم وفکر کی کامیاب اشاعت کی اور بعد والوں میں اپنی خدمات کی خوشبو خوبی سے منتقل کی۔

اس طرح کے موضوعات پر سلجھے ہوئے انداز میں مزید تحریری و تصنیفی کام کی ضرورت ہے تاکہ امام اہل سنت کے مزید داعیانہ نقوش اجاگر ہوں اور قوم مسلم کا قابلِ فخر ورثہ دنیا کے سامنے آئے۔ امام احمد رضا کی داعیانہ فہم و فراست نے ہندوستان میں جس طرح حفظِ ایمان وعقیدہ کے سلسلے میں وسیع اثرات مرتب کیے اور اس کے نتیجے میں درجنوں فتنے دم توڑ گئے وہ ہماری تاریخ کا ایک ایسا باب ہے جس کی نظیر خطۂ ہند میں نہیں ملتی۔ یہ عطائے ایزدی اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عنایتِ خاص تھی کہ آج عشق وعرفان اور دینی بصیرت واستقامت کی مشک بار فضا قائم ہے اور امام احمد رضا وان کے تلامذہ وخلفا کی خدمات سے ایک عالم فیض یاب ہو رہا ہے۔ مولانا محمد ادریس رضوی نے اسی حسین رخ کو واضح کر کے دعوت وتبلیغ کے موضوع پر مواد فراہم کیا ہے اور تحریک دی ہے کہ اصحابِ قلم آگے آئیں اور خدماتِ رضا کے لعل وجواہر دنیا کے سامنے پیش کریں تاکہ نسلِ نو کی دینی تربیت اور اسلامی ذہن سازی کا کام بہ آسانی انجام پذیر ہو اور بیگانوں کی راہِ حق کی سمت رہنمائی کی جا سکے۔

مولانا موصوف نے ایک اہم موضوع پر خامہ فرسائی کر کے تطہیر قلب کا ساماں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور انھیں مزید عزم وحوصلہ عطا کرے تاکہ مسلک اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت علمی انداز میں ہوتی رہے اور تحقیق وتدقیق کا مرحلہ شوق طے ہوتا رہے اور نئی تجلیات کا احساس بڑھتا جائے۔

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

محمد ادریس رضوی۔ایم۔اے

ہم نے دیکھا ہے

ایک معزز خاندان، محترم قبیلہ، نیک کنبہ کے لوگ جب تک محبت واخوت، پیار والفت، آپسی ملنساری، غمگساری، وارفتگی، یکتائی اور چاہتوں کی، بندھنوں میں بندھے رہے، اس، معزز خاندان پر کسی کو آنکھ اٹھانے کی ہمت نہیں ہوئی، محترم قبیلہ پر داغ لگانے کی جرأت نہیں کر سکے، نیک کنبہ کی طرف جھانکنے کی مجال نہیں ہوئی، جب تک ایک رہے، معزز رہے، محترم رہے، نیک رہے، لیکن نہ جانے کس حاسد کی نظر لگ گئی اور نہ جانے کس بات پر آپس میں ناچاقی ہوگئی، نہ جانے کس مروان نے اس محترم قبیلہ کے لوگوں کو آپس میں لڑوادیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے اس نیک کنبہ کی عزت، کنبہ والوں کے ہاتھوں خاک میں ملنے لگی، اس لڑائی میں بچے، جوان اور بوڑھے سب کے سب شامل ہوگئے، پہلے بچوں نے زبان کھولی، بات بڑھی، جوانوں نے قدم آگے کیا، پھر بوڑھوں کی حمیت جاگی، وہ بھی ڈنڈا ہاتھ میں لے کر آگے بڑھے، ایک دوسرے کے ذریعے سے تہمتوں کے سیلاب اور الزامات کے طوفان فریقین کے گھروں میں داخل ہوکر گھروں کو برباد کرنے لگے، بات اس قدر آگے بڑھ گئی کہ اس خاندان کے کسی فرد کے لڑکا یا لڑکی کی شادی کسی جگہ طے ہوتی تو خاندان ہی کا کوئی دوسرا فرد اس جگہ پہنچ کر لڑکا یا لڑکی کے تعلق سے الزامات واتہام لگا آتا، اچھے کو خراب، بُرا، بدکار، مریض، زانی، شرابی، چور، ڈاکو، عصمت فروشی، قمار بازی میں مبتلا کہہ آتا کہ سامنے والا سن ہی کر بدک جاتا توبہ توبہ کرکے خاموش ہوجاتا، عیب جوئی کرنا، عیب نکالنا آسان ہے، ثابت کرنا مشکل کام ہے، دوچار جگہ بات ہوئی لیکن سامنے والا خاموشی اختیار کرلیتا تو لڑکا اور لڑکی والوں کے کان کھڑے ہوئے کہ کوئی تو مروان ہے جو رشتہ بگاڑنے کا کھیل، کھیل رہا ہے۔

اب جو نئی جگہ رشتہ کی بات چلی تو لڑکا والے نے لڑکی والوں کو ساری باتوں سے آگاہ کردیا اور کہہ دیا کہ ایسا کوئی شخص آئے اور آپ کو ورغلائے، بھٹکائے، بہکائے تو بھٹکیے یا بہکیے گا نہیں بلکہ میرے گاؤں اور میرے گھر تک آکر چار چھ آدمیوں سے پوچھ لیجئے گا کہ میں کیسا ہوں، میرے دادا باپ کیسے تھے، میرے لڑکے یا لڑکیوں کے چال چلن کیسے ہیں، ان میں خوبیاں اور خامیاں کیا کیا ہیں، اس کے بعد ہی انکار یا اقرار کیجئے گا، سامنے والے نے غور کیا، سوچا کے آدمی صاف گو ہے، صاف باتیں

کرتا ہے، دیکھتا ہوں کہ آگے اونٹ کس کروٹ پر بیٹھتا ہے، دو تین دن کے بعد خاندان کے ایک فرد کو رشتہ کے تعلق سے معلوم ہوا، اور سامنے والے کو وہی چھ پانچ بتا کر آ گیا، سامنے والا اٹھا اور اس چھ پانچ کا پتا لگانے کے لئے چپکے سے لڑکا والے کے گاؤں میں پہنچ گیا، چند لوگوں سے اس خاندان ،خاندان کی عزت وآبرو، چال چلن ،لڑکے اور لڑکیوں ، کے کردار و فعل کے بارے میں دریافت کیا، پوچھا، تہہ میں اترا، تحقیق کیا، سب نے خاندان، خاندان کے افراد، لڑکے اور لڑکیوں کے تعلق سے اچھا مشورہ دیا، تعریف کی، اچھا کہا، عزت دار بتایا، رشتہ کرنے کو اچھا کہا ،مہمان جب واپس چلا، گاؤں سے باہر نکلا تو ایک بوڑھے سے ملاقات ہوئی ،سو چا گاؤں کا کنارا ہے، تنہائی ہے، دوسرا تیسرا کوئی نہیں ہے، بوڑھے سے بھی تحقیق کر لی جائے ،اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد بوڑھے سے بھی پوچھا، بوڑھے نے کہا تم اپنی لڑکی کی شادی اس کے یہاں کرو، خاندان بھی اچھا ہے، اس کی شرافت مشہور ہے، لڑکا نیک اور محنتی ہے، لڑکی والے نے کہا مگر اس گاؤں کا ایک شخص ،اس خاندان اور ان کے والدین اور لڑکے کے متعلق جو ہم کو معلومات دی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو خاندان اچھا ہے ،نہ لڑکے کے والدین، نہ خود لڑکا اچھا ہے، بوڑھے کی حمیت جاگی، پوچھا اس آدمی کا نام کیا ہے؟ بتایا فلاں، یہ سن کر بوڑھا اداس ہو گیا، شخص مذکور نے کہا آپ اداس کیوں ہو گئے؟ بوڑھے نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جس کا تم نام بتا رہے ہو اور جس نے تم کو شادی کرنے سے منع کیا ہے وہ میرا لخت جگر ہے، لیکن اس نے ایسی حرکت کیسے کی؟ میں تحقیق کروں گا، تم میری باتوں پر یقین کرو اور اس گھر اور خاندان میں اپنی بیٹی کا رشتہ کرو، مہمان نے اپنی راہ لی ،بوڑھے نے گھر آ کر تنہائی میں جب اپنے بیٹے سے اس کی اوچھی حرکتوں کے بارے میں پوچھا تو بیٹے نے جواب دیا کہ اپنے کو بلند کرنے کے لئے دوسروں کو ذلیل ورسوا کرنا ہی پڑتا ہے، بوڑھے نے آہ بھرتے ہوئے کہا کہ بیٹا تم نے نہیں جانا کہ ''چاہ کند راچاہ درپیش'' اور ''جیسی کرنی ویسی بھر'' آج تم کسی کی راہ میں کنواں کھودو گے، کل دوسرا کوئی تمہاری راہ میں کنواں کھودے گا، آج تم کسی کو ذلیل ورسوا کرتے ہو، کل کوئی دوسرا کوئی تمہیں ذلیل ورسوا کرے گا، آج تم کسی پر الزام وتہمت لگا رہے ہو، کل تم پر کوئی الزام وتہمت لگائے گا، آج تم کسی کے لڑکا اور لڑکی کا رشتہ ختم کرا رہے ہو، کل کوئی تمہارے بیٹا اور بیٹی

کار شتہ ختم کرائے گا، ایسی حرکتوں سے باز آؤ، خدا سے ڈرو، آخرت میں اللہ پاک کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

آج ہماری حالت بھی کچھ اسی طرح کی ہے کہ ''گھر پھوٹے گوار لوٹے'' کے مثل یہ آپس میں پھوٹ چکے ہیں، بچوں کے جھگڑے میں بڑے، بوڑھے، عالم وفاضل متقی و پرہیزگار، بڑے و بونے، معروف وغیر معروف سب کے سب کود کر بے دھڑک نفسانیت کی تلوار چلا رہے ہیں، یہ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ اس کی زد میں کون آرہا ہے، کس کا گلا کٹ رہا ہے، کس کی عزت نیلام ہو رہی ہے، جس کا گلا کٹ رہا ہے، جس کی عزت نیلام ہو رہی ہے، وہ ہمارے ہی عالم ہیں، بزرگ ہیں، راہبر ہیں، انہیں کے دکھائے ہوئے راستے پر ہم چل رہے، انہیں کی وجہ سے ہم حق پر ہیں، انہیں کی لگائی ہوئی کھیتی کی فصل پر ہم نازاں ہیں، انہیں کی حق گوئی کی بنیاد پر ہماری عزت میں چار چاند لگے ہوئے ہیں۔

اِدھر کچھ سالوں سے لوگوں نے نئی آوازیں پیدا کی ہیں، ان آوازوں میں ایک آواز ہے کہ ''امام احمد رضا نے تو کتابیں بہت لکھیں لیکن مبلغ پیدا نہیں کئے'' یہ حقیقت کے منافی باتیں ہیں، ان آوازوں میں دم خم نہیں ہے، صرف افواہ ہے، لیکن یہ مہلک افواہ ہے، ایسی افواہیں پھیلا کر کوئی اپنی عزت میں چار چاند نہیں لگا سکتا ہے تو پھر ایسا کیوں کیا اور کیوں کر رہے ہیں؟ ایک دانشور کے بقول کہ ''ایک خفیہ گندی سازش کے تحت یہ کوشش کی جا رہی تھی کہ سب سے پہلے امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تحقیق و تحریک اور ان کی خدمات کی تاریخ کو مشکوک بنایا جائے پھر ان کی ذات سے دوری خود بخود پیدا ہو جائے گی، جس کا احساس کم وبیش اکثر حضرات کو ہو رہا تھا، لیکن بس اپنی نجی مجلس میں تذکرہ کر کے سکوت ہی میں عافیت تصور کرتے تھے'' اب یہ سکوت ٹوٹ چکا ہے، بات طشت از بام ہو چکی ہے، کچھ چہرے ان کے قلم اور ان کی زبان کی بے احتیاطی و بے لگامی کی بنا پر پہچانے جا چکے ہیں، کچھ چہرے ''صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں'' والا معاملہ کی طرح جھلملا رہے ہیں، امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تحریک و تاریخ کو مسخ کرنے کی غرض سے ساز چھیڑتا کوئی اور ہے اور اس میں آواز ملاتا کوئی اور ہے، لیکن یہ کھیل کتنے دنوں تک چلنے والا ہے؟ امام احمد رضا قدس سرہٗ کی اسی تحریک و تاریخ کا آئینہ دکھانے کے لئے یہ کتاب قارئین کے پیشِ نظر ہے، اس کتاب کو ۲۰۰۹ء میں منظر عام پر آنا تھا لیکن طباعت کے لئے کوئی راہ نہ ملنے کی بنا پر کتاب رکھی رہ گئی، اب یہ کتاب طباعت کی راہ سے مزین ہو کر منظر عام پر آرہی ہے، امید ہے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضرت الشاہ مفتی امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کے چاہنے والوں میں نظرِ تحسین سے دیکھی جائے گی۔

مبلغ اور اس کے معنی

مبلِّغ کے لغوی معنی ہیں، پہنچانے والا، تبلیغ کرنے والا، پہلا معنی ہے، پہنچانے والا، یہ بات مطلق ہے کسی طرف اشارہ نہیں ہے کہ کونسی چیز کس کو پہنچائی جائے؟ اس کا خلاصہ قران مجید سے ہوتا ہے، رب کریم فرماتا ہے ''یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَہٗ ط وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَایَھْدِ الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ ☆''(۱)

ترجمہ! اے رسول پہنچادو جو کچھ اُترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے، اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا، اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں کی طرف سے، بیشک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا (۲)

مذکورہ آیت سے خلاصہ ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو دین.....جو احکامات .....جو طریقے.....جو فرائض.....جو واجبات.....جو سنن کے احکامات آپ ﷺ پر اُتارا.....اسے دوسروں تک پہنچادینا ہے.....پہنچانے کے ذرائع تقریر و تحریر ہیں.....مبلغ کا اہلِ علم ہونا.....پابندِ شریعت ہونا.....متقی ہونا.....وجیہہ ہونا.....خوش اخلاق ہونا.....قول و فعل میں یکساں ہونا.....سیرت و کردار میں پاک صاف ہونا.....اگر صاحب کرامت ہے تو نورٌ علیٰ نور......صاحب ثروت ہونا بھی اضافی خوبیاں ہیں.....ان میں سے ایک دو کو چھوڑ کر سب کا خلاصہ دو ہی چیزیں سامنے آتی ہیں یعنی تقریر و تحریر.....ہمارے آقا ﷺ نے ان دونوں ذرائع سے تبلیغ کی ہے.....پہلے تقریر سے پھر تحریر سے۔

تقریر و تبلیغ کرنا انبیاءِ کرام کی سنت.....پیغمبروں کی تقلید.....رسولوں کے عمل حسنہ کی پیروی ہے.....بشرطیکہ اس کو پیشہ نہ بنایا جائے، دین کے لئے پسینہ بہایا جائے.....دین کے لئے دورہ کیا جائے.....تبلیغ کا ارادہ ہو.....دل میں لالچ نہ ہو.....عہدہ کے کوشاں ہو.....مرتبے کا بھوکا نہ ہو.....نفسِ امارہ کے جال میں گرفتار نہ ہو.....ورنہ تبلیغ، تماشہ بن جائے گی.....تبلیغ کا معنی ہی ہے پہنچانا (مجازاً) احکامِ شریعت پہنچانا

،خدا کا حکم پہنچانا.....بے عمل کی تبلیغ بے اثر ہوتی ہے.....لوگ طعنہ دیتے ہیں.....بے عمل مبلغ کو ہم نے دیکھا ہے.....کرتے کچھ ہیں، کہتے کچھ اور ہیں..... پڑھے لکھوں کے لئے تحریر سود مند ہے تو جاہلوں اور گنواروں کے لئے تقریر مفید ہے.....اہل علم کے حق میں تحریر کی افادیت سے مفر نہیں ہے تو ناخواندہ اور نا انجان کے سامنے تقریر کے فائدے سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

آیت مبارکہ کے چار جز ہیں، پہلا جز ہے کہ.....اے رسول پہنچا دو جو کچھ اُترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے'' کن کو پہنچانا تھا؟ کافروں کو.....مشرکوں کو.....بے دینوں کو.....توحید ووحدانیت کے باغیوں کو.....یہ کام آسان نہ تھا..... فصل لگانے کے لئے زمین چاہئے، زمین نہیں ہے تو پہلے زمین خریدیئے.....یہ کام بڑا مشکل ہوتا ہے..... معلم کائنات ﷺ نے کلمہ کی دولت دے کر کفر کی زمین خرید کر.....اپنے قبضے میں لے کر اس پر عمل کی فصل لگائی.....آج کے دور میں ایمان کے کھیت میں مسلمان خود سے کافروں .....یہود و نصاری کی مرضی.....ان کی بے راہ روی.....بد عملی.....بے حیائی.....بے پردگی.....عورت و مرد کی مخلط گیری کی فصل لگا تا..... بوتا اور کاٹتا ہے، ایسے لوگوں کے درمیان تبلیغ کرنا آسان ہے لیکن غیر مسلموں کو کلمہ کی دعوت دینا.....ان کے درمیان تبلیغ کرنا مشکل کام ہے۔

دوسرا جزیہ ہے کہ ''اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا'' اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت علامہ احمد یا خاں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

> ''اس جملہ میں ناممکن کو ناممکن پر معلق کیا ہے ''اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ'' شرط ہے جس میں آئندہ کا ذکر ہے اور'' فَمَا بَلَّغْتَ ''میں گذشتہ کا ذکر ہے یا ''اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ'' میں ایک حکم کا تبلیغ نہ فرمانا مراد ہے اور'' فَمَا بَلَّغْتَ ''میں تمام احکام کی تبلیغ نہ فرمانا مراد.....یعنی اگر آپ نے آئندہ تبلیغ نہ کی تو گویا گذشتہ زمانہ میں بھی تبلیغ نہ کی.....کہ وہ کی ہوئی تبلیغ بیکار ہوگئی.....یا اگر آپ نے ایک تبلیغی حکم نہ پہنچایا تو گویا کوئی حکم نہ پہنچایا.....جیسے نماز کا ایک رکن یا شرط چھوڑ دینا گویا تمام ارکان کا چھوڑ دینا ہے.....گذشتہ ادا کئے ہوئے ارکان بھی بیکار ہو جاتے ہیں.....یا جیسے ایک انسان کا قتل گویا تمام کا قتل ہے.....یا جیسے ایک نبی یا ایک آیت کا انکار گویا تمام نبیوں اور آیتوں کا انکار ہے (۳)

آیت کا تیسرا جز ہے ''اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں کی طرف سے'' اس جز سے معلوم ہوا کہ تبلیغ کرنے میں دشمنوں کی جانب سے خطرہ بھی ہے.....لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ میں نگہبانی کروں گا.... چنانچہ واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ جب تبلیغ کرنے لگے تو.....اُن کی برائیاں اُن کو بتانے لگے کہ شراب پینا چھوڑ دو.....جوابازی کو ترک کرو.....بدکاری سے توبہ کرلو.....ظلم وجبر سے ہاتھ روک لو.....اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے سے رُک جاؤ.....اسراف وفضول خرچی کو سخاوت میں بدل ڈالو.....بتوں کی پوجا سے دُور ہوجا...طوائف خانے بند کردو.....معبودان باطل کو چھوڑ کر ایک وحدہٗ لا شریک کو مانوں.....تو وہ قوم آپ ﷺ کی دشمن ہوگئی اور:

''ضعفا مومنین یا منافقین کے ذریعہ یہ خبر پہنچائی کہ ہم یہودی بڑے مالدار اور عظیم جتھے والے ہیں.....اگر آپ تبلیغ اسلام سے باز نہ رہے تو ہم آپ ﷺ کو قتل کردیں گے یا کرادیں گے.....اور اگر آپ اس تبلیغ سے باز رہ جائیں تو ہم آپ کا بہت احترام کریں گے..... آپ ﷺ پر اپنا مال خرچ کریں گے.....اس خبر کے پھیلنے کے بعد تقریباً ایک سو صحابہ کرام حضور ﷺ کی حفاظت کے لئے مقرر ہوگئے.....جو سفر اور گھر اندر باہر ہر وقت آپ ﷺ کی حفاظت کرتے تھے.....اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں رب تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی حفاظت اپنے ذمہ کرم پر لینے کی خبر دی.....اس آیت کے نزول پر حضور ﷺ نے ان جاں نثار صحابہ سے فرمایا آپ لوگ اپنے اپنے گھر لوٹ جائیں..میرے رب نے میری حفاظت کی خبر دے دی.....پھر اس کے بعد حضور ﷺ رات کے اندھیرے میں تنہا مدینہ منورہ کے اردگرد جنگلوں تک میں گشت فرماتے تھے.....اور دشمن باوجود کثرت کے آپ کا کچھ نہ کرسکے (۴)

آیت کا چوتھا جز ہے ''بیشک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا'' اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِ الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ☆ اس آیت کا حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے ''بیشک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا'' ترجمہ کرکے ایسی اہم تبلیغ کی کہ لاکھوں نہیں کروڑوں لوگوں کے ایمان کو بچالیا......یہ بات اچھے اچھوں کو جلدی سے سمجھ میں نہیں آتی ہے.....ذرا دیگر تراجم کو پڑھ کر دیکھئے تو شاید بات سمجھ میں آجائے......مولانا محمد جونا گڑھی

نے مذکورہ آیت کے آخری جز کا ترجمہ کیا.... ''بیشک اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا'' مولانا محمد جونا گڑھی کے ترجمہ پر حاشیہ لکھنے والے مفسر صاحب، مذکورہ جز کے ترجمہ پر اظہارِ خیال کرنے سے خاموش رہنا بہتر سمجھا ہے.....اب غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو کافروں کی ہدایت (رہنمائی، رہبری، راہِ راست دکھانے والا) بنا کر بھیجا تو پھر کیا وجہ ہے کہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا؟

امام احمد رضا قدس سرہ' کے ترجمہ کی روشنی میں غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو کس چیز کی راہ نہیں دیتا؟ مراد یہ ہے اللہ تعالیٰ کافروں کو آپ ﷺ کے قتل کرنے کی راہ نہیں دیتا.... یا نہیں دے گا....اور دین کی تبلیغ سے روکنے کی راہ نہیں دیتا.... یا نہیں دے گا کہ وہ آپ ﷺ کو قتل کرسکیں.... یا آپ ﷺ کی تبلیغ کو روک سکیں....اللہ تعالیٰ آپ کا اور آپ کے دین متین کا حافظ وناصر ہے.....خوش خبری یہ ہے کہ اے محبوب ﷺ آپ کا اللہ کافروں کو راہ ہی نہیں دے گا....تو وہ آپ کو کیسے قتل کرسکتے ہیں۔

سردار انبیا ﷺ نے پہلے زبانی یعنی تقریری تبلیغ کی ....فرداً فرداً بھی اور اجتماعی طور پر بھی لوگوں کو خطاب فرما کر دین میں داخل فرمایا....اور زندگی کے آخری لمحہ تک آپ ﷺ تبلیغ فرماتے رہے۔

صاحب قاب قوسین حضور پُر نور ﷺ کی لکھوائی گئی تحریر (خط) کو پڑھ کر بادشاہ حبشہ نجاشی اصحمہ نے .... بادشاہ بحرین منذر بن ساوی نے ....والیٔ عمان عبد نے ....اور اس کے بھائی جیفر نے....اسلام قبول کیا.....دین اسلام تو رسول کائنات ﷺ کی تبلیغ سے پھیلا...علاوہ ازیں لوگ آپ ﷺ کی گفتگو سن کر......آپ ﷺ کے کلام پر فدا ہو کر.....آپ ﷺ کی باتوں سے متاثر ہو کر کفر کی دیوار توڑ کر اسلام کی آغوش میں داخل ہوئے.....اس بارگاہِ عالیہ کا کیا کہنا جو سراپا دین ہیں.....ایمان ہیں.....اسلام ہیں... ..لوگ آپ ﷺ پر فدا تھے اور ہیں......اپنی جان.....اپنی اولاد.....اپنا مال فدا کرتے تھے اور کرتے ہیں .....آپ کی دعوت پر حضرت ثعلبہ ایمان لائے.......اور حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی تبلیغ وتقریر سے ان کے قبیلہ کا ہر فرد کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلا ہوا......حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ وتقریر وسعی سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایمان لائے......حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے اہم رول کی بنیاد پر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آغوشِ اسلام میں شامل ہوئے......حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباد بن بشیر کو کلمہ پڑھا کر مسلمانوں کی صف میں کھڑا کیا.....یہ سلسلہ اسی طرح دراز ہوتا چلا گیا۔

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے مواعظ حسنہ

ولادت یکم رمضان ۴۷۰ھ مطابق ۱۰۷۷ء

وفات ۱۷ ربیع الثانی ۵۶۱ھ

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سے لاکھوں لوگوں کی تقدیر بدلی.... جو کافر تھے مومن بنے..... جو مشرک تھے متقی بنے.... جو گمراہ تھے عابد بنے...... جو فاسق تھے پارسا بنے... اسلام لاغر تھا توانا بنا.... عمل کی کھیتی مرجھائی ہوئی تھی ہری بن گئی.... ظالم کے ظلم کے پنجے ٹوٹ گئے.... مظلوموں کو طاقت ملی.... آپ کی تبلیغ کے سلسلے میں طالب ہاشمی رقم طراز ہیں:

''آپ کے شاگرد شیخ عبداللہ جیابانی رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ حسنہ (تقریر) سے متاثر ہو کر ایک لاکھ سے زائد فساق و فجار.... اور بداعتقاد لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی.... اور ہزارہا یہودی اور عیسائی دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خود ایک موقع پر فرمایا.... ''میری آرزو ہوتی ہے کہ ہمیشہ خلوت گزیں رہوں... دشت بیاباں میرا مسکن ہو..... نہ مخلوق مجھے دیکھے نہ میں اس کو دیکھوں.... لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی بھلائی منظور ہے..... میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد عیسائی اور یہودی مسلمان ہو چکے ہیں... اور ایک لاکھ سے زیادہ بدکار.. اور فسق و فجور میں مبتلا لوگ توبہ کر چکے ہیں..... اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے۔

''سنان'' نام کے ایک راہب..... صحائف قدیمہ کا زبردست عالم تھا.... اس نے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور پھر مجمع عام میں کھڑے ہو کر بیان کیا۔

صاحبو! میں ارضِ یمن کا رہنے والا ہوں..... مدت سے قطع تعلق کر کے راہبانہ زندگی گزار رہا تھا..... کچھ عرصہ سے مجھ پر دین اسلام کی حقانیت روشن ہو گئی تھی.... لیکن اس دین کے پیروؤں کی عام اخلاقی حالت دیکھ کر قبول اسلام متردد تھا.... میں نے عہد کیا تھا کہ اہل

اسلام سے جس شخص کو سب سے زیادہ متقی اور صالح دیکھوں گا اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا.... ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام تشریف لا ئے ہیں اور فرما رہے ہیں .... ''اے سنان! بغداد جا کر شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو... اس وقت کرۂ ارض پر ان سے بڑھ کر کوئی شخص متقی اور متدین نہیں ہے.. اور اس وقت وہ تمام اہلِ زمین سے افضل ہیں .... چنانچہ جناب مسیح علیہ السلام کے اس ارشاد کے مطابق میں سیدھا حضرت کی خدمت میں آیا اور الحمد للہ کہ جیسا سنا تھا ان کو ویسا پایا''(۵)

تقریر و خطاب کے اثر نے ہزاروں کے کفر و شرک کی دیواریں گرا کر.......لوگوں کو اسلام کا شیدائی بنا دیا......رسول اللہ ﷺ کا دیوانہ......اور احکامِ اسلام کا عامل کر دیا۔

خلوص و للّٰہیت کے ساتھ جب ایمانیات کا باب کھولا جاتا ہے.....ایمان و عمل اور نیکی کی روشنی پھیلائی جاتی ہے.....اور وہ روشنی جب بے عمل کے سینے پر جگمگاتی .... گنہگاروں کے قلب پر لپکتی..... سیاہ کاروں اور خطا کاروں کے دل کو منور کرتی ہے .....تو ان کا دل کانپ جاتا.....ان کی آنکھیں بھیگ جاتیں ..... بدن لرز جاتا.....رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ پھر بخوشی توبہ کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے......عمل کی راہ پر لگ جاتے.....نیکی کے اتھاہ دریا میں اتر جاتے ہیں۔

سلطان الہند خواجہ غریب نواز کی تبلیغ

ولادت ۱۴؍رجب ۵۳۷ھ مطابق ۱۱۴۲ء سنجر میں

وفات ۶؍رجب ۶۲۷ھ مطابق ۲۱؍مئی ۱۲۲۹ء

ہندوستان کی تاریخ میں عطائے رسول.... سلطان الہند خواجہ غریب نواز.... حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے تبلیغی کارنامے سورج کی روشنی سے زیادہ منور ہے....آپ اسلام کی تبلیغ کے لئے ہی تشر یف لائے تھے... ہندوستان کفر کی کان تھی.... خصوصی طور پر ہندوستان کا مشرقی اور شمالی حصہ کفر میں سخت تھا.... یہی وجہ ہے ان حصوں میں اسلام کا پرچار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے تشریف لانے کے بعد ہی ہوا....، ورنہ ہندوستان میں اسلام تو پہلی صدی ہی میں پہنچ چکا تھا....پہلی صدی ہی

میں کیرالا اور کشمیر کے لوگ اسلام و مسلمان سے روشناس ہو چکے تھے.....لیکن ابھی تک کسی نے دہلی اور اجمیر کے علاقے میں اسلام لے کر نہیں آیا تھا.....عطائے رسول جب یہاں پہنچے تو لوگ آپ کی صورت دیکھ کر ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر فدا ہونے لگے.....مندروں کے بڑے بڑے پجاریوں اور مہنتوں، امرا اور وسا، غربا و مساکین سب کے سب ایمان لانے لگے.....اجے پال جوگی کے ایمان لانے کے بعد رائے پتھورا اپنی حکومت سے مایوس ہونے لگا کہ اب اجمیر میں اسلام کا ہی بول بالا ہوگا کیوں یہ فقیر کسی سے کچھ کہتے نہیں اور دیکھتا ہوں مندروں کے بڑے بڑے پجاری اسلام میں داخل ہو رہے ہیں.....شاہ سید حسین رحمۃ اللہ علیہ اجمیر کے گرد نواح کا دورہ کرتے اور لوگوں سے کہتے کہ اجمیر میں ایک بزرگ تشریف لائے ہیں چلو ان کو دیکھ لو، ان سے مل لو.....گرد و نواح سے لوگ آتے اور آپ کو دیکھتے ہی آپ کے ہاتھوں پر کلمہ پڑھ لیتے.....شیخ عبد الرحمن چشتی قدس سرہٗ کے بقول:

''آپ کسی کو اسلام کی دعوت نہیں دیتے تھے جو شخص خلوص دل سے خود بخود اسلام کی طرف مائل ہوتا تھا آپ اسے قبول کر لیتے تھے'' (۶)

اس طرح یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کے تذکرے دُور دُور تک پہنچتے رہے..... لوگ آپ کے پاس آتے رہے.....آپ کے نورانی چہرۂ اقدس کو دیکھ کر مسلمان ہوتے رہے.....آمد سے لے کر وصال تک آپ نے دہلی سمیت اجمیر میں چالیس سال قیام فرما رہے.....ان چالیس سال میں نوے لاکھ (9000000) لوگوں کو مسلمان بنایا.....اور ستر سے زیادہ علماء و خطباء اور اولیا کو خلافت سے نواز کر ان کو ان کے مقام پر بھیجا.....اب کوئی یہ کہے کہ ہندوستان میں ہندالولی، خواجہ غریب نواز حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان میں تبلیغ تو خوب کی لیکن مبلغ پیدا نہیں کیے تو اسے جہالت کہا جائے گا یا تعصب و تنگ نظری؟ بغض و حسد کہا جائے گا یا کینہ پروری؟ کسی بھی عالم اور بزرگ کے خلاف کسی زمانے میں ایسی آواز نہیں اُٹھی تو آج امام علم و فن کے خلاف ایسی آواز کیوں اُٹھائی جا رہی ہے؟.....آیئے امام احمد رضا اور آپ کے مبلغین پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں کہ واقعی امام احمد رضا نے مبلغین پیدا کیے یا نہیں؟

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت مبلغ

متولد ۱۰ رشوال المکرّم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ رجون ۱۸۵۶ء

وفات ۲۵ رصفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء بروز جمعہ

حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی ساری زندگی دین اسلام کی تبلیغ میں ہی گزری ہے....اور آپ جیسے تبلیغ کرنے والے لوگ انگلیوں پر گنے جاتے ہیں....امام احمد رضا قدس سرہٗ شریعتِ اسلامیہ کی بحالی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے......امام احمد رضا قدس سرہٗ نے فتاویٰ فی سبیل اللہ لکھا.....تعویذ تحریر کیا فی سبیل اللہ.....وعظ فرمایا فی سبیل اللہ.....درس دیا فی سبیل اللہ.....کتاب لکھا تبلیغ کے لئے، شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عام کرنے کے لئے.....لوگوں تک پہنچانے کے لئے......آج بھی آپ کی تحریر کے ذریعے سے تبلیغ ہو رہی ہے....آپ کا ترجمہ قرآن کنزالایمان کو پڑھ کر (نومسلم انگریز) برطانیہ اکسفوڈ یونیورسٹی کے استاد ڈاکٹر محمد ہارون لکھتے ہیں:

(۱) ''امام احمد رضا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی طرح کی تنقید کرنے یا ان کی عظمت وکمال میں کوئی بھی شک پیدا کرنے کی اجازت دینے سے صاف انکار کیا.....انہوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ وکمال کو گھٹانے والے وہابی تراجم قرآن کے مقابلے میں اردو زبان میں قرآن حکیم کا بہت ہی خوبصورت ترجمہ پیش کیا''۔

(۲) ''انہوں (امام احمد رضا) نے تمام عمر اہل سنت کے عقائد کے مطابق اسلام اور اسلامی سوسائٹی کا جدید دنیا کے حملوں کے خلاف دفع کیا، خاص طور پر ان اندرونی حملوں کے خلاف جو ان مسلمانوں کی طرف سے تھے جن کا مقصد اہلسنت کے عقائد کے مطابق اسلام سے جان چھڑا کر ایک نئی چیز کو رائج کرنا تھا''۔

(۳) ''امام احمد رضا کی تحریروں میں اسلامی تصوف اور روحانیت کی ۱۴ رسو سالہ روایات ملاحظہ کر سکتے ہیں.....مذہب کی تمام علمی دولتیں انہی کے دم سے ہیں.....وہ ایک جدید صوفی سے کہیں برتر و بالا ہیں.....انہوں نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیتی مرگ مذہب کی تحریک کے خلاف پوری قوت سے اسلام کا دفاع کیا''۔

(۴) امام احمد رضا علیہ الرحمہ محض ایک دانا اور ذہین عالم دین، ماہر فنون اور طبیب ہی نہیں تھے. بلکہ انہوں نے تمام قدیم روایتی حکمت و دانش کو اندرونی و بیرونی حملوں سے بچایا"۔

(۵) "امام احمد رضا جدید عصر کے تمام حملوں کے خلاف مذہب کے زبردست محافظ تھے"

(٦) "امام احمد رضا نے ایک بھرپور تحریک کی رہنمائی فرمائی تا کہ اہلسنت کے عقائد کے مطابق اسلام اپنا کام جاری رکھ سکے"۔

(۷) "امام احمد رضا نے تہیہ کرلیا تھا کہ وہ عصر جدید کو تصوف اور مذہب کی شاندار علمی روایت پر ڈاکہ نہیں ڈالنے دیں گے"۔

(۸) انہوں (احمد رضا) نے مضر رساں سائنس سے بچایا"۔

(۹) "امام احمد رضا نے آج سے سو سال قبل سائنس کے خلاف جہاد کیا......اگر آپ سائنس پر امام احمد رضا کی تصانیف پڑھیں تو آپ محسوس کریں گے کہ انہوں نے سائنس دانوں کی کس قدر تذلیل کی ہے"۔

(۱۰) "امام احمد رضا کے نزدیک قرآن اور اسلام ہی میں کامل سچائیاں ہیں اور کسی بھی طرح ان کی تردید کی اجازت نہیں دی جاسکتی......اگر کبھی سائنس دانوں نے ایسا کیا بھی تو امام احمد رضا نے ان کے دلائل کو اسلامی دلائل سے رد کیا اور ان کے پرخچے اڑا دیئے"(۷)

مذکورہ دسوں نکات کو ملاحظہ کیجئے اور بتایئے کہ.....یہ امام احمد رضا کی تبلیغ ہے یا نہیں؟.....بتایئے امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کی تبلیغ کامیاب ہے یا نہیں؟.....بتایئے امام احمد رضا کی یہ تبلیغ......اعلیٰ تبلیغ ہے یا نہیں؟.....بتایئے امام احمد رضا کے ان کاموں کو تبلیغ کے خانہ میں شمار کیا جائے یا نہیں؟......امام احمد رضا کے ان کاموں کو آپ سمجھ پا رہے ہیں تو بتایئے کہ امام احمد رضا نے تبلیغ کا حق ادا کیا ہے یا نہیں؟.....امام احمد رضا کی طرح کوئی شخص سائنس دانوں کو اپنے گھیرے میں لینے کی اپنے اندر جرأت پاتا ہے؟ ہاں کہنے سے پہلے وہ شخص اپنے علم پر نظر ثانی کرلے۔

آج کل لوگ اپنی بساط سے بڑھ کر گفتگو کرتے ہیں، ایسے لوگوں پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ "نئے نواب آسمان پر دماغ" یہ لوگ کسی کی سنتے ہی نہیں ہیں، امام احمد رضا بھی دین و دنیا کے معاملے میں

ہر طرح سے مالا مال تھے لیکن باادب تھے......اس سے متعلق مولانا محمد احمد مصباحی لکھتے ہیں:

''امام احمد رضا قدس سرہٗ'' علماءِ اسلام کی توقیر و تعظیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیتے، علامہ شامی محقق علی الاطلاق جیسے اکابر کی باتوں پر کلام کرتے ہیں مگر ادب اور تواضع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، جبکہ آج اکابر پر اس طرح حرف گیری کی جاتی ہے کہ وہ طفل مکتب معلوم ہوں۔

یہ ان لوگوں کا حال ہے جنہیں امام احمد رضا کے علوم کا پچاسواں حصہ بھی نصیب نہیں، ایک جگہ ردالمختار میں علامہ شامی نے فرمایا کہ اس اعتراض کا حل ہماری سمجھ میں نہیں آیا، اعلیٰ حضرت نے جدالمختار میں اس پر لکھا'' آپ کے کلمات کی خدمت کی برکت سے ہمیں سمجھ میں آگیا، شان علما کا ذکر فرماتے ہوئے قصیدہ میں لکھا۔

''یہ حضرات جب کہیں فروکش ہوں تو بادے شہر بن جائیں اور جب رخصت ہوں تو شہر جنگل بن جائیں''

ملک العلما مولانا ظفیر الدین بہاری نے عرض کیا یہ تو شاعرانہ مبالغہ معلوم ہوتا ہے، فرمایا! حقیقت ہے، مولانا عبدالقادر صاحب تشریف فرما ہوئے تو پورے شہر میں چہل پہل نظر آتی، عجب کیف سرور کا سماں ہوتا، واپس چلے جاتے تو معلوم ہوتا کہ ویرانی چھا گئی ہے، حالانکہ ان کے سوا سبھی موجود ہوتے (۸)

آج کل کے لوگوں نے وتیرہ ہی عجیب بنالیا ہے، عجیب وتیرہ کے تحت، عجیب عجیب بولیاں بول رہے ہیں، نہ تو کبھی دارالعلوم کا منھ دیکھا، نہ مدرسے میں قدم رکھا، نہ اردو پڑھنے آتا ہے، نہ فارسی جانتا ہے، نہ عربی کی شد بد رکھتا ہے، مگر مقابلہ کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے، مجدد دین ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی سے، مفتی اعظم ہند حضرت مصطفیٰ رضا خاں قادری سے، کبھی اِدھر ڈنڈے گھوماتا، کبھی اُدھر ڈنڈے گھوماتا ہے، اور یہ سارے ڈنڈے گھومانے والوں کے سروں پر ہی گرتے ہیں، جس کا احساس گھومانے والوں کو نہیں ہے، لیکن دیکھنے والوں کو ہے، پیشتر سطور میں مولانا محمد احمد مصباحی کی تحریر ملاحظہ کیا، اب مولانا محمد حسن علی رضوی کی تحریر ملاحظہ کیجئے:

''اختلاف فرمانے والے آج کل کے مبلغ علم کے حامل اوراَونے پونے کمسن خودساختہ جدید محققین کی حقیقت وحیثیت ہی کیا ہے، جوشہزادۂ اعلیٰ حضرت وخلفاء وتلامذہ اعلیٰ حضرت کے مقابلے میں سینہ تان کر ہمسری وبرابری کا دعویٰ کرسکیں (۹)

بات بالکل واضح ہے کہ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قدس سرہٗ، حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں قادری اور اعلیٰ حضرت کے تلامذہ وخلفاء کے سامنے جن لوگوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے، وہ بھی اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند، ودیگر اہم علمی شخصیتوں پر زبان درازی کرتا ہے، یہ باتیں نمونے کے طور پر پیش کردی گئی ہیں، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت پر حملہ کرنے والے کہتے ہیں کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے کتابیں تو بہت لکھیں لیکن مبلغ پیدا نہیں کئے، یہ ایک قسم کا سیاسی حربہ یا منافقانہ چال ہے جو اپنی دکان چمکانے کے لئے اس قسم کی پھول جھڑیاں چھوڑتے رہتے ہیں تاکہ لوگ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے متنفر ہوکر ہماری دکان میں چلے آئیں، یہ ایک حربہ ہے، جس پر نمک مرچ چھڑک کر اپنی باتوں کو مزیدار بنانا چاہتے ہیں مگر حقیقت کے سامنے بے وقعت ہوکر رہ جاتی ہے تو بے چارے منھ چھپائے پھرتے ہیں۔

امام احمد رضا اور آپ کے مبلغین کا جائزہ

اس عنوان کے تحت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ اور آپ کے مبلغین کی تبلیغ کا جائزہ پیش کریں گے، اس سے قبل ایک بات پھر دہرادوں کہ مبلغ میں کیا کیا خوبیاں ہونی چاہئے، یہ باتیں آپ نے شروع میں ملاحظہ کرلیا ہے، یہاں پر چند باتوں کا اعادہ کروں گا کہ مبلغ اگر وجیہہ ہو تو اس کی وجاہت کا بھی اثر ہوتا ہے، امام احمد رضا قدس سرہٗ کی وجاہت، اور وجاہت علمی وعملی کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے.....ان کی وجاہت عملی نے ایک انگریز کو کلمہ پڑھنے پر راضی کیا، واقعہ یہ ہے:۔

بریلی سے دہلی اور دہلی سے اجمیر شریف کے سفر میں تبلیغ

''دہلی سے اجمیر شریف جانے کے لئے ''بی بی اینڈ سی آئی آر'' ریل چلا کرتی تھی، اعلیٰ حضرت جب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ پھلسرہ جنکشن پہنچے تو مغرب کا وقت ہوگیا، آپ

نے اپنے مریدوں سے فرمایا، نماز مغرب کے لئے پلیٹ فارم پر ہی جماعت کی جائے چنانچہ چادریں بچھالی گئیں۔لوگوں میں سے جن کا وضو نہیں تھا انہوں نے تازہ وضو کیا، اعلیٰ حضرت باوضو تھے چونکہ ہر وقت باوضو رہنے کی عادت تھی لہذا امامت کے لئے آگے بڑھے اور فرمایا'' آپ سب لوگ پورے اطمینان کے ساتھ نماز ادا کریں انشاء اللہ گاڑی اس وقت تک نہیں جائے گی، جب تک ہم لوگ پوری نماز نہ ادا کرلیں'' یہ فرما کر آپ نے نماز شروع فرمادی، جب نماز کی ایک رکعت پوری ہوئی تو اس درمیان گاڑی کا وقت ہو گیا اور گاڑی نے سیٹی دیا، پلیٹ فارم پہ بکھرے ہوئے لوگ ڈبوں میں سوار ہو گئے مگر آپکے ساتھ نماز پڑھنے والے انتہائی سکون وانہاک کے ساتھ ادائیگیِ نماز میں مصروف رہے، اب گاڑی پھر دوسری وتیسری سیٹی دی اور ڈرائیور نے گاڑی بڑھانا چاہا مگر گاڑی آگے کو نہ بڑھ سکی، گاڑی چونکہ ''میل'' تھی ہزار کوشش کے بعد آگے نہ بڑھی تو تمام عملہ پریشان ہونے لگے کہ آخر گاڑی کیوں نہیں بڑھ رہی ہے، کسی کی سمجھ میں نہیں آیا، انجن کو چیک کرنے کے لئے پیچھے کو چلاتا تو گاڑی پیچھے کی سمت چل پڑتی اور جب آگے چلنا ہوتا تو رک جاتی، آخر اتنے میں اسٹیشن ماسٹر جو انگریز تھا، اپنے کمرے سے باہر نکل کر آیا اور کہا کہ انجن کو گاڑی سے کاٹ کر دیکھو، چلتا ہے یا نہیں؟ ڈرائیور نے ایسا ہی کیا تو انجن چلنے لگا، اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آئی مگر پھر جونہی ڈبوں کے ساتھ جوڑا پھر وہی حال، اب اور پریشانی بڑھی، اسٹیشن ماسٹر نے گارڈ سے پوچھا (حسن اتفاق وہ گارڈ مسلمان تھا اور وہیں کھڑا تھا جہاں نماز ہو رہی تھی) گارڈ نے بتایا کہ سمجھ میں یہ آتا ہے کہ یہ بزرگ جو نماز پڑھ رہے ہیں، کوئی بہت بڑے اللہ کے ولی ہیں، گاڑی ان کی وجہ سے نہیں چل رہی ہے اور یہ بزرگ اور ان کی جماعت نماز نہیں ادا کرلیتی ہے یہ گاڑی مشکل ہی ہے کہ چلے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا اور با آواز بلند درود شریف پڑھ کر دعا میں مصروف ہو گئے، جب دعا سے فارغ ہوئے تو انگریز نے بڑھ کر نہایت ادب سے عرض کیا ذرا جلدی فرمائیں، گاڑی آپ ہی کے انتظار میں کھڑی ہے، ارشاد فرمایا ہم لوگ تھوڑی

دیر میں نماز سے فارغ ہو لیں گے، پھر انشاء اللہ گاڑی چلے گی، آپ لوگوں نے جب نماز سے فراغت پالی اور آ کر گاڑی میں فروکش ہو گئے تو پھر گاڑی چلنے لگی، انگریز نے ادب سے سلام کیا، اور آپ لوگ اجمیر شریف کے لئے روانہ ہو گئے، اس کرامت کا انگریز کے دل پر گہرا اثر ہوا، وہ رات بھر سوچتا رہا اور اسلام کی حقانیت اس کے دل میں جگہ بناتی رہی بالآخر صبح کو اپنی جگہ پر دوسرے کو مقرر کر کے اپنے پورے گھر والوں کے ساتھ اجمیر القدس کے لئے چل پڑا، تا کہ وہاں خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر اسلام قبول کرے پھر وہ اجمیر شریف پہنچا تو اس وقت درگاہ شریف کے شاہجہانی مسجد میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا خطاب ہو رہا تھا، وعظ میں شریک ہوا، بیان سنا اور جب وعظ ختم ہوا تو قریب پہنچ کر اعلیٰ حضرت کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ جب آپ پھلسرہ اسٹیشن سے اِدھر روانہ ہوئے ہیں، اسی وقت سے میں بے چین ہوں، سکون نہیں ملتا، آخر اپنے افراد خانہ کو لے کر یہاں حاضر ہو گیا ہوں اور اب آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، آپ کی یہ کرامت دیکھ کر اسلام کی صداقت وحقانیت کا یقین ہو گیا ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت ہزار ہا زائرین عرس کے سامنے اس انگریز کو اور اس کے نو (۹) افراد کو کلمہ پڑھا کر اسلام میں داخل فرمایا، نیز اس کو سلسلہ قادریہ میں بیعت بھی فرمایا اور اس کا نام ''رابرٹ'' سے بدل کر ''عبد القادر'' رکھا اور اس کو اسلام کی تعلیمات سے نوازا'' (۱۰)

اسلام زندہ باد، امام احمد رضا زندہ باد، امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کی استقامت، نماز کی حفاظت سے آپ کی ولایت وکرامت نے تبلیغ کا وہ کام کیا کہ رابرٹ، عبد القادر بن گئے، امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت وکرامت نے رابرٹ کو کھینچ کر اجمیر بلا لیا کہ اے رابرٹ تم اجمیر آؤ، اجمیر میں کلمہ پڑھو کہ تمہارے اسلام پر ہزاروں لوگ گواہ ہو جائیں، اور تم عبد القادر کہہ کر پکارے جاؤ، عبد القادر کا پورا گھر جو نو (۹) افراد پر مشتمل تھا سب کے سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے، پھر بھی کوئی یہ کہے اور لکھے کہ امام احمد رضا خاں نے نہ تو تبلیغ کی، نہ مبلغ پیدا کئے، تو اس کو جہالت سمجھا جائے یا سیاست؟ امام

احمد رضا خاں قدس سرہٗ کے تئیں اس کو اعتقاد کی گفتگو کہا جائے یا حریفانہ بازی گری؟ امام احمد رضا خاں کے جیسی نہ کسی نے تبلیغ کی نہ مبلغ پیدا کئے ہیں، پھر الزام کیسا اور کیوں کر؟

امام احمد رضا کے ہاتھ پر ایک غیر مسلم کا ایمان لانا

ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے، جناب سید ایوب علی صاحب کے حوالہ سے امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا ایک غیر مسلم کو کلمہ پڑھانے کا واقعہ لکھا ہے، جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

"جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز ایک مسلمان کسی غیر مسلم کو اپنے ہمراہ لاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یہ مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔

فرمایا کہ کلمہ پڑھوا دیا ہے؟

انہوں نے کہا ابھی نہیں۔

حضور نے بلا تاخیر و تساہل بعجیل غیر مسلم کو پڑھنے کا اشارہ کرتے ہوئے یہ الفاظ تلقین فرمائے۔

لا اله الله محمد رسول الله ۔ اللہ ایک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد ﷺ اس کے سچے رسول ہیں، میں ان پر ایمان لایا، میرا دین مسلمانوں کا دین ہے، اس کے سوا جتنے معبود ہیں، سب جھوٹے ہیں، اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہیں ہے، جلانے والا ایک اللہ ہے، مارنے والا ایک اللہ ہے، پانی برسانے والا ایک اللہ ہے، روزی دینے والا ایک اللہ ہے، سچا دین اسلام ہے، اور جتنے دین ہیں سب جھوٹے ہیں۔

اس کے مقراض سے سر کی چوٹی کاٹی، اور کٹورے میں پانی منگوا کر تھوڑا سا خود پیا، باقی اسے دیا، اور اس سے بچا، وہ حاضرین مسلمانوں میں تھوڑا تھوڑا پیا، اسلامی نام عبد اللہ رکھا گیا، بعدہٗ جو صاحب لے کر آئے تھے، انہیں فہمائش کی کہ، جس وقت کوئی اسلام میں آنے کو کہے، فوراً کلمہ پڑھا دینا چاہئے کہ اگر کچھ بھی دیر کی، تو گویا اتنی دیر اس کے کفر پر رہنے کی معاذ اللہ رضا مندی ہے، آپ کو فوراً کلمہ پڑھا دینا چاہئے تھا، اس کے بعد یہاں

لاتے یا اور کہیں لے جاتے۔

ان صاحب نے یہ سن کر دست بستہ عرض کیا کہ حضور مجھے یہ بات معلوم نہ تھی، میں توبہ کرتا ہوں۔

حضور نے فرمایا: اللہ معاف کرے کلمہ پڑھ لیجئے......... انہوں نے کلمہ پڑھا، اور سلام کر کے چلے گئے"(۱۱)

نظر کھول کر امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کی تبلیغ کا نظارہ کرتے تو بیکار کی باتیں بکنے اور لکھنے کے بجائے امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کے معتقد ہوتے، ایسی باتیں نہ لکھتے نہ بولتے، کھنکھناتے سکوں پر کود نے اور بولنے والوں کو دو دو چار کی طرح حقیقت سب معلوم ہے، لیکن الٹی بات نہیں بولیں گے، نہیں لکھیں گے تو عیش و عشرت کہاں سے نصیب ہوں گے۔

امام احمد رضا نے آریہ کو کلمہ پڑھا

امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ تبلیغ اسلام ہی کے لئے پیدا ہوئے، زندگی بھر اسلام و ایمان واحکام کی تبلیغ کرتے رہے، لاکھوں آدمیوں کے ایمان کو بچایا، محبت رسول ﷺ کی تبلیغ کے لئے آپ کا نام مشہو رہے، آپ کے پاس عجیب عجیب خیالات کے لوگ آتے اور عجیب عجیب سوالات کرتے، آپ سائل کو تشفی بخش جواب دیتے، گمراہ ہوتا تو راہِ راست پر آتا، فاسق و فاجر ہوتا اپنے فسق و فجور سے توبہ کرتا، جس کی قسمت میں ہدایت ہوتی تو کافر بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا، ایک محفل کے گواہ جناب سید ایوب قادری، مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، مولانا رحم الٰہی صاحب ہیں کہ آپ کی بارگاہ میں ایک آریہ آتا ہے اور چند سوال کر کے کہتا ہے:

"میرے چند سوالات ہیں، اگر ان کے جوابات دے دیئے گئے، تو میں اور میری بیوی بچے سب مسلمان ہو جائیں گے"(۱۲)

اس کے کئی سوالات تھے اور اذان ہو چکی تھی، اسی بنا پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے فرمایا ہماری نماز کا وقت ہے تم یہاں ٹھہرو، نماز کے بعد سوال کرو گے، وہ شخص رُکا رہا، نماز کے بعد اس نے جو سوال کیا اور اعلیٰ حضرت نے جو جواب دیا، ملاحظہ کیجئے:

''وہ کہنے لگا: ایک سوال تو یہی ہے کہ آپ کے یہاں عبادت کے پانچ وقت کیوں مقرر ہیں؟ پرمیشور کی عبادت جتنی بھی کی جائے، اچھا ہے۔

مولانا نعیم الدین صاحب نے فرمایا: یہ اعتراض تو خود تمہارے اُوپر آتا ہے، مولانا رحم الٰہی صاحب نے فرمایا: میرے پاس ''ستیارتھ پرکاش'' مکان پر موجود ہے، ابھی منگوا کر دکھا سکتا ہوں الغرض! طے پایا کہ جب تک کتاب آئے نماز پڑھ لی جائے، وہ اتنی دیر پھاٹک میں بیٹھا رہا، بعدۂ مندرجہ ذیل سوالات پیش کئے۔

(۱) قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوا، ایک دم کیوں نہ آیا؟ جبکہ وہ خدا کا کلام ہے، خدا تو قادر تھا کہ ایک ساتھ اُتار دیتا۔

(۲) آپ کے نبی کو معراج کی رات خدا نے بلایا تو انہیں پھر دنیا میں واپس کیوں کیا؟ وہ تو اسے محبوب تھے۔

عبادت پانچ وقت کے متعلق ''ستیارتھ پرکاش'' کی عبارت دیکھنا مشروط ہوئی، مذکورہ بالا سوالات سن کر حضور نے فرمایا: میں سوالوں کے جوابات ابھی دیتا ہوں، مگر تم نے جو وعدہ کیا ہے، اس پر قائم رہوں، اس نے کہا: ہاں! میں پھر کہتا ہوں کہ اگر میرے سوالات کے جوابات آپ نے معقول دے دیئے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا اور بیوی بچوں کو لا کر مسلمان کرا دوں گا''۔

گفتگو یہاں تک پہنچی، تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری نے اس کے قول پر رہنے کی بات کہی اس نے ہاں کہا، اب مجدد دین وملت نے فرمایا:

پہلے سوال کا جواب تو یہ ہے کہ جو شئے عین ضرورت کے وقت دستیاب ہوتی ہے، اس کی وقعت دل میں زیادہ ہوتی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو بتدریج نازل فرمایا۔

پھر فرمایا: انسان بچہ کی صورت میں آتا ہے، پھر جوان ہوتا ہے، پھر بوڑھا، اللہ تو قادر تھا بوڑھا ہی کیوں نہ پیدا فرمایا؟

پھر فرمایا: انسان کھیتی کرتا ہے، پہلے پودا نکلتا ہے، پھر کچھ عرصہ کے بعد اس میں بالی آتی ہے، اس کے بعد دانہ برآمد ہوتا ہے، وہ تو قادر تھا کہ ایک دم غلہ کیوں نہ پیدا فرمایا؟

اس کے بعد ’’ستیارتھ پرکاش‘‘ آ گئی، جس میں حسبِ ذیل عبارتیں موجود تھیں۔

باب تیسرا (تعلیم) پندرہواں ہیڈنگ ’’اگنی ہوتر دو ہی وقت کرے۔

باب چوتھا (خانہ داری) ۶۳ ہیڈنگ ’’سندھیا دو ہی وقت کرنا چاہئے۔‘‘

ان عبارت کو سن کر بجز قائل ہونے کے چارہ ہی کیا تھا، لہٰذا اعتراف کرتے ہوئے، معراج شریف والے سوال کا جواب چاہا، اس کی نسبت حضور نے ارشاد فرمایا:

اسے یوں سمجھو کہ ایک بادشاہ اپنے مملکت کے انتظام کے لئے ایک نائب مقرر کیا، وہ صوبہ (دار) یا نائب بادشاہ کے حسب منشا خدمات انجام دیتا ہے، بادشاہ اس کی کارگزاریوں سے خوش ہو کر اپنے پاس بلاتا ہے، اور انعام وخلقت فاخرہ عطا فرماتا ہے، یہ نہ کہ اسے بلا کر معطل کر دیتا ہے اور اپنے پاس روک لیتا ہے۔

یہ سن کر اس نے کہا کہ آپ نے میری پوری تشفی فرما دی اور میری سمجھ میں خوب آ گیا، میں ابھی جا کر بیوی اور بچوں کو لاتا ہوں اور خود بھی مسلمان ہوتا ہوں، ان کو بھی مسلمان کراتا ہو‘‘۔ (۱۳)

معترض کی آنکھوں پر بغض وحسد وکینہ، تعصب وتنگ نظری کے پردے ہیں تو اس کو لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ کر، ان پردوں کو پھاڑ کر، اپنے نفس کا تجزیہ کرنا چاہئے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے تبلیغ کی لیکن اپنے سے بڑے بزرگوں کی کردار کشی نہیں کی، آج کل بزرگوں کی کردار کشی کرنا لوگوں نے فیشن بنالیا ہے، ایک شخص پچاس سال تک نماز روزے سے غافل رہا، اس کے بعد جماعت بدل لیا، اب کہتا ہے کہ بندہ نواز گیسودراز کے آستانہ پر گیا تھا، انہوں نے اپنی زندگی میں کوئی اہم کام نہیں کیا، اسی کو کہا جاتا ہے ’’چھوٹا منھ بڑی بات‘‘ آج کل دین کے کاموں کے متعلق ہر شخص فاتح بننے کی کوشش میں لگا ہوا ہے، دوسرے کے کاموں کو اپنے نام کرنے کی پوری سعی کرتا ہے، ایک شخص نے ایک دارالعلوم قائم کیا، اپنی زندگی میں اسے پروان چڑھایا، موصوف اللہ کو پیارے ہو گئے، اب ایک شخص کو اس کا سرپرست بنا دیا گیا ہے، اب موصوف خود کو اس مدرسہ کا بانی لکھتا ہے، یہ اندھیر نگری چوپٹ راجا ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا، والا معاملہ کب تک چلے گا؟ حقیقت پر کالک پوتنے کا مطلب ہے، اپنے منھ پر کالک پوتنا، لوگوں نے عجیب عجیب اودھم مچا رکھا ہے، جھوٹی

کہانیاں گڑھ کر ایجنٹ کے ذریعے بازار میں پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور رٹے رٹائے طوطے حقیقت جانے بغیر اسی کو رٹتے رہتے ہیں، ایسی نہ جانے کتنی باتیں ہیں جو مارکیٹ میں گشت کر رہی ہیں، جس پر الگ سے کتاب لکھنے کی ضرورت ہے، آیئے اعلیٰ حضرت کی تبلیغ پر پھر سے نظر کرتے ہیں۔

امام احمد رضا کی جبل پور میں تبلیغ

۲۸ رجب ۱۳۳۷ھ روز جمعہ نمازِ عصر سے قبل جبل پور کے ایک جلسہ میں......اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی نصائح سے ایک شخص اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے......اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا، بھائیو!.....یہ وقت نزولِ رحمت الٰہی کا ہے.....سب حضرات اپنے اپنے گناہوں سے توبہ کریں.....جن کے خفیہ ہوں وہ خفیہ......اور جن کے اعلانیہ ہوں وہ اعلانیہ کہ...... اِذَا عَلِمْتَ سَیِّئَۃً فَاَحْدِثْ عِنْدَ هَا تَوْبَۃَ السِّرَّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَّۃَ بِالْعَلَانِیَّۃِ ......جب تو کوئی گناہ کرے فوراً توبہ کر......مخفی کی مخفی....اور آشکارا کی آشکارا....سچے دل سے توبہ کریں کہ رب عزوجل ایسی ہی توبہ قبول فرماتا ہے....فقیر (احمد رضا) دعا کرتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ حضرات کو استقامت کرامت فرمائے......جو لوگ داڑھی منڈاتے یا کترواتے ہوں یا چڑھاتے ہوں یا سیاہ خضاب لگاتے ہوں وہ......اور ایسی ہی جو اعلانیہ گناہ کرتے ہوں انہیں اعلانیہ توبہ کرنا چاہئے......اور جو گناہ پوشیدہ طور پر کیے ان سے پوشیدہ کہ گناہ کا اعلان بھی گناہ ہے......اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے ان چند فقرات میں اللہ ہی جانے کیا اثر تھا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے......گویا وہ اپنے گناہوں کے دفتر آنسوؤں سے دھو رہے تھے....اور بیتابانہ... پروانہ وار....اس شمع انجمن محمدی ﷺ پر نثار ہونے دوڑتے.....اور قدموں پر گر گر کر اپنے خفیہ و علانیہ آثام سے توبہ کر رہے تھے......عجب سماں تھا...... حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ خود بھی نہایت گریہ وزاری کے ساتھ ان کے لئے دعائے مغفرت میں مصروف تھے......جب سب لوگ تائب ہو چکے......حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ آج مجھے فائدہ معلوم ہوا کہ تیرا جبلپور آنا اور اتنے دنوں تک قیام کرنا یوں ہوا........پھر فرمایا...... مناسب ہوگا اگر تائبین کی فہرست تیار کر لی جائے......کہ دیکھا جائے کون کون توبہ پر مستقیم رہتا ہے... ....اس وقت کچھ لوگ چلے بھی گئے تھے.....جس قدر موجود تھے.....ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

تائبین کی فہرست

''(۱) اکبر خان صاحب، لارڈ گنج، سیاہ خضاب سے (۲) قاسم بھائی صاحب، لارڈ گنج، داڑھی مونڈنے سے (۳) دادا بھائی صاحب، لارڈ گنج، داڑھی مونڈنے سے (۴) سیٹھ عبد اکریم صاحب، لارڈ گنج، داڑھی مونڈنے سے (۵) عمر بھائی صاحب، لارڈ گنج، داڑھی مونڈنے سے (٦) عبد الشکور صاحب، لارڈ گنج، داڑھی مونڈنے سے (۷) حافظ عبد الحمید صاحب، کمانیہ پھاٹک، داڑھی مونڈنے سے (۸) عبد الغنی صاحب، گلھسائی داڑھی مونڈنے سے (۹) بابو عبد الشکور صاحب، اپرین گنج، داڑھی مونڈنے سے (۱۰) حبیب اللہ صاحب محلّہ کھٹک داڑھی ممونڈنے سے (۱۱) محمد ادلیس صاحب، صدر بازار، داڑھی مونڈنے سے (۱۲) اللہ بخش صاحب، تمر بائی، داڑھی مونڈنے سے (۱۳) عزیز محمد صاحب، محلّہ کھٹک، داڑھی مونڈنے سے (۱۴) عزیز الدین صاحب، محلّہ کھٹک، داڑھی مونڈنے سے (۱۵) عبد الجبار صاحب، کمانیہ پھاٹک، داڑھی مونڈنے سے (۱٦) عظیم الدین صاحب، محلّہ کھٹک، داڑھی مونڈنے سے (۱۷) نظام الدین صاحب، بھرتی پور، داڑھی مونڈنے سے (۱۸) ولی محمد صاحب، لارڈ گنج، داڑھی مونڈنے سے (۱۹) سلیما ن خان صاحب، پل اومتی، داڑھی مونڈنے سے (۲۰) اولاد حسین صاحب، پھوٹا تالا ب، داڑھی مونڈنے سے (۲۱) محمد غوث صاحب، دلہائی، داڑھی مونڈنے سے (۲۲) تراب خان صاحب، دلہائی، داڑھی مونڈنے سے (۲۳) حبیب اللہ صاحب، پھوٹا تا لاب، داڑھی مونڈنے سے (۲۴) محمد حنیف صاحب، پیشکاری، داڑھی مونڈنے سے (۲۵) منشی رعایت علی صاحب، بھان تلیا، سیاہ خضاب سے (۲٦) منشی عبد الرحیم صاحب بھان تلیا، داڑھی مونڈنے سے (۲۷) احمد بھائی صاحب، کوتوالی بازار، داڑھی مونڈنے (۲۸) موسیٰ بھائی صاحب، کوتوالی بازار داڑھی مونڈنے سے، توبہ کی'' (۱۴)

سبحان اللہ! یہ کتنی قیمتی تبلیغ ہے، یہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا ہی حصہ تھا، ورنہ آج کل تو جو اپنے آپ کو شریعت والے، طریقت والے، تصوف والے، تقویٰ والے، فتویٰ والے کہتے اور کہلواتے ہیں خود ان

کی ڈاڑھی چڑھی ہوئی ہوتی ہے اور ڈاڑھی منڈا ان کا معتقد ان کی دائیں طرف ان کے بازو میں جگہ پاتا ہے، آخر وجہ کیا ہے؟ بھائی ان کی نظر میں وہ ان کے مفاد و مواد کا منبع ہے، ایسی باتوں کے لئے وہ شریعت کو بالائے طاق رکھتے، طریقت کو جھولی میں بند کر لیتے، تصوف کو رہن رکھ دیتے، تقویٰ کی زنبیل کو سمیٹ لیتے، فتویٰ کے باب کو مقفل کر دیتے ہیں، اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم بننا آسان نہیں ہے، بہر حال اب اعلیٰ حضرت کی تبلیغ کو دیکھئے جو اوپر کی کڑی کا سلسلہ ہے۔

ان حضرات نے اپنے خفیہ معاصی سے توبہ فرمائی

(۱) مولوی شفیع احمد صاحب، بیسلپوری (۲) عبدالمجید صاحب، بیسلپوری (۳) شیخ باقر صاحب صاحب، بیسلپوری (۴) ایوب علی صاحب، بیسلپوری (۵) عبدالرحمٰن صاحب، بیسلپوری (۶) محمد ذاکر صاحب، بیسلپوری (۷) عبدالکریم صاحب، بیسلپوری (۸) عظیم الدین صاحب، بیسلپوری (۹) محمد حسنین خان صاحب، بیسلپوری (۱۰) عبدالصمد خان صاحب، بیسلپوری (۱۱) محمد عثمان خان صاحب، بیسلپوری (۱۲) عبدالرحیم خان صاحب، بیسلپوری (۱۳) نور خان صاحب، بیسلپوری (۱۴) غلام محمد خان صاحب بیسلپوری (۱۵) عبدالسبحان خانصاحب، بیسلپوری (۱۶) خان محمد صاحب، بیسلپوری (۱۷) محمد فاروق صاحب، بیسلپوری (۱۸) قاضی قاسم میاں صاحب، بیسلپوری (۱۹) محمد حسین صاحب، بیسلپوری (۲۰) اللہ بخش صاحب، بیسلپوری (۲۱) ملائم خان صاحب، یسلپوری (۲۲) غلام حیدر صاحب، بیسلپوری (۲۳) عبدالغفار صاحب، بیسلپوری (۲۴) محمد جانصاحب، بیسلپوری (۲۵) محمد رمضان صاحب، بیسلپوری (۲۶) رستم خان صاحب، بیسلپوری (۲۷) حکیم بدرالرحیم مذاق صاحب، بیسلپوری (۲۸) ملا محمد خان صاحب بیسلپوری (۲۹) محمد اسحٰق صاحب، بیسلپوری (۳۰) لعل محمد صاحب، بیسلپوری (۳۱) مقبول شاہ صاحب، بیسلپوری (۳۲) عبدالستار صاحب، بیسلپوری (۳۳) قناعت علی صاحب، بیسلپوری (۳۴) علی محمد صاحب، بیسلپوری (۳۵) حاجی کفایت اللہ صاحب، بیسلپوری (۳۶) مولوی برہان الحق صاحب، بیسلپوری (۳۷) میر عبدالکریم صاحب،

بیسلپوری (۳۸) مولوی محمد زاہد صاحب، برادر زادۂ مولانا شاہ محمد عبدالسلام صاحب ،بیسلپوری (۳۹) محمد فضل حق صاحب، بیسلپوری (۴۰) ظہور الحق صاحب، بیسلپوری (۴۱) ماسٹر حبیب اللہ صاحب (۴۲) عبدالرشید صاحب (۴۳) عبدالمجید صاحب (۴۴) حسین استاد صاحب (۴۵) عبدالغفور صاحب (۴۶) محمد عثمان صاحب (۴۷) حافظ عبدالشکور صاحب (۴۸) مولانا مولوی عبدالسلام صاحب خلیفہ اعظم اعلیٰ حضرت (۴۹) فیروز صاحب (۵۰) احمد خان صاحب ولد غلام حسین خان صاحب (۵۱) حافظ کریم بخش صاحب (۵۲) شیخ حاتم علی صاحب، ملازم جاپان کمپنی (۵۳) شیخ بہادر صاحب موذن (۵۴) محمد تقی صاحب (۵۵) منوں خان صاحب (۵۶) مدار صاحب (۵۷) خدا بخش صاحب (۵۸) رحمت علی صاحب (۵۹) عبدالقدیر صاحب، عرفان صاحب، برہان پور (۶۰) امیر خان صاحب (۶۱) محمد بشیر الدین صاحب، موضع پوٹری، ضلع دموہ (۶۲) محمد ابراہیم صاحب (۶۳) شیخ لعل محمد صاحب ماسٹر (۶۴) بدیع الرحمٰن صاحب (۶۵) شیخ امیر صاحب (۶۶) شیخ محبوب صاحب (۶۷) عبدالرحمٰن صاحب (۶۸) عبدالرحیم صاحب، پل اومتی (۶۹) عبدالشکور صاحب، امام مسجد پل اومتی۔ جو لوگ حاضر جلسہ نہ تھے انہیں بعد کو اطلاع ہوئی وہ سب حاضر ہو کر تائب ہوتے گئے، دوسرے دن وقتِ ظہر جبل پور سے روانگی تھی لوگ اسٹیشن تک آئے اور تائب ہوئے ان سب حضرات کے نام لکھنے سے رہ گئے'' (۱۵)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی ایک محفل میں ۹۵ ر لوگوں نے ....توبہ کی .... گناہوں کو چھوڑا....نیکی کی راہ پر لگے....کچھ لوگ نام درج ہونے سے پہلے چلے گئے....کچھ لوگ بعد میں آئے... اسٹیشن تک آکر توبہ کئے....ایسی تبلیغ کرنے والے پر تنقید.... یا تو اغیار کو معلوم نہیں یا رچی رچائی سازش کے تحت بولتے ہیں کہ احمد رضا نے کتابیں تو بہت لکھیں لیکن مبلغ پیدا نہیں کئے ....ان کے سامنے ان کے ایسا مبلغ کون ہے؟

امام احمد رضا قدس سرہٗ خالص دین کی خدمت و تبلیغ کے لئے پیدا ہوئے تھے، ہر گھڑی دین اسلام و

سنیت کی تبلیغ کی، آج کل اکثر پیر و مرشد مریدوں کے منشا کو دیکھتے ہیں.... لیکن امام احمد رضا قدس سرہٗ نے دین و سنیت کے منشا کو دیکھا، دین و سنت کے سامنے کسی چیز یا کسی امیر و امرا کو فوقیت نہیں دی۔

''ایک صاحب داخل سلسلہ ہو کر کسی وظیفہ کے خواہشمند ہوئے، ان کی ڈاڑھی حد شرع سے کم تھی، فرمایا جب ڈاڑھی شرع کے مطابق ہو جائے گی وظیفہ بتایا جائے گا، کچھ دنوں کے بعد پھر درخواست کی فرمایا کسی التماس کی ضرورت نہیں، جب ڈاڑھی شرع کے مطابق ہو جائے گی خود وظیفہ بتا دیا جائے گا، یعنی نفل پر واجب مقدم ہے'' (۱۶)

کہئے یہ تبلیغ ہے یا نہیں؟ آج کل کے پیر ایسی تبلیغ کرتے ہیں؟ اور کرتے ہیں تو کتنے ہیں، مرید کے عمل کی فکر سے زیادہ ان کے مال پر نگاہ رکھنے والوں کی بولیاں کسی چٹکلہ سے کم نہیں ہے، جسے پڑھ کر ہنسی آتی ہے۔

امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ نے زندگی کے تمام شعبے میں تبلیغ کی، جن پر آپ کی کتابیں شاہد ہے، ان کتابوں کے ذریعے سے آج بھی اسلام و سنت اور زندگی کے تمام شعبے کی تبلیغ ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق لوگوں کے عقائد میں بگاڑ پیدا ہو گیا تھا، عقیدہ نبوت کے تئیں لوگوں نے نئے نئے خیالات پیدا کر لئے تھے، بدعات و منکرات کا دروازہ لوگوں نے کھول لیا تھا، شادی بیاہ کے غلط رسوم اور توہمات میں گھر چکے تھے، معاشرتی و معاشیاتی شعبہ کی تشکیل نو پر بھر پور روشنی ڈالی، لیکن پھر بھی گلہ ہے کہ۔

امام احمد رضا نے کتابیں تو بہت لکھیں
لیکن مبلغ پیدا نہیں کئے

پندرہویں صدی کے پنساریوں نے ایک سازش کے تحت پہلے جاہلوں کے کان بھر کر ان سے یہ کہلوایا کہ تم لوگ یہ کہو کہ ''امام احمد رضا نے تو کتابیں بہت لکھیں لیکن مبلغ پیدا نہیں کئے'' اگر کسی نے ہمارے کان پکڑے تو ہم کہہ دیں گے کہ یہ غلط بات ہے ایسا نہیں بولنا چاہئے، اور اگر کوئی کچھ بولتا ہے تو اس کے ذمہ دار ہم نہیں ہیں، پہلے فرد کو پکڑ کر سمجھا گیا کہ ''امام احمد رضا نے تو کتابیں بہت لکھیں لیکن مبلغ

پیدا نہیں کیئے'' پھر افراد کو گھیر کر کہنے لگے ، یاروں نے دیکھا کہ مصلحت کوشی کے اس دور میں کہیں سے کوئی ردعمل نہیں ہو رہا ہے تو کچھ نام نہاد علماء وائمہ کو سمجھایا گیا..... ان کو پکڑا گیا....... ان کی جیبیں گرم کی گئیں...... دکھ درد میں گھرے جن بیچاروں کا بھلا ہونے لگا...... جلتی ہوئی کڑھائی کو تیل گھی ملنے لگے ..... بے موسم کی بارش سے سوکھے ہوئے کنویں ابلنے لگے..... تو سوچا کہ ساری دنیا کو میں ہی سیراب کرتا ہوں..... جنہوں نے نہ امام احمد رضا کا زمانہ دیکھا...... نہ کام دیکھا.... نہ ان کے کارنامے دیکھے.... نہ امام احمد رضا کے مبلغوں کو دیکھا.... نہ ان کے مریدوں کو دیکھا.... نہ امام احمد رضا کی کتابوں کا مطالعہ کیا، ایسے لوگ بھی محقق بن کر منبر و محراب سے گرجنے لگے کہ'' امام احمد رضا نے تو کتابیں بہت لکھیں لیکن مبلغ پیدا نہیں کیئے'' اور جب کہنے والوں نے ان کو کہا کہ ایسا نہیں ہے، امام احمد رضا کی قربانیوں کی بنیاد پر تو آپ کی بھی پہچان ہے..... آپ ہمارے امام ہیں..... ہمارے رہبر ہیں.... آپ کا ایسا بولنا زیب نہیں دیتا... تو یہ بچارے مسکراتے ہوئے یہ کہتے ہوئے گزر گئے ۔

چمن والوں سے سمجھوتہ ہی ایسا کرلیا میں نے

کیا یہ سمجھوتہ پائدار ہے؟ آپ ''ہاں'' کہیں یا ''نا'' لیکن دانشور حضرات کہتے ہیں کہ دولت کی بنیاد پر کوئی بھی سمجھوتہ کامیاب نہیں ہوتا ہے اور ایسا ہی دیکھنے کو ملتا ہے، ایسے لوگ جب دھوکہ کھاتے ہیں تو پھر یہ کہتے ہوئے دوست نما دشمن کے کوچے سے نکلتے ہیں ۔

گلوں کو چھوڑ کر کانٹوں سے دامن بھر لیا میں نے

معاملہ آگے بڑھا تو نیند سے اُٹھ کر ایک دو نے قلم بھی چلایا کہ'' امام احمد رضا نے تو کتابیں بہت لکھیں لیکن مبلغ پیدا نہیں کیئے'' یہ لوگ جاہلوں کے ممنون و مشکور ہیں کہ ان کو اب تک کچھ معلوم نہ تھا کہ امام احمد رضا نے کیا کیا، کیا اور ان کو کیا کیا کرنا چاہئے تھا.... افسوس یہی ہے کہ پندرھویں صدی کے لوگ چودھویں صدی کے مجدد کو مشورہ دے رہے یا یوں کہئے کہ اعتراض کر رہے ہیں کہ احمد رضا کو یہ نہیں کرنا چاہئے، یہ کرنا چاہئے۔

بہر حال امام احمد رضا کو گزرے ہوئے ایک صدی کے قریب ہو رہا ہے، اب نہ امام احمد رضا کا دور ہے نہ دربار..... نہ ان کے مرید ہیں نہ مبلغین.... اب ہمیں جو کچھ پوچھنا ہے وہ تاریخ کے اوراق ہی سے

پوچھنا ہے کہ اے تاریخ کے اورق بتاؤ کہ امام احمد رضا نے مبلغین پیدا کئے کہ نہیں؟ ایسے نامقبول اور نا معلوم لوگوں کی باتیں سن کے تاریخ کے اوراق بھی ہنستے اور ان سے پوچھتے ہیں کہ تبلیغ کسے کہتے ہیں؟ صرف لوٹا اور کٹورا لے کر دو چار گاؤں اور دو چار گلیوں میں گھوم لینے کا نام تبلیغ ہے تو واقعی امام احمد رضا نے ایسی تبلیغ نہیں کی نہ ایسے مبلغ پیدا کئے، امام احمد رضا جیسے تبلیغ کرنے والے اور ان کے مبلغین جیسے مبلغین پیدا کرنے میں معترضین کو پہلے امام احمد رضا جیسا بننا پڑے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ باتیں صرف امام احمد رضا کے لئے ہی کیوں بولی جارہی ہیں؟ ہوا کا رخ پہچاننے والوں کا کہنا ہے کہ ایسا بول کر امام احمد رضا کی شخصیت کو مجروح کرنا ہے تا کہ وہ اپنی بیل گاڑی کو ہوائی جہاز کہہ سکیں.....تیسری بات یہ ہے کہ آج احمد رضا پر انگلی اٹھائی گئی ہے، کل کوئی دیوانہ اٹھے اور کہے کہ ہندالولی، عطائے رسول خواجہ غریب نواز ہندوستان میں اسلام تو پھیلا دیئے لیکن مدارس اور مسا جد قائم نہیں کئے.....پھر اس کے نقش قدم پر چل کر کوئی پاگل یہ بولے کہ بندہ نواز گیسودراز نے خانقاہی نظام تو قائم فرمایا لیکن درس و تدریس کے لئے کچھ بھی نہیں کیا....ایسے ناعقل لوگوں کو کسی کی عظمت و عزت و بزرگی اور کارناموں سے کچھ لینا دینا نہیں ہے، ایسے لوگوں کو ٹوپی اچھالنی ہے، چاہے جس کی ہو ....ایسے لوگ ہی راہ سے بے راہ ہوتے ہیں.....امام احمد رضا علماء میں سورج ہیں اور سورج پر تھوکنے والے کا تھوک اس کے ہی منھ پر گرتا ہے.....امام احمد رضا نے پوری زندگی تبلیغ میں لگے رہے..... چوبیس گھنٹوں میں سے تین گھنٹے مشکل سے سوتے تھے۔

''امام احمد رضا نے تو کتابیں بہت لکھیں لیکن مبلغ پیدا نہیں کئے'' امام احمد رضا پر اس قسم کے بہت سار ے اعتراض ہوئے.....اعتراضات کرنے والے بہتیرے تو مر گئے اب ان کی قبر کا بھی پتا نہیں ہے... جو زندہ ہیں وہ منھ چھپائے پھر رہے ہیں....معترضوں کے اعتراضات دیکھئے۔

امام احمد رضا پر معترضوں کے اعتراضات

(۱) احمد رضا کو فقہ میں عبور حاصل نہیں تھا۔

(۲) احمد رضا کی کتابیں ۱۰۰ کے قریب ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔

(۳) احمد رضا تعویذ کے پیسے لیتے تھے۔

(۴) احمد رضا خان بریلوی کو حدیث کی معلومات اتنی نہیں۔

(۵) احمد رضا خان کو چند علوم بھی مشکل سے آتے تھے۔

(۶) احمد رضا خان بغیر حوالے اور ثبوت کے لکھ دیتے تھے۔

(۷) احمد رضا کو صرف شاعری آتی تھی، وہ نعت خواں تھے۔

(۸) احمد رضا نے غلط فتوے دیئے اور دھوکہ منڈی لگا رکھی تھی۔

(۹) احمد رضا نے بدعت کے فتوے دیئے ہیں۔

(۱۰) احمد رضا نے چودہ سو سالہ عقائد کے خلاف لکھا۔

(۱۱) احمد رضا کی کتابوں میں دلائل نہیں ہوتے رطب و یابس ہوتے ہیں۔

(۱۲) آخر احمد رضا نے کون سا کارنامہ انجام دیا ہے۔

(۱۳) امام بریلوی نے کئی مسائل میں ذاتی اور عطائی کا چور دروازہ کھول رکھا ہے۔

(۱۴) احمد رضا خان کے فتوئ تکفیر کوئی وحی تو نہیں جو ہم مان لیں۔

(۱۵) احمد رضا نے پیٹ کے دھندے کھول رکھے تھے۔

(۱۶) احمد رضا خان کو فقہ پر عبور نہیں کہ فقہی حضرات نے کوّے کی قسمیں بتائیں اور اس کوے کو جائز لکھا ہے۔

(۱۷) احمد رضا خان کا علمی کوئی مقام نہیں یہ صرف بریلویوں کا پروپگنڈہ ہے۔

(۱۸) احمد رضا کے اشعار جاہلانہ ہیں۔

(۱۹) امام احمد رضا نے تو کتابیں بہت لکھیں لیکن مبلغ پیدا نہیں کیے۔

مذکورہ اٹھارہ اعتراضوں میں یہ اُنیسواں اعتراض بھی آسانی سے ضم ہو جاتا ہے، سرِ دست ہمیں انیسویں اعتراض پر گفتگو کرنی ہے اور تاریخ کا جائزہ لینا ہے اور دیکھنا ہے کہ امام احمد رضا نے مبلغین پیدا کیے ہیں یا نہیں؟

ایک بات ذہن نشین کر لی جائے کہ غریبوں پر تین ہی فرائض ہیں.... کلمہ... نماز اور روزے، اس کے آگے اگر اہل نصاب ہے تو اس کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ وہ زکوۃ بھی ادا کرے... اور اگر اہل ثروت

ہے تو اس پر ایک ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے کہ وہ حج بھی کرے.......اسی طرح سے جو جاہل ہے نماز پڑھے.......روزے رکھے....دیگر عبادات کرے....فتاوے نہ بتائے نہ لکھے....یہ کام علما اور مفتیان عظام کا ہے....امام احمد رضا علم کے معاملہ میں ایسے تونگر تھے کہ آپ پر کئی ذمہ داریاں تھی، اس پہلو کو اس طرح سے دیکھئے کہ امام احمد رضا مترجم بھی تھے مفسر بھی....محدث بھی تھے فقیہہ بھی....مدرس بھی تھے مفتی بھی....مقرر بھی تھے مبلغ بھی.... مصلح بھی تھے متقی بھی....ادیب بھی تھے شاعر بھی....علم توقیت کے زندہ کرنے والے بھی تھے علم ہیئت کے ماہر بھی....مصنف بھی تھے مؤلف بھی.....مترجم بھی تھے محرر بھی ....قاطع شرک و بدعت بھی تھے.....ماہر علوم بھی....سر ضیاء الدین کے ریاضی کی ڈور آپ سلجھائیں.... نیوٹن کے بے بنیاد خیالات کی سرکوبی آپ کریں.....پھر بھی فاختہ نما فاتر یہ کہے کہ امام احمد رضا نے کچھ نہیں کیا، وہ کچھ بھی نہیں تھے تو ایسے بے عقلوں کو عقل کی دوائیاں لینی چاہئے۔

امام احمد رضا اور ان کے مبلغین نے قوم و معاشرت سے لے کر بد عقیدوں، گمراہوں بے دینوں اور دہریوں میں تبلیغ کی، خوب تبلیغ کی، عمدہ تبلیغ کی، ان کی تبلیغ کے چرچے آج تک زندہ ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں بھی زندہ رہیں گے۔

☆ ''اتحاد الوجود'' کا عقیدہ، اس عقیدہ میں خبط الحواس قسم کے لوگ شامل تھے......ان لوگوں میں تبلیغ کا بیان ملک العلما علامہ ظفر الدین کے تذکرے میں ملاحظہ کیجئے گا۔

☆ ''جبریہ'' بھی ہندوستان میں گھٹنوں کے بل گھسیٹ رہے تھے، اس فرقہ میں تبلیغ کی روداد ملک العلما علامہ ظفر الدین کے باب میں پڑھیئے۔

☆ وہابی و دیوبندی تو کھلم کھلا ناچ رہے تھے۔

☆ قادیانی بھی چھلانگیں مار رہے تھے۔

☆ علی محمد باب شیرازی کی ''مہدویت و بنوت'' کا فتنہ سر اٹھائے ہوا تھا۔

☆ بہاء اللہ نوری کا ''بہائی فرقہ'' بھی ''اس کی ''مہدویت و نبوت'' کے معاملہ میں کلر ٹائیٹ کئے ہوا تھا۔

☆ شُدھی تحریک کا بانی پنڈت سردھانند بھی تال ٹھوک رہا تھا۔

ان جیسے اور جانے کتنے اسلام کے خلاف بک رہے تھے، امام احمد رضا اور ان کے مبلغین ان سب

کے منھ میں لگام لگانے کے لئے میدان میں اترے اور سب کا منھ توڑ جواب دیا، ان کے چنگل سے مسلمانوں کو نکالا، چنگل میں پھنسنے والے خواندہ اور نہ خواندہ دونوں طبقے کے لوگ تھے، ان دونوں طبقے کے لئے امام احمد رضا قادری نے جو انتظام کیا، اس سے متعلق مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی لکھتے ہیں:

''یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ شکار ہونے والی قوم کا غالب طبقہ ناخواندہ یا کم خواندہ تھا، جس کے لئے تصانیف کے انبار بے سود ہیں، اس لئے تقریر اور زبانی تبلیغ پر ہر طرف زیادہ توانائیاں صَرف کی گئیں، جب کہ تعلیم یافتہ کی اصلاح وہدایت اور مقررین ومبلغین سے بھی غافل نہ رہے، بلکہ امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تقریباً ساری کوشش اسی حصہ پر مرکوز رہی۔

ان سنگین حالات میں ہوا یہ کہ ان انفرادی خدمات اور برصغیر کے چپہ چپہ میں پھیلی ہوئی علمائے حق کی اصلاحی ودعوتی مساعی کو نوٹ کرنے اور ان کا ریکارڈ رکھنے والے افراد بھی خاطر خواہ نہ رہ سکے، بلکہ ہر شخص اسی خدمت میں مصروف ہو گیا، جس میں دوسرے مصروف تھے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نئی اور ناقف نسل کو ان خدمات سے پورے طور پر روشناسی بھی حاصل نہ ہو سکی'' (۱۷)

بھٹکے ہوئے مسافروں کے لئے مذکورہ اقتباس رہنما اور آئینہ بن سکتا ہے، اگر ذہن تعصب سے خالی ہے تب، امام احمد رضا کے مبلغین اتنا مصروف رہے کہ ان کے کارنامے بھی تحریری شکل میں نہ آسکے، اس وقت ماحول میں اس قدر انتشار تھا کہ ایک میدان سے نکل کر منزل پر پہنچنے سے پہلے دوسرے میدان سے آواز آنے لگتی تھی، اِدھر رُخ کیجئے، دوسرے میدان میں پہنچنے بھی پاتے تھے کہ تیسرے میدان سے آواز آتی تھی، وہ لوگ اسلام کی خدمت میں دن رات مصروف رہے، پھر نہ جانے کیوں یہ ہوا چلا رکھی ہے کہ امام احمد رضا نے کتابیں تو بہت لکھیں، مگر مبلغ پیدا نہیں کئے، یہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ تارِ عنکبوت ہی ثابت ہو رہی ہے۔

امام احمد رضا کے مبلغین

(۱) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی

ولادت ماہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ مطابق مئی ۱۸۷۵ء

وفات ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ر مئی ۱۹۴۳ء

مولانا شاہ حامد رضا خاں، امام احمد رضا خاں قادری کے بڑے صاحبزادے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت ساری خوبیوں سے نوازا تھا، آپ نے دعوتِ دین کے تقاضوں کو بھی پورا فرمایا اور دعوت عمل کے تقاضوں کو بھی..... آپ دعوتِ اصلاحِ عقائد کے معاملے میں بھی سرگرم تھے اور دعوتِ اصلاحِ اعمال کے معاملے میں بھی..... دعوتِ خیر کے اہم مبلغ تھے اور دعوتِ اجتناب شر کے بھی..... دعوتِ خوف الٰہی میں پیش پیش تھے تو دعوتِ عشق رسول ﷺ میں آگے آگے..... ترویج مسلک کے ترجمان تھے اور احقاق حق کے علمبردار بھی..... یہ کام آپ نے زبان سے بھی کیا اور قلم سے بھی..... تقریر سے بھی کیا اور تحریر سے بھی..... خلوت میں کیا اور جلوت میں بھی..... سفر کر کے کیا اور حضر میں بھی۔

دعوتِ دین اور مولانا حامد رضا خاں

دعوتِ دین دینا، دین کی آغوش میں بیٹھانا، کلمۂ توحید پڑھانا، ظلمت سے نکال کر ہدایت کی راہ پر لگانا، مسلمان بنانا تر نوالہ نہیں، سخت مشکل کام ہے، لوٹا کٹورا لے کر کے اپنوں کے درمیان گھوم لینا آسان اور سہل کام ہے مگر پرائے کو اپنا بنانا دشوار امر ہے، کہنے اور عملی طور پر کرنے میں بہت بڑا فرق ہے، جس نے کچھ کیا ہی نہیں وہ اگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری پر تنقید کرتا ہے تو اس کے کیا معنی ہیں؟ دنیا یہی نہ کہے گی کہ یہ سازش کے تحت ہے، امام احمد رضا کے مبلغوں میں پہلے حضرت حامد رضا خاں کی تبلیغ کا جائزہ لیتے ہیں، لیجئے پڑھئے اور غور کر کے انصاف سے بتائیے کہ امام احمد رضا نے مبلغ پیدا کئے ہیں یا نہیں؟ پڑھنے کے بعد یہ بھی بتائیے کہ امام احمد رضا کے مبلغین کے جیسے مبلغین آج کے دور میں بھی ہیں؟ عبدالنعیم عزیزی لکھتے ہیں:۔

> ''حضور حجۃ الاسلام بہت ہی حسین و جمیل اور وجیہہ و شکیل تھے، جانے کتنے غیر مسلم حتیٰ کہ عیسائی پادری بھی آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں، اس کا چہرہ ہی برہان تھا اور یہ صورت و سیرت ہر اعتبار اور ہر ادا سے اسلام کی حجت تھے، حقانیت کی دلیل اور سچائی کے برہان تھے۔
>
> جے پور، چتوڑ گڑھ، اُودے پور اور گوالیار کے راجگان آپ کے دیدار کے لئے بے تاب رہا کرتے تھے اور آپ جب ان راجگان میں سے کسی کے شہر میں بسلسلۂ پروگرام یا مرید

ومتوسلین کے یہاں آپ تشریف لے جاتے تھے تو آپ کی زیارت کرلیا کرتے تھے۔

کئی بدمذہب اور مرتدین صرف آپ کے چہرہ زیبا کو دیکھ کر تائب ہوئے ہیں''(۱۸)

جس کی شکل وصورت دیکھ کر لوگ اسلام قبول کر لیتے تھے اس کی زبان نے کتنا کام کیا ہوگا، اس کی تقریر نے کتنی دھوم مچائی ہوگئی، اس کی تبلیغ نے کتنے کا کایا پلٹ دیا ہوگا، یہ تو تاریخ کا ایک نہفتہ باب بن کررہ گیا ہے، جو کچھ عیاں ہے اس سے تو یہی پتا چلتا ہے کہ آپ کی تبلیغ سے غیر مسلم بھی مسلمان بنے، عیسائی پادری کو بھی ایمان نصیب ہوا، اس تعلق سے انتخاب عارف صدیقی امروہی بھی لکھتے ہیں:

''حجۃ الاسلام سلسلہ قادریہ رضویہ کے چالیسویں شیخ طریقت تھے، حجۃ الاسلام کی ذات بابرکات اسلام کی حقایت کی منھ بولتی تصویر تھی، آپ کی خوبصورتی کا یہ عالم تھا کہ کتنے غیر مسلم صرف آپ کے رُخِ زیبا کو دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے، آپ کے حسن ظاہری کی خاصیت یہ تھی کہ آپ کو ایک نظر دیکھنے والا بیساختہ پکار اُٹھتا تھا، ھذا حجۃ الاسلام، یہ اسلام کی دلیل ہیں، حجۃ الاسلام قدس سرہٗ نے بے پناہ تبلیغی وتحریری خدمات انجام دیں''(۱۹)

مبلغ اسلام حضرت حجۃ الاسلام کے وصال کے تقریباً ۴۶ رسال بعد مولانا محمد ابراہیم صدیقی قادری رضوی نے آپ کی سوانح پر مشتمل ''تذکرۂ جمیل'' نام کی کتاب سب سے پہلے تحریر کی، اس میں لکھتے ہیں:

''اودے پور، میواڑ راجستھان کو شرف رہا ہے کہ سارا کا سارا علاقہ حضرت حجۃ الاسلام کے گیسوئے ارادت کا اسیر تھا اور آپ کی روحانی مملکت کی راجدھانی، یہاں آپ کا قیام مسلسل رہتا، لوگ شب وروز دیوانہ وار آپ کی زیارت سراپا کرامت کرتے، پروانہ وار نثار ہوتے، زائرین کے سیلابِ رواں میں آپ کا روئے تاباں زیارت گاہ عالم ہوتا، اس منظر کی چشم دید رپورٹ پڑھئے........ یہ رپورٹ قمرالدین احمد انجم کی ہے، مولانا خوشتر صاحب لکھتے ہیں'' راقم الحروف کے نام جناب قمرالدین احمد انجم صدر پاکستان نعت کونسل کراچی کا گرامی نامہ''۔

بارہ سال کی عمر میں پہلی بار حجۃ الاسلام کی زیارت کا مجھے شرف حاصل ہوا، اُودے پور

سلاوٹ واڑی محلّہ کی جامع مسجد میں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ انسانوں کا ایک سیلاب حجۃ الاسلام کی زیارت کے لئے رواں دواں دیکھا، اور اتنے عظیم اجتماع میں مجھے بھی حجۃ الاسلام کی ایک جھلک دیکھنے کا موقعہ نصیب ہوا، اس سے پہلے میری آنکھوں نے ایسا گورا اورنورانی چہرہ نہیں دیکھا تھا، بس ایک جھلک ہر بڑے چھوٹے کو مبہوت کر دیتی تھی، اور ہر آنے والا حلقۂ ارادت میں داخل (مرید ہو کر) ہی لوٹ پاتا تھا، چونکہ ہزاروں لاکھوں اس فیض سے استفادہ کرر ہے تھے لہذا کپڑے کی ململ جو کئی گزوں پر مشتمل ہوتی تھی وہ لمبی کردی جاتی تھی اور لوگ اس طرح ململ کپڑے کو پکڑ لیتے تھے اور حلقۂ ارادت میں داخل ہوتے جاتے تھے، یہ عمل گھنٹوں جاری رہتا تھا، ایک ایسی کشش آپ کے وجود میں موجود تھی جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ کئی غیر مسلموں کو اسلام کی سعادت حاصل ہونے کا سبب ہوتی اور یہ فیضان جب تک وہ ذات ''اُودے پور'' میں رہی یہ سلسلہ بڑھتا ہی گیا۔

آپ کے اودے پوردورہ کے بعد بیس سال کی عمر تک میں نے دیکھا کہ اودے پور میں ایک بھی وہابی ڈھونڈنے سے نہیں مل پاتا تھا اور ۱۹۴۸ء میں جب مَیں پاکستان آگیا تو پھر تقریباً ہر سال اودے پور اور اجمیر شریف عرس میں حاضری کی سعادت حاصل رہی ہر گھر میں محفل میلاد اور صلوٰۃ وسلام کی برکتیں آج بھی وہاں موجود ہیں'' (۲۰)

سبحان اللہ، الحمد للہ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الحاج سید ایوب علی رضوی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

بنگال تیرا مجرائی مشتاق تیرا بمبئی

پنجاب پروانہ ترا حامد رضا حامد رضا

(۲۱)

اگر کسی کی آنکھ میں کوئی خرابی نہیں ہے.....دل بگڑا نہیں ہے..... تعصب کا روگ لگا نہیں ہے..... کینے کے مرض نے گھیرا نہیں ہے..... عقل سلامت ہے..... مت ماری نہیں گئی ہے..... بغض کے دریا میں ڈوبا نہیں ہے تو اس تحریر کی روشنی میں وہ بتائے کہ امام احمد رضا نے مبلغ پیدا کیئے کہ نہیں؟ اور مبلغ بھی ایسا کہ

جس علاقے میں تبلیغ کے لئے قدم رکھ دیا وہابیت کا خاتمہ ہو گیا..... غیر مسلموں نے کلمہ پڑھا..... ہزارو
ں نے اسلام قبول کرلیا..... لوگ فرائض وواجبات کے پابند ہو گئے..... مردہ سنتیں زندہ ہو گئیں..... پھر
بھی یہ کہا جاتا ہے کہ امام احمد رضا نے مبلغ پیدا نہیں کئے، یہ جھوٹ ہے کہ نہیں؟..... فریب ہے کہ نہیں؟
..دغا ہے کہ نہیں؟.... لوگوں کو تاریکی کے غار میں گرانا ہے کہ نہیں؟..... امام احمد رضا سے لوگوں کو دور کرنا
ہے کہ نہیں؟

امام احمد رضا کا مبلغ بیک وقت دعوتِ دین میں بھی کامیاب ہے اور دعوتِ عمل بھی..... دعوت
اصلاح عقائد کے معاملے میں بھی اور دعوتِ اصلاح اعمال میں بھی..... دعوتِ خیر میں بھی اور دعوت
اجتنابِ شر میں بھی..... دعوتِ خوفِ الٰہی میں بھی اور دعوتِ عشق رسول ﷺ میں بھی..... علامہ
نور احمد قادری، ایم، اے فارسی۔ تاریخ اسلام انٹرنیشنل اسٹڈیز ایم، او، ایل ایل
، بی۔ ایچ، پی۔ ایچ، یو۔ ایم، کے۔ ایل، ای۔ اے، یو، کے، آنرز..... لکھتے ہیں:

.... ''اور آپ (حجۃ الاسلام حامد رضا خاں) کی یہ زندہ کرامت تھی کہ کئی بڑے بڑے
ہندو کایستھ ۱۹۳۴ء میں اجمیر شریف میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے عرس
شریف کے موقع پر صرف آپ کا شمع کی طرح روشن چہرہ دیکھ کر ہی حلقہ بگوش اسلام ہوئے
وہ یہ کہتے تھے کہ یہ روشن چہرہ بتاتا ہے کہ یہ حق وصداقت اور روحانیت کی تصویر ہے (۲۲)

اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل تحریر بھی ملاحظہ کرلیجئے:

''تدریس اور تحریر کی طرح حجۃ الاسلام کی تقریر بھی ایسی مدلل اور مؤثر ہوتی تھی کہ
حاضرین پر رقت طاری ہو جاتی، مجمع پر عجب کیفیت طاری ہو جاتی، کئی بد مذہب تائب
ہو جاتے، اور غیر مسلم دولتِ اسلام سے مالا مال ہو جاتے (۲۳)

کہئے دل کے در و بام پر کچھ حقیقت کی بوندیں ٹھہریں یا وہ بوندیں پتھر دل کو دیکھ کر..... سل کی طرح
سخت محسوس کر کے، کہیں اور گزر گئیں؟ حقیقت کا نشان پا کر زبان کی بولی بدلی یا وہی اناپ شناپ ہے کہ
''احمد رضا نے تو کتابیں بہت لکھیں مگر مبلغین پیدا نہیں کئے'' امام احمد رضا کے مبلغین کے ہم پلہ مبلغین
بنانے میں بڑا وقت لگے لگا، وجہ؟ وجہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نوازشوں اور عنایتوں کا تاج چھین کر

کوئی شخص اپنے سر پر سجا نہیں سکتا.... امام احمد رضا کے مبلغ حضرت حامد رضا خاں پر تبلیغ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایتیں تھیں، ان کی شکل وصورت کو ہی تبلیغ کا ذریعہ بنادیا تھا، اس سلسلہ میں یہ بھی پڑھ لیجئے:

''حضرت حجۃ الاسلام علم وفضل اور حُسنِ سیرت کے ساتھ حُسنِ صورت کی دولت سے بھی سرفراز تھے، آپ کی وجاہت، چہرہ کی رونق، نورانیت اور خداداد حُسن و جمال بھی ایسا تھا کہ جس سے اہل سنت کی خود بخود تبلیغ ہو جاتی، آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر ہی لوگ خود رفتہ ہو کر پروانہ وار جمع ہو جاتے اور آپ کے سلسلہ میں داخل ہو جاتے'' (۲۴)

اس بات کا اقرار سب کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حامد رضا خاں قدس سرہٗ کو ایسا وجیہہ بنایا تھا کہ ان کا چہرہ ہی اسلام وسنیت کی تبلیغ کرتا تھا، چنانچہ انتخاب عارف صدیقی رقمطراز ہیں کہ:

''حجۃ الاسلام سلسلہ قادریہ رضویہ کے چالیسویں شیخ طریقت تھے، حجۃ الاسلام کی ذات بابرکات اسلام کی منھ بولتی تصویر تھی، آپ کی خوبصورتی کا یہ عالم تھا کہ کتنے غیر مسلم صرف آپ کے رخ زیبا کو دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے، آپ کے حسن ظاہری کی خاصیت یہ تھی کہ آپ کو ایک نظر دیکھنے والا بے ساختہ پکار اٹھتا تھا ''ھذا حجۃ الاسلام'' یہ اسلام کی دلیل ہے، حجۃ الاسلام قدس سرہٗ نے بے پناہ تبلیغی وتحریری خدمت انجام دیں (۲۵)

آج کل تو معاملہ ہی الٹا ہے.... بعض پیر اپنے مریدوں کی تعداد بڑھانے کے لئے بہت ساری تدبیریں کرتے.... کرواتے..... اہل ثروت کو پکڑنے کے لئے ایجنٹ کا بھی انتظام کرتے ہیں..... یہ ایجنٹ جھوٹی کرامت گڑھتے لوگوں کو سناتے.... اکساتے.... رغبت دلاتے ہیں کہ ان سے بیعت ہو جاؤ..... ان کے جیسا دوسرا کوئی پیر ہی نہیں ہے.... وہ مرید جب دھوکہ دہی کی مارکیٹ سے دھوکہ کھا کر پلٹتا ہے تو پیر کے نام ہی سے نفرت کرنے لگتا ہے، لیکن الحمد للہ امام احمد رضا کے مبلغین نے کبھی ایسا نہیں کیا، مولانا حامد رضا خاں کے تبلیغی کارنامے کو آپ ملاحظہ کر رہے ہیں، یقیناً انصاف پسند لوگوں کی طبیعت خوش ہو گئی ہوگی کہ امام احمد رضا کے مبلغ حامد رضا خاں نے دین اسلام اور مسلکِ سنیت کی خوب تبلیغ کی، اس تعلق سے ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی علیگ لکھتے ہیں:

"جانشین اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ ایک بلند پایہ خطیب، مایہ ناز ادیب، اور یگانۂ روزگار عالم و فاضل تھے، دین متین کی خدمت و تبلیغ، ناموسِ مصطفیٰ کی حفاظت، قوم کی فلاح و بہبود ان کی زندگی کے اصل مقاصد تھے، اور یہی سچ ہے کہ وہ غلبۂ اسلام کی خاطر زندہ رہے اور سفر آخرت فرمایا تو پرچم اسلام بلند کر کے اس دنیا سے سرخرو و کامران ہو کر گئے، اپنی صدی کے مجدد ان کے والد محترم سیدنا اعلیٰ حضرت نے خود ان کی علمی و دینی خدمت کو سراہا ہے اور ان پر ناز کیا ہے، مسلک اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کی خاطر آپ نے برصغیر کے مختلف شہر و اور قصبوں کے دورے فرمائے ہیں، گستاخانِ رسول وہابیہ سے مناظرے کئے ہیں، سیاست دانوں کے دامِ فریب سے مسلمانوں کو نکالا ہے، شُدھی تحریک کی پسپائی کے لئے جی توڑ کوشش کی ہے اور ہر جہت سے باطل اور باطل پرستوں کا رڈ اور انسداد کیا ہے" (۲۶)

امام احمد رضا نے تبلیغِ اسلام کے مقصد سے ۱۹۲۰ء میں "جماعت رضائے مصطفیٰ" کی بنیاد رکھی، یکے بعد دیگرے اس میں کئی شعبے بنائے گئے، مثال کے طور پر (۱) شعبۂ اِشاعتِ کتب (۲) شعبۂ تبلیغ و ارشاد (۳) شعبۂ صحافت (۴) شعبۂ سیاست (۵) شعبۂ دارالافتاء وغیرہم

شعبۂ تبلیغ وارشاد کے اول مبلغ کے طور پر مولانا محمد جمیل الرحمٰن خاں قادری رضوی کو متعین کیا گیا، اور مولانا حشمت علی خاں کو مناظرے کا شعبہ سپرد کیا گیا پھر اس کے بعد ان شعبوں میں علماء کا اضافہ ہوتا رہا، شعبۂ تبلیغ وارشاد کی خدمات کے تعلق سے مولانا محمد شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں:

"جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کا دوسرا اہم شعبہ "تبلیغ وارشاد" تھا اس کے شعبہ کے ذریعہ دیگر شہروں اور دیہات میں علماء و مقررین روانہ کئے جاتے تھے اور باطل فرقوں کے رد کے لئے مناظر بھی بھیجے جاتے تھے، ائمۂ مساجد کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا، رمضان کے مہینہ میں حفاظ کی تقرری بھی ہوتی تھی "شعبۂ تبلیغ وارشاد" میں خصوصیت کے ساتھ یہ لوگ شامل تھے۔

(۱) مناظر اعظم ہند مولانا حشمت علی خاں رضوی لکھنوی۔

(۲) ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی بہاری۔

(۳) شیر بیشۂ اہل سنت مولانا ہدایت رسول نوری رامپوری۔

(۴) مداح الحبیب مولانا محمد جمیل الرحمٰن خاں قادری رضوی بریلوی۔

(۵) مولانا قطب الدین برہمچاری معروف پردیسی مولانا۔

شعبۂ تبلیغ وارشاد کی جدوجہد سے نہ جانے کتنے ہندوؤں نے اسلام قبول کیا، وہابی اور غیر مقلد افراد نے توبہ کی، اور اہل سنت سوادِ اعظم میں داخل ہوئے (۲۷)

امید ہے کہ معترضین کی معلومات میں اضافہ ہوگیا ہوگا اور وہ کہتے ہوں گے کہ ہم اپنی بھول کی بنیاد پر دھول اڑاتے ہیں کہ ''امام احمد رضا نے کتابیں بہت لکھیں مگر مبلغ پیدا نہیں کئے'' امام احمد رضا کی قائم کی ہوئی ''جماعت رضائے مصطفیٰ'' کے ذریعے سے جو تبلیغ ہوئی اور ہندوؤں نے جو اسلام قبول کئے، بدمذہبوں نے توبہ کی، بے عمل مسلمانوں نے جو عمل کا جامہ پہنا اس کا جائزہ بعد میں لیں گے، یہاں پر تو حضرت حجۃ الاسلام حامد رضا خاں کی تبلیغ کی بات ہورہی ہے، ایک بات ذہن نشین کرلیجئے کہ حضرت امام احمد رضا کے وصال کے بعد ''جماعت رضائے مصطفیٰ'' کی کمان حجۃ الاسلام حامد رضا خاں نے تھامی تھی، اس کے کچھ دنوں کے بعد ''شُدھی تحریک'' (قائم ۱۹۲۰ء) طوفان کی طرح بڑھنے لگی، اس طوفان سے مسلمانوں کے ایمان کی دیواریں گرنے لگیں، مسلمانوں کو کس کس طرح سے.... ان کے سامنے کیسے کیسے سوالات قائم کر کے.... ان سے ایمان کی پونجی چھینی جارہی تھی، یہ ساری تفصیل آئندہ صفحہ پر ملاحظہ کیجئے..... یہاں پر حضرت حجۃ الاسلام حامد رضا کی تبلیغ سے ایک ہی محفل میں چھ غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھ پر کلمہ پڑھا اور مرید بھی ہوئے، تفصیل اس طرح سے ہے:

''جماعت رضائے مصطفیٰ کے سرپرستِ ثانی مولانا حامد رضا بریلوی کے دستِ حق پرست پر چھ ہندوؤں نے اسلام قبول کیا، مولانا نے قبول اسلام کے بعد سب کے اسلامی نام رکھ کر داخلِ سلسلہ بھی فرمایا............. تفصیل کچھ اس طرح ہے:

(۱) لچھمن سنگھ ولد مُولو سنگھ.... قومیت ٹھاکر........ اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔

(۲) مان سنگھ ولد مہر سنگھ.... قومیت ٹھاکر....... اسلامی نام عبدالرحمٰن رکھا گیا۔

(۳) مٹھن لال ولد بسر رام....قومیت کایستھ.......اسلامی نام عبدالہادی رکھا گیا۔

(۴) مصری لال ولد دھوم سین قومیت بقال اگروال، اسلامی نام عبدالسلام خان رکھا گیا۔

(۵) پھول سنگھ ولد موہن سنگھ....قومیت ٹھاکر.....اسلامی نام عبداللہ خان رکھا گیا۔

(۶) مسماۃ لڑیتی بنت شہزاد....قومیت نٹ.......اسلامی نام اللہ بندی رکھا گیا۔(۲۸)

بغض وعناد کی بنیاد پر بے پونجی کا آدمی بھی پونجی والو سے الجھ جاتا....اور کہتا ہے کہ ہم تم سے کیا چیز میں کم ہیں؟ لیکن بے پونجی کے آدمی کو جب کوئی چیز کم پڑتی ہے تو پھر اسی پونجی والے سے رجوع کرتا....اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا....روتا گڑگڑاتا ....آہ وبکا کرتا ...... اپنا حال کہتا....دامن پھر کر واپس آتا ہے تو شرمندہ ہوتا ہے کہ اہل ثروت سے الجھ کر اچھا نہیں کیا تھا.....لوگ بھی اس کو لتاڑتے اور کہتے ہیں کہ ''کہاں راجا بھوج کہاں گنگوا تیلی رام رام کہاں ٹیں ٹیں'' اپنی حیثیت کو نہیں دیکھا اور الجھ گئے بڑے بڑوں سے، اسی طرح معترضین بھی اپنی حیثیت کو پہچانتے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو اور شاید ان کے مبلغین کے مقام کو بھی جانتے ہیں....لیکن بغض کا بلاّ جب ان کو نوچتا.....کینہ کا کوّا جب ان کو کاٹتا .... . دشمنی کی ڈائن جب ان کو ڈستی ہے تو یہ باؤلے بابو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا پر مختلف قسم کے اعتراضات کے ڈھول اڑاتے ہیں جو انہیں پر پڑتے ہیں، پھر شرمندہ ہوتے ہیں ....وقت پڑنے پر اعلیٰ حضرت امام احمد اور ان کے مبلغین کی جانب ہی رجوع کرتے ہیں.....گرمی کے موسم میں جن کو آنکھ دِکھا رہے تھے ٹھنڈی کے موسم میں انہیں کے بستر پر آرام کے لئے دوڑنے والے کو اپنی حیثیت اچھی طرح سے پہچان لینی چاہیے.....امام احمد رضا نے ایک سے بڑھ کر ایک مبلغین پیدا کئے.....امام احمد رضا کو اللہ تعالیٰ نے تبلیغ ہی کے لئے پیدا کیا تھے.....امام احمد رضا اگر تبلغ نہیں کئے ہوتے اور مبلغین پیدا نہیں کرتے تو معترضین بھی نہ جانے کون سے گھاٹ پر ہوتے .....اس کا پتا خود معترضین کو بھی نہیں ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام امام احمد رضا کے ہی تربیت یافتہ مبلغ تھے.....جنہوں نے بے لوث دین کی خدمت کی ہے یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں بلکہ حقیقت ہے....حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ نے ''مولانا وجاہت رسول قادری ابن مولوی حاجی وزارت رسول حامدی کے نام جو مکتوب روانہ

کیا تھا، اسے پڑھیئے:

''عزیزم مولوی امانت رسول سلمہ' کا خط دیکھا، مولیٰ تعالیٰ انہیں دونوں جہان کی نعمت و دولت سے سرفراز کرے، ان کی ہمدردی کا شکریہ، دل سے دعائے خیر کے سوا کیا ہو سکتا ہے مگر فقیر کوئی زبردست دنیادار عبدالدرہم عبدالدنیا فقیر نہیں، اعلیٰحضرت قبلہ کی روش میرے لئے بہترین اسوہ ہے، میں نے ناظم نلگنڈہ عزیز محترم منشی شیخ محمد حسین صاحب مرحوم کی تحریک پر جب بارہ سو روپے ماہوار کی جگہ پر نظر نہ کی تو اب چھ سو روپے کی ملازمت کر کے کیا دنیا طلبی کروں گا، نواب رام پور نے پچاس ہزار روپے خانقاہ شریف کے نام سے دینے کا لالچ دیا اور بار باران کے خطوط بنام فقیر آئے مگر الحمدللمولیٰ تعالیٰ کہ فقیر اصلاً توجہ نہ کی، مولیٰ تعالیٰ دینِ حق کا خادم رکھے اور اس کی سچی خدمتوں کی توفیق رفیق فرمائے اور خلوص نیت واخلاصِ عمل کے ساتھ خالصاً لوجہ اللہ خدمتِ دین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر چلائے، اسی پر مارے اور اسی پر محشور فرمائے (آمین) میں جب کبھی حیدر آباد گیا ان سے ملوں گا، انہیں مطلع کروں گا، یہ میرا کام نہیں کہ میں اپنی مبالغہ آمیز تعریف کا اشتہار چھپوا کر وہاں بھیجوں اور دنیا سازی سے طلب دنیا کا جال بچھاؤں، جب جاؤں گا اپنے کسی عزیز کے یہاں قیام کروں گا، جس سے میرا روحانی یا خون کا رشتہ ہوگا، بڑے بڑے روسا سے میرا کوئی علاقہ وواسطہ نہیں، رہی دین کی خدمت وہ جس طرح میرا رب مجھ سے لے، میں اس کے لئے ہر وقت حاضر ہوں۔

والدعا.........فقیر محمد حامد رضا خاں غفرلہٗ

خادم سجادہ وگدائے آستانہ رضویہ بریلی

دو شعبان الخیر ۱۳۵۲ھ روز دوشنبہ

(۲۹)

یہ خط بھی حضرت حجۃ الاسلام حامد رضا خاں کے استغنا کی تبلیغ کر رہا ہے....ایسا استغنا رب قدیر کسی کسی بندے کو عطا کرتا ہے تو وہ......اپنی گدڑی میں مست رہ کر دین کی تبلیغ کرتا ہے....دین کی تبلیغ

کرنے کی بھیک کوئی حامد رضا کی چوکھٹ سے مانگے ....دین کی تبلیغ کا جذبہ کوئی حامد رضا سے سیکھے ....اسی جذبہ نے آپ کو عظیم مبلغ بنایا....دین کا سچا خادم بنایا، مبلغ اسلام حضرت حامد رضا خاں نے ایک غیر مسلم میاں بیوی کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنایا، وہ واقعہ یہ ہے:

''دیا چند ولد سوگند چند اور نرائنی بنت پرشادی'' کو بھی کلمہ پڑھا کر....اسلام کی آغوش میں لا کر مرد کا نام عبداللہ اور عورت کا نام تبسم رکھا، یہ دونوں آپس میں میاں بیوی تھے (۳۰)

اللہ تعالیٰ بندے کے دل کو...نیت کو...ارادے کو...خلوص کو...اخلاص کو دیکھتا ہے...اگر یہ سب صحیح ہے ...دل میں خدمتِ دین کی للک ہے...تڑپ ہے...درد ہے...جذبہ ہے ...نیت خدمت کی طرف ہے...اللہ کی رضا میں رہتی ہے....ارادہ مضبوط ہے...اخلاص میں للہیت ہے ...خلوص میں سچائی ہے ...تو بندے کی شکل وصورت میں....چہرہ مہرہ میں ...بال کھال میں ... ہاتھ پاؤں میں وہ تاثیر پیدا کر دیتا ہے کہ دنیا عش عش کر اٹھتی ہے۔

حجۃ الاسلام ساری زندگی دین کی تبلیغ کرتے رہے....بندوں کے درمیان ایمان وعمل کی دعوت دیتے رہے...لوگوں کو شریعت وسنت کا پابند بناتے رہے....گمراہوں کو راہِ راست پر لاتے رہے....اور دنیا سے چلے تو دین کی تبلیغ کرتے ہوئے چلے....لیجئے جناب محمد صادق قصوری کی تحریر سے حامد رضا کی تبلیغ کا ایمان افروز واقعہ پڑھیے:

''جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو ایک حشر برپا تھا اور بے پناہ ہجوم تھا، لوگ جنازہ کو کاندھا دینے کے لئے سر توڑ کوشش کر رہے تھے، ایک بہت بڑے گراونڈ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی، آپ کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ کی امامت کے فرائض آپ کے تلمیذ رشید حضرت شیخ الحدیث (مولانا سردار احمد خاں) نے سرانجام دیئے، ظاہری زندگی میں جس طرح آپ کی نورانی صورت سے تبلیغِ حق ہوئی تھی اسی طرح آپ کے جنازہ مبارکہ سے بھی تبلیغ ہوئی، ایک ہسپتال کی نرس آپ کا جنازہ دیکھ کر مشرب بہ اسلام ہوئی اور کئی مذبذب قسم کے لوگ یہ نورانی سماد یکھ کر صحیح العقیدہ سنّی بن گئے'' (۳۱)

زندہ باد حجۃ الاسلام زندہ باد.... پائندہ باد حامد رضا پائندہ باد....زندگی بھر اسلام وسنّیت کی تبلیغ کرتے

رہے، بعد وصال بھی تبلیغ دین کی، آپ کی تبلیغ کا مرکز کلکتہ اور مضافاتِ کلکتہ.....اجمیر.... بمبئی.... بنارس
.... پٹنہ.... مظفر پور.... پوکھریرا....اودے پور .... جودھپور.... چتوڑ.... لکھنؤ....کان پور.... لاہور ....
حیدرآباد اور ملک کے دوسرے حصوں میں رہا، جہاں آپ نے سینکڑوں آدمیوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان
بنایا اور ہزاروں فاسق و فاجر کو اسلام کا راستہ دکھایا۔

صدر الافاضل مولانا مفتی مفسرِ قرآن سید محمد نعیم الدین مراد آبادی

ولادت ۲۱ر صفر المظفر ۱۳۰۰ھ/ یکم جنوری ۱۸۷۸ء

وفات ۱۸ر ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ/ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۴۸ء

حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ....حافظ قرآن....عالم و فاضل
....محدث و مفتی....واعظ و خطیب....مناظر و مصنف اور اسلام سنیت کے عظیم مبلغ تھے....صدر الافاضل
....فخر الاماثل....مخدوم ملت ....مفسرِ قرآن....استاذ الاساتذہ....رئیس المحققین .... محقق و محدث جیسے
القابات سے یاد کئے جاتے تھے۔

آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نہ تو شاگرد تھے نہ مرید....آپ اعلیٰ حضرت کے خلیفہ....
.راز دار اور رمز شناس....امام احمد رضا کے وفادار......امام احمد رضا کے کام سے بیحد متاثر تھے......امام
احمد رضا کے کام کو انہیں کی نہج پر آگے بڑھایا....دین اسلام کا درد آپ کے سینے میں موجزن تھا....قوم کی
اصلاح کی فکر تھی......قوم کو علم و عمل کے دائرے میں لانے کے لئے بڑی جدوجہد کی......دین اسلام پر
انگلی اٹھانے والوں کا پیچھا کیا...... گستاخانِ رسول ﷺ کی سرکوبی کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے....
...فکر یہی تھی ہندوستان میں دین اسلام و سنیت کو مزید عروج حاصل ہو....اسلام کیا ہے....اسلام کی
اہمیت کیا ہے....اسلام نے ہمیں کیا دیا....اسلام کتنا بلند ہے....اسلام میں کیا کیا خوبیاں ہیں....
حضرت صدر الافاضل کی زبانی سنئے:

"اسلام!....اے پیارے اسلام!....اے دل کے مکین....کشورِ بدن کے سلطان....تجھ پر دل
فدا....جان قربان....اے میری آنکھ کی ٹھنڈک....میرے آرامِ جان....میرے دل کے چین

....میرے دل کے ارمان....اے میرے محسن....مہربان....میری کشتی کے محافظ ونگہبان....تو نے میری خستہ حالی میں دست گیری کی..........جس مصیبت سے میرے عزیز اقارب دوست واحباب اصولِ اجداد فروعِ اولاد مجھے نہیں بچا سکے تو نے بچایا.....جہاں میرا مال.....میری دولت....میرے اعضا...میری قوت....میرے کام نہ آسکتے تھے تو کام آیا....مَیں بھٹکتا تھا تو نے راہ دکھائی....مَیں ڈر رہا تھا تو نے میری کشتی پار لگائی....مَیں اندھیرے میں ٹکراتا پھر رہا تھا تو نے روشنی پھیلائی.....اے حق کے آفتاب!. ..تو نے ناحق کی رات کے کالے پردے چاک کر کے منہ نکالا.....اے نور کے نیر اعظم.....تو نے ضلالت کی بھیانک تاریکیاں دُور کر کے حق وہدایت کا روزِ روشن دکھایا.....اے اندھوں کو بینائی دینے والے.......گونگوں اور بہروں کو گویائی اور سماعت عطا فرمانے والے.....تو نے بگڑی دنیا کو درست کیا....انسان کی کھوئی ہوئی استعدادیں پھر عنایت کیں.....تو ہی حقیقی حیات تو ہی کامیاب زندگی ہے...میری زبان تیری ثنا سے قاصر......میرا بیان تیری مدح سے کوتاہ ہے.....تیرے مرتبہ کی بلندی میرے ادراک کی رسائی سے بہت اونچی ہے.....میرے دل میں قرار بن کر رہ.....میرے جسم میں جان بن کر جلوہ گر ہو.....میرے قالب میں تیرے احکام جاری ہوں.....میرے جوارح تیرے کارگزار ہوں'' (۳۲)

جس نے اسلام کو اس طرح سے جانا....اس طرح سے مانا.....اس طرح سے سمجھا....اس طرح سے دیکھا....اس طرح سے شیدا ہوا.....اس طرح سے سمجھایا.....اس طرح سے دکھایا...کیا اس نے اسلام کی تبلیغ نہیں کی؟.....وہ مبلغ نہیں بنے؟.....امام احمد رضا نے ان کو مبلغ نہیں بنایا؟....ایسا لکھنے والے کے دل میں قوم کا غم اور درد نہیں تھا؟.....یقیناً تھا....احمد رضا کے اس راز دار نے خوب تبلیغ حق کی.....کہیں سے وہابیوں کو اکھاڑا....کہیں پر دیوبندیوں پچھاڑا.....کہیں سے آریوں کو بھگایا....کہیں پر نجدیو کو گرایا.. ..کہیں پر قوم کو سمجھایا.....کہیں پر بے عمل مسلمانوں کو عمل کا پابند بنایا....کہیں پر بچوں کو تعلیم پر لگایا....کہیں پر جوانوں کو ہاتھ پکڑ کر خدا کا گھر دکھایا.....کہیں پر سردھانند کو لاجواب کیا.....کہیں پر رام چندر دہلوی کو خاموش کیا....پھر بھی یاروں کو گلہ ہے کہ ''احمد رضا نے کتابیں تو بہت لکھیں مگر مبلغین پیدا نہیں کیے''۔ بہت خوب!.....آنکھیں بند کر کے امام احمد رضا پر کچھ اور تیر چھوڑیے...اور امام احمد رضا اور ان کے

مبلغین کے کارناموں پر پتھر ڈال دیجئے.... پانی میں بہا دیجئے.....ہوا میں اڑا دیجئے....طاقِ نسیاں میں سجا دیجئے....خاک میں ملا دیجئے.... یہ سارے کام کرنے کے بعد اپنے سر پر فتح کا سہرا باندھ کر پارلیمنٹ میں پہنچ کر ریلوے کے وزیر سے کہئے کہ امام احمد رضا نے کچھ نہیں کیا، لہٰذا ان کے نام سے منسوب ''اعلیٰ حضرت اکسپریس'' کو ختم کیا جائے......محکمۂ ڈاک کے وزیر کو سمجھایئے کہ......احمد رضا نے کچھ نہیں کیا پھران کے نام پر ڈاک ٹکٹ کیوں جاری کیا گیا؟ مدرسہ اور دارالعلوم والوں کو بھی کہئے کہ ....امام احمد رضا کے کارنامے کیا ہیں جو ان کے نام پر دارالعلوم اور مدرسے کھول رہے ہو؟ شاید یہاں آپ کو کچھ جواب مل جائے گا، تاریخ کے صفحات پر سیاہی پوتنے والوں کے منھ پر خود سیاہی لگ جاتی ہے، امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ایسے ایسے مبلغین پیدا کئے کہ ان جیسے مبلغین کا ہونا محال نہیں تو ناممکن ضرور ہے۔

صدرالافاضل اور رام چندر دہلوی کا مناظر

''صدرالافاضل کا مناظرہ رام چندر دہلوی سے ہوا، آپ نے دریافت فرمایا مہاشا جی! کوئی دنیا میں ایسا بھی گزرا ہے کہ جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو، رام چندر کہنے لگے، لاکھوں! سب سے بڑے رشی مُنی گزرے ہیں جن پر وید آئے، صدرالافاضل نے فرمایا.....ایسے بے گناہ انسان کو کس ''جون'' میں جانا چاہئے، ان کو تو ایسی ''جون'' میں جانا چاہئے کہ جہاں ہر طرح کی راحت اور آرام ہو،.......اس نے کہا بیشک! صدرالافاضل نے فرمایا بتاؤ! وہ ''جون'' کونسی ہے؟.....کہا ایسے لوگ بادشاہ بن کر آتے ہیں......صدرالافاضل نے فرمایا وہ بادشاہ سے بڑھ کر تو دنیا میں کوئی مصیبت میں نہیں.....سب کو فکر نان.....اس کو فکرِ جہان....غریب لوگ رات کو آرام سے سوئیں اور وہ فکر سے تارے گن گن کر رات گزارے، یہ تو بڑا ظلم ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو ایسی مصبت میں ڈالے.......مہاشا جی فوراً بولے وہ تارک الدنیا سنیاسی بن کر آتے ہیں.....صدرالافاضل نے فرمایا واہ! ان کی نیکیوں کا یہ بدلہ دیا کہ نہ سر پر ٹوپی.....نہ پاؤں میں جوتا.....نہ تن پر کپڑا.....بدن پر لنگوٹا.....سب تو جاڑوں میں عمدہ عمدہ لباس پہنیں.....یہ مصیبت کا مارا آگ تاپ کے رات کاٹے.....مہاشا جی گھبرا گئے، بہت سے پلٹے کھائے، مگر کوئی ''جون'' ایسی نہ ملی جو بالکل راحت

وآرام کی ہوتی ......صدرالافاضل نے فرمایا کہ مہاشاجی اگر ہماری بات مانو تو ہم تمہیں بتائیں..
....مہاشاجی کہنے لگے بتاؤ.....صدرالافاضل نے کہا ان کو رنڈی بن کر آنا چاہئے کہ دنیا میں یہی آرام سے رہتی ہے......دن رات نیا لطف اٹھائے.....دوسرے کمائیں یہ مزے سے کھائے...
..مہاشاجی گرم ہوگئے اور کہا دیکھئے آپ گالیاں دیتے ہیں......صدرالافاضل نے فرمایا یہ تمہارے مذہب کی کمزوری ہے.......قرآن کو مانوں....جنت ہی جزا کی جگہ بن سکتی ہے.....نہ کہ دنیا(۳۳)

اور غالباً اسی مناظرہ سے متعلق قطبِ وقت، مبلغِ اسلام، مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ، اعلیٰ حضرت کی ایک محفل کی گفتگو کا حال لکھتے ہیں:

''اس وقت مولانا مولوی نعیم الدین صاحب اور مولانا مولوی ظفرالدین صاحب اور مولوی مختار صاحب میرٹھی اور مولوی احمد علی صاحب و مولانا مولوی رحم الٰہی صاحب ناظم انجمن اہلسنت و مدرس مدرسہ اہلسنت، و مولانا مولوی امجد علی صاحب مدرس مدرسہ اہلسنت و مطبع اہلسنت وغیرہ حضرات علمائے کرام حاضر خدمت تھے، انجمن کے آریہ ناریہ کے مقابل جلسے ہورہے تھے یہ سب حضرات جلسہ مناظرہ سے مظفر و منصور واپس آئے تھے، رام چندر مناظر آریہ کی چرب زبانی اور بے حیائی کا ذکر ہو رہا تھا کہ بات سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتا.....بے حیائی سے کچھ نہ کچھ کہے ضرور جاتا ہے.....اس پر (اعلیٰحضرت نے) ارشاد فرمایا سخت غلطی ہے کہ ایسوں سے زبانی بات چیت ہو اس کا حاصل یہی ہوتا ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ بکے جائے گا......جس سے لوگ جانیں کہ بڑا مقرر ہے، برابر جواب دے رہا ہے....انسان میں یہ قوت نہیں کہ زبان بند کردے..بے حیا کفار، اللہ عزوجل کے حضور نہ چوکیں گے، وہاں بھی زبان چلی ہی جائے گی....یہاں تک کہ منہ پر مہر فرمائی جائے گی اور اعضا کو حکم ہوگا بول چلو....''اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ'' تو ایسوں سے ہمیشہ تحریری گفتگو ہونا چاہئے کہ مکرنے، بدلنے، بچلنے (بدکنا، بھکنا، گم ہونا) کی گلی نہ رہے.....بہت دھوکا ہوتا ہے کہ وہابیہ وغیرہ سے فرعی مسائل میں گفتگو کر بیٹھتے ہیں......وہابی، غیر مقلد، قادیانی وغیرہ تو چاہتے ہی یہ

ہیں کہ اصول کو چھوڑ کر فرعی مسائل میں گفتگو ہو انہیں ہر گز یہ موقع نہ دیا جائے.....ان سے یہی کہا جائے کہ پہلے تم اسلام کے دائرے میں آلو....اپنا مسلمان ہونا تو ثابت کرلو پھر فرعی مسائل میں گفتگو کا حق ہوگا'' (۳۴)

''آریہ سماج'' نام کی تنظیم کا قیام

تاریخ کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اسلام و مسلمان کو مٹانے کے لئے بہت سارے ملک وملت، قوم و مذہب کے لوگ بڑے ہی طمطراق کے ساتھ اُٹھے، اسلام وقرآن پر اعتراضات کے بوچھار کئے، مسلمانوں اور اسلامی احکامات کے خلاف خوب بولے، نعرے لگائے، گلے پھاڑ پھاڑ کر چلائے، لیکن آج ان کی گلی سونی ہے، اسلام کا باغ ہرا تھا ہرا ہے، ان کے نام لیوا نہیں، اسلام کے نعرۂ تکبیر کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں، اس پر طرفہ یہ کہ دیگر مذاہب کے لوگوں کے مذاہب سے محبت کرنے والوں کے الگ الگ قرینے رہے ہیں کچھ لوگوں نے واقعی اپنے مذہب سے سچی محبت کی ہے، کچھ نے نام و نمود کے لئے محبت کا ڈھونگ رچایا، کچھ نے سیاست کرنے کے لئے مذہب سے محبت کی، کچھ نے پیٹ بھرنے کے لئے یہ کھیل کھیلا، کچھ نے طاقت ور بندوں کو راضی کرنے کے لئے مذہب کا علم اٹھایا، کچھ نے عیش و عشرت کے مزے لوٹنے کے لئے میدان میں نکلے، بہر حال کس کی کیا نوعیت تھی بات بہت تفصیل طلب ہے۔

سوامی سر دھا نند سرسوتی نے بھی اپنے مذہب کے احیا اور اپنے مذہب کے ماننے والوں کو منظم کرنے کے لئے ۱۰/اپریل ۱۸۷۵ء میں ''آریہ سماج'' کی بنا رکھی، اور ''ستیارتھ پرکاش'' نام کی ایک کتاب لکھی، اس کتاب کا چودھواں باب قرآن پاک پر اعتراض کے لئے مخصوص ہے، جیسا حضرت صدر الافاضل مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے تحریر فرمایا ہے:

''انہیں میں ایک ''دیانندی'' مذہب بھی ہے (جو اپنے آپ کو آریہ کہلاتا ہے) جو تھوڑے زمانہ سے پیدا ہوا ہے، اس نے مذہبی دنیا میں ہلچل مچا رکھی ہے اور اپنے دل آزار طرز عمل سے دنیا کو جگر خراش صدمے پہنچاتی ہے، سخت کلامی اور بدزبانی تو گویا انہوں نے جزو مذہب قرار دے لی ہے کہ ان کے مذہب کی مستند کتاب پنڈت دیانند کی تصنیف ''ستیارتھ پرکاش'' دریدہ دہنی اور

بدزبانی بلکہ سب وشتم کا ذخیرہ ہے، اس کتاب کا چودھواں باب قرآن پاک پر اعتراض کرنے کے لئے مخصوص کردیا گیا ہے اوراس میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ قرآن پاک کی ایک ایک سورہ کی علیحدہ علیحدہ سرخی قائم کر کے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں اور مسلمانوں کے دلوں کو صدمے پہنچائے ہیں''(۳۵)

سوامی دیانند سرسوتی کی ہلچل اسلام ومسلمان کے تیئں خطرناک ہلچل تھی، اسلام کے ہر احکام ہر بات پر، مسلمانوں کے ایمان پر حملے کررہا تھا، ہم نے جہاں تک مطالعہ کیا ہے کہ دیانند کے حملے کے دفع میں مسلمانوں کے مختلف فرقے کے لوگ لگے ہوئے تھے، لیکن کامیاب امام احمد رضا کے مبلغین ہی ہوئے، اس کے اعتراضات پر اہلحدیث کے مشہور عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری نے بھی اس کے مناظرہ کو قبول کیا تھا اس نے تین دن تک ثناء اللہ صاحب سے مناظرہ کیا لیکن مولانا صاحب کو دیانند نے آگے نہیں بڑھنے دیا.... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے مبلغین ہی اس کی ناک میں نکیل ڈالا۔

قرآن مجید پر سوامی دیانند سرسوتی کے اعتراضات کے جواب میں مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے ڈھائی سو سے زیادہ صفحات کی کتاب ''احقاقِ حق'' کے نام سے لکھی، اعلیٰ حضرت کی قائم کردہ انجمن ''جماعت رضائے مصطفیٰ'' کے رکن نواب وحید احمد خان بریلوی نے جواب لکھا اور ماہنامہ ''یادگارِ رضا'' بریلی میں قسط وار شائع ہوا، مفسرِ قرآن علامہ احمد یار خان نعیمی نے اپنی تفسیر ''تفسیر نعیمی'' میں اس کے اعتراضات کے جوابات لکھے اور امام احمد رضا کے مبلغین نے جگہ جگہ اس سے مناظر کر کے اسلام کا لوہا منوایا۔

دیانند سرسوتی کے اعتراضات

کہا جاتا ہے کہ پنڈت دیانند سرسوتی پندرہ پارے کا حافظ قران تھا..... خوش الحانی سے قرآن پاک پڑھتا تھا..... اس کی قرأت بھی درست تھی..... قرآن کریم کو سمجھتا بھی تھا لیکن قرآن مجید سے ہدایت حاصل نہ کرسکا..... اعتراضات ہی کرتا رہا..... اس کے اعتراضات ایسے ہیں کہ کوئی شخص اس کے جوابات لڈو کی شکل میں نہیں پیش کرسکتا..... اہلحدیث کے مشہور عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری نے بھی اس کے مناظرہ کو قبول کیا تھا اس نے تین دن تک ثناء اللہ صاحب سے مناظرہ کیا لیکن مولانا صاحب کو فتح

کی سرحد پر پہنچنے نہیں دیا..... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے مبلغین ہی اس کی ناک میں نکیل ڈالا..... ہر جگہ پنڈت دیانند سرسوتی کے چیلنج کو قبول کر کے اس کو لاجواب کیا، پھر بھی یاروں کو یہ گلہ ہے کہ ''امام احمد رضا نے کتابیں تو بہت لکھیں مگر مبلغین پیدا نہیں کئے''۔

پنڈت دیانند سرسوتی کے اعتراضات پر ایک نظر آپ بھی ڈالئے ....اور دیکھئے کہ اس کے اعتراضات کیسے ہیں....کیا آسانی سے اس کے سوالات کے جوابات دیئے جاسکتے تھے؟....کیا اس کو رام کرنا آسان تھا؟ دیانند سرسوتی کے اعتراضات کے اقتباسات علامہ احمد یار خاں نعیمی کی تفسیر ''تفسیر نعیمی'' سے ماخوذ ہیں۔

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ پر اعتراض۔

(۱) اگر پروردگار واقعی عالمین (تمام جہانوں) کا پالنے والا ہے تو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کیوں کراتا ہے، رب کا کام ہے پالنا نہ کہ مارنا؟

(۲) رب کا کام پرورش کرنا اور تکلیفوں سے بچانا ہے، پھر وہ اپنے بندوں پر تکلیفیں کیوں اتارتا ہے؟

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ پر اعتراض۔

(۳) جب بسم اللہ میں یہ دو لفظ آچکے تو یہاں دوبارہ کیوں لائے گئے؟

(۴) جب خدائے پاک رحمٰن اور رحیم ہے تو دوزخ اور موذی چیزوں کو کیوں پیدا فرمایا اور شیطان کو کیوں بنایا؟

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن ۔ پر اعتراض۔

(۵) قرآن شریف کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا صرف قیامت کے دن کا مالک ہے تو کیا آج اس کے سوا کوئی اور مالک ہے؟

اِیَّاکَ نَعْبُدُ۔ پر اعتراض۔

(۶) مسلمان کہتے ہیں کہ ہم سب رب ہی کی عبادت کرتے ہیں اور موحد ہیں حالانکہ وہ کعبہ کی طرف سر جھکاتے ہیں، یہ تو ہندوؤں سے بھی بڑھ کر مشرک ہوئے، کیوں کہ وہ تو ایک پتھر کو پوجتا ہے اور یہ ہزاروں پتھروں کی عمارت کو، اگر مسلمان کہیں کہ ہم کعبہ کو خدا نہیں جانتے تو ہندو بھی مورتی کو خدا نہیں

سمجھتا بلکہ اپنا دھیان یک سور کھنے کے لئے ایک پتھر کو سامنے رکھ لیتا ہے؟

(۷) آریوں کی عبادت کو صحیح مانو کیوں کہ یہ کسی مورتی کی پوجا نہیں کرتے صرف رب کا نام لیتے ہیں اور تم بھی رب ہی کا نام لیتے ہو، مقصد تو رب کو یاد کرنا ہے، جس طرح چاہو کرلو؟

وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنَ۔ پر اعتراض۔

(۸) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کسی بندے کی کتاب ہے، کیوں کہ اگر یہ رب کی کتاب ہوتی تو بتاؤ رب تعالیٰ کس کی عبادت کرتا ہے اور کس سے مدد مانگتا ہے؟

اھدنا الصراط المستقیم۔ پر اعتراض۔

(۹) یہ دعا بے موقع ہے کیوں کہ انسان جو اسلام لا چکا ہے اور نماز کے لئے حاضر ہو گیا، قرآن پاک کی تلاوت شروع کردی تو ہدایت تو اسے مل گئی، مانگی وہ چیز جاتی ہے جو حاصل نہ ہو، پس یہ ہدایت مانگنا بالکل بے کار ہے؟

ھدی للمتقین۔ پر اعتراض۔

(۱۰) قرآن کریم اس کو ہدایت دے گا جو پہلے سے متقی بن چکے ہوں، حالانکہ چاہئے کہ قرآن کریم گمرا ہوں کو ہدایت دے کیوں کہ جو پرہیز گار بن چکا اسے ہدایت کی کیا ضرورت رہی؟

وممارزقنھم ینفقون۔ پر اعتراض۔

(۱۱) زکوۃ کے قانون سے مسلم قوم میں بے کاری اور بھیک مانگنے کی عادت پڑ گئی کیوں کہ جب انہیں معلوم ہے کہ زکوۃ کا پیسہ مالداروں سے مل جائے گا تو پھر وہ محنت کیوں کریں؟

واولئک ھم المفلحون۔ پر اعتراض۔

(۱۲) خدائے تعالیٰ کی یہ بے جا طرفداری ہے کہ مسلمانوں کے اعمال تو قبول کرے اور غیر مسلموں کے اعمال رد کردے، جب دونوں ایک ہی سے اعمال کررہے ہیں تو یہ فرق کیوں؟ ایک ہندو کنواں کھدواتا ہے، پل بنواتا ہے، صدقہ اور خیرات کرتا ہے، وہ تو بالکل قبول نہ ہوں اور ایک مسلمان ان میں سے دسواں حصہ بھی کرے تو خدا کا پیارا بن جائے؟

ختم اللہ علیٰ قلوبھم (الخ) پر اعتراض۔

(۱۳) کافروں کے لئے ایمان کے سارے راستے بند ہو چکے، لہذا یہ لوگ کافر رہنے میں بے قصور ہوئے تو بے قصور کو سزا کیسی؟ (ستیارتھ پرکاش)

الله یستھزی بھم (الخ) پر اعتراض۔

(۱۴) قرآن نے خدائے تعالیٰ کو عیب لگائے، کیوں کہ قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ منافقوں سے دل لگی اور مذاق کرتا ہے، اور قرآن سے یہ بھی ثابت ہے کہ مذاق کرنا جہالت ہے، نتیجہ جو نکلا خود سمجھ لو، اسی طرح رب تعالیٰ کے لئے قرآن کریم نے بڑے بڑے عیب ثابت کئے ہیں؟ (ستیارتھ پرکاش)

فان لم تفعلو (الخ) پر اعتراض۔

(۱۵) جس طرح سے قرآن کریم کا مثل نہ بن سکا، اسی طرح ہمارے وید کا مثل بھی آج تک کوئی نہ بنا سکا، چاہئے اس کو بھی کلام الٰہی مان لو؟

نوٹ:۔ پنڈت دیانند سرسوتی نے کتاب اللہ کی تین پہچان بتاتے ہوئے قرآن پاک پر اعتراض کیا کہ قرآن خدا کا کام نہیں ہے، ذیل میں اس کی بتائی ہوئی پہچان اور اعتراضات ملاحظہ کیجئے۔

(۱۶) ایک یہ کہ وہ دنیا میں ہمیشہ سے ہو، وید چونکہ ہمیشہ سے ہے، اور قرآن کچھ وقتوں سے آیا ہے، لہذا وید ہی خدائی کتاب ہے۔

دوسرے یہ کہ اس میں (نسخ) یعنی تبدیلی نہ ہو۔

تیسرے یہ کہ وہ کسی قوم کی زبان میں نہ ہو، بلکہ ایسی زبان میں ہو کہ جو سب کے لئے اجنبی ہو، ورنہ خدا طرفدار ٹھہرے گا کہ اپنا کلام ایک قوم کے لئے آسان کر دیا، دوسری کے لئے مشکل یہ دونوں وصف بھی وید میں ہیں، لہذا وید ہی خدائی کتاب ہے۔

چوتھے یہ کہ اس میں ایک مضمون کو بار بار بیان نہ کیا گیا ہو، یہ خوبی وید میں ہی ہے، قرآن تو ایک ہی مضمون کو بار بار بیان کرتا ہے، لہذا یہ خدائی کلام نہیں ہو سکتا۔

ولھم فیھا ازواج مظھرۃ (الخ) پر اعتراج۔

(۱۷) جنتی مرد اور عورت پینتیس سال کے نوجوان ہوں گے، خوبصورت اور قوی ہوں گے، حالانکہ یہ لوگ دنیا میں کمزور بوڑھے وغیرہ تھے، اسی کا نام "آواگون" ہے، آریہ مانتے ہیں کہ دنیا ہی میں ایک

روح مختلف جسموں میں آتی ہے اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یہ معاملہ آخرت میں ہوگا، نیز قرآن پاک سے ثابت ہے کہ بعض امتیں سور، بندر وغیرہ بنادی گئیں، موسیٰ علیہ السلام کا عصا کبھی سانپ بن جاتا تھا کبھی لاٹھی، یہی ہمارا عقیدہ ہے(۳۶)

اس قسم کے سیکڑوں سوالات قائم کر کے مسلمانوں کو ورغلاتا تھا.... یہاں تک کہ پنڈت دیانند سرسوتی نے ۱۹۲۰ء میں ''شدھی تحریک'' قائم کر کے وہ اپنے خیال میں جگہ جگہ مسلمانوں کو ''شدھ'' کرنے کا عمل کرتا تھا..... مناظرے کے لئے چیلنج کرتا.... ابھی آپ نے اس کے اعتراضات کو پڑھا..... اعتراض نمبر(۸) یہ ہے۔

(۸) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کسی بندے کی کتاب ہے، کیوں کہ اگر یہ رب کی کتاب ہوتی تو بتاؤ رب تعالیٰ کس کی عبادت کرتا ہے اور کس سے مدد مانگتا ہے؟

بابا خلیل داس بنارسی کا جواب

ایک آریہ کو مذکورہ سوال کا جواب دے کر بابا خلیل داس بنارسی نے لاجواب کیا، علامہ احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

''ایک بار بابا خلیل داس بنارسی سے ایک آریہ نے یہی اعتراض کیا تھا، تو انہوں نے وہی جواب دیا جو ہم پہلے عرض کر چکے ہیں اور پھر فرمایا کہ اگر کہیں وید سے ثابت کردو کہ یہ وید اللہ کا کلام ہے تو تم کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا، بلکہ وید میں تو اللہ کا کوئی ذاتی نام بھی نہیں آیا.... اُوم.... بھگوان.... پرتماتما........ سروشکتی.... مان وغیرہ اس کے صفتی نام رکھ لئے گئے ہیں.... بلکہ اُوم تو گانے کا سُر ہے.... جس کو آریوں نے خدا کا نام سمجھ رکھا ہے.... قرآن کریم نے تو صاف فرمایا ''تَنْزِيْلٌ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' وغیرہ وغیرہ.... یعنی قرآن خدا کی طرف سے اترا.... آؤ! میں تم کو دکھاؤں کہ وید بنانے والا کون ہے.... چنانچہ انہوں نے ''یجر وید'' کا ایک منتر پڑھا .... جس کا ترجمہ یہ بتایا کہ ''اے بھگوان میں اس منتر کا بنانے والا ہوں، میرا نام ''گوتم'' ہے اور تو مجھے توفیق دے کہ میں اس کام کو پورا کروں'' دیکھو وید صاف کہہ رہا ہے کہ یہ بندوں کا بنایا ہوا ہے، اس پر وہ آریہ خاموش ہوگیا''(۳۷)

مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی اور تبلیغ اسلام

اسلام کے باغی و گستاخ سے مناظرہ کر کے اس کے شر سے مسلمانوں کے ایمان و عقائدہ کو بچانا تبلیغ نہیں ہے تو کیا ہے؟ وہ بھی ایسی تبلیغ کہ اس کی کتاب کا پورا پورا علم رکھ کر امام احمد رضا کے مبلغین میدان میں اُترتے تھے اور اسی کی کتاب سے اس کا رد کرتے تھے، چنانچہ سوامی دیانند سرسوتی نے مکتی کے معاملہ میں جن خیالات کا اظہار کیا اس کا جواب حضرت مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی نے خوب دیا، جواب طویل ہے، مختصر جواب دیکھئے:

"اب پنڈت دیانندیا ان کے قابل جانشین اس عقدہ کو حل کریں کہ مکتی خانہ کونسی نئی جگہ ہے جس کا اتنی بے شمار فرمانیوں کے بعد جیو کو مژدہ سنایا گیا تھا اور جس کو ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۱۱ اور صفحہ ۳۱۴ میں پنڈت جی نے برہم اور پرمیشور بنایا اور یہ لکھا کہ تمام دنیا صفحہ ۱۴ امیں یہ لکھا کہ تمام دنیا پرمیشور کے اندر رہتی ہے تو جیو کو مکتی سے کونسی جگہ ملی اور وہ مکتی خانہ جس کے غرور میں جنت کی نعمتوں پر آوازے کسے جارہے تھے، کدھر گیا اور یہ تشبیہ تو پرمیشور کی شان کے بہت ہی لائق ہے کہ وہ گولر کے پھل کی طرح سے ہے! اور تمام جہاں بالخصوص آریئے گولر کے کیڑوں کی طرح، اس سے ایشور کی قدر و منزلت بھی خوب ظاہر ہو جاتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ ان خدا شناسوں کو خدا شناسی کی ہوا بھی نہیں لگی ہے" (۳۸)

مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کی تبلیغ پر علما اور علما کی گواہی موجود ہے، امام احمد رضا کے مبلغین مختلف مورچے سنبھالے ہوئے تھے اور اگر وقت پڑ جاتا تھا تو بہت سارے مبلغین ایک مورچہ پر پہنچ جاتے تھے، ان مورچوں میں ایک مورچہ آریہ سماج کا تھا، جس پر بیک وقت کئی کئی علماءِ کرام پہنچتے تھے، مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی ان مورچہ کے علاوہ تبلیغ کا ایک اہم کام جو کیا، اس کی داستان "تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت" کے مرتبین سے سنئے:

"آپ نے تبلیغ اسلام کے لئے اکوڑہ، نینی تال، ہلدوانی وغیرہ کے پہاڑی علاقوں کا دورہ کیا، تبلیغ اسلام کے لئے وہاں قیام فرمایا اور ایک رسالہ "پراچین کال" تحریر فرمایا جو غالباً پہاڑی زبان میں ہے اور اس کا ترجمہ بھی ساتھ ہی ہے، اشاعت اسلام کے لئے آپ نے پھیری

والے کے روپ میں گماشتے بھیجے جنہوں نے گھر گھر جا کر اسلام پھیلایا، یہ وہ زمانہ تھا جب کہ علماء بالعموم تبلیغ اسلام سے بے خبر تھے بلکہ ہندو مسلم اتحاد کی باتیں کر رہے تھے"(۳۹)

امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کے مبلغین کی تبلیغ سورج کی طرح چمک رہی ہے، چاند کی طرح چاندنی پھیلائے ہوئی ہے، تاریخ اپنے سینے پر لئے ہوئی ہے، کتابیں گواہیاں دے رہی ہیں، علماء وصلحا گن گا رہے ہیں، امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کے شاگردوں، خلفاء اور مبلغین کی خدمات سب پر واضح ہیں، پھر تقریباً ایک صدی کے بعد یہ آواز کیوں بلند ہوئی ہے کہ احمد رضا کتابیں تو بہت لکھیں لیکن مبلغ پیدا نہیں کئے، یہ کوئی سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ تو نہیں ہے؟

پنڈت شردھانند کی مسلم دشمنی کا آغاز

سوامی دیانند سرسوتی کے مرنے کے بعد سوامی شردھانند کو اس کا جانشیں بنایا گیا، ۱۹۲۳ء کی ستیہ گرہ میں کانگریس کی طرف سے پنڈت شردھانند نے حصہ لیا، اس کی پاداش میں شردھانند کو جیل بھیج دیا گیا، جس کی قدرے تفصیل یہ ہے:

۱۹۲۳ء کی ستیہ گرہ میں کانگریس کی طرف سے پنڈت شردھانند نے حصہ لیا، وہ انگریزوں کے قانون کے خلاف نفرت پھیلانے کے جرم میں جیل گئے، مگر وقت سے پہلے ہی جیل سے باہر آ گئے، لوگوں کو بہت تعجب ہوا، کیوں کہ سوامی جی انگریزوں سے معافی مانگ کر جیل سے باہر آئے تھے، جبکہ آج تک کسی لیڈر نے تو کیا کسی معمولی نوکر نے بھی حکومت سے معافی نہیں مانگی تھی۔

کیا ہمتِ پرواز ہو گئی تری رخصت ☆ صیّاد سے شکوہٗ بے بال و پر کی ہے

سوامی جی جیل سے باہر آتے ہی ہندو مسلم ایکتا میں نفرت پھیلانا شروع کر دیا، اور مسلمانوں کو شُدھی کرنے کی بات کرنے لگا، اس نے ہندوؤں کو رائے دی کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کا ہے، مسلمانوں کو شدھی کر کے پھر سے ہندو دھرم میں لانا چاہئے، کیوں کہ ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنایا گیا ہے، سوامی جی نے اس کے لئے اپنے چیلوں کو خاص خاص علاقوں میں بھیج دیا اور شدھی کا پرچار شروع کر دیا، اور مسلمانوں کو ملیچھ کے نام سے پکارنے لگے، اس طرح اس نے ہندو مسلم

ایکتا کے محل میں آگ لگادی اور وہ جل کر پارہ پارہ ہوگیا،اور انگریز حکومت مسکرانے میں کامیا ب ہوگئی (۴۰)

مذکورہ اقتباس کی روشنی میں غور کیا جائے تو چند باتیں نمایاں ہوتی ہیں،اول یہ کہ ظالم انگریز کسی قیدی کو اتنی آسانی سے نہیں چھوڑتے تھے،شردھانند سے جیل میں ضرور کوئی معاہدہ کیا ہوگا،کیوں کہ انگریز لوگوں کے مزاج،وقار،شخصیت اور ذہانت کو سمجھنے میں ماہر تھے،کون شخص کس طرح رام ہوگا،اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتے تھے،مال سے رام ہوگا تو مال دے دو،تنخواہ مقرر کردو،عہدہ کا حریص ہے تو عہدہ پرلا کر خاموش کردو،خطاب ولقب کا بھوکا ہے تو بڑے سے بڑا خطاب ولقب سے نوازدو۔

شردھانند کے صرف معافی مانگنے سے انگریز نے اس کو رہا کردیا تو وہ باہر آکر ہندو مسلم تفریق کی برائی میں مبتلا نہیں ہوتا،جیل سے آنے کے بعد اچانک اس کے ذہن کے بانسے کا پلٹ جانا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ انگریز نے اس کو ہندو مسلم کے تفریق پر مامور کیا ہوگا اس کے لئے مال ودولت کے ذریعہ معاہدہ ہوا ہوگا کہ تم یہ کرو،ہم تمہارے لئے یہ کریں،کیوں کہ انگریز بڑے ہی چالاک اور عیار تھے،اپنا کام نکالنے کے لئے وہ کچھ بھی کرگزرتے تھے۔

ملک العلما مفتی محمد ظفر الدین بہاری

ولادت ۱۰؍محرم الحرام ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۹؍اکتوبر ۱۸۸۰ء

وفات شب دوشنبہ ۱۹؍جمادی الاخریٰ ۱۳۸۲ھ/ ۱۸؍نومبر ۱۹۶۲ء

ملک العلما مفتی محمد ظفر الدین بہاری....مولوی....عالم وفاضل....مصنف ومفتی....واعظ وہادی ....مناظر ومبلغ اور اسلام سنیت کے بہترین خطیب تھے....اعلیٰ حضرت نے ملک العلما....اور فاضلِ بہار کے القابات سے یاد کیا....اعلیٰ حضرت نے ملک العلما کو....عالم دین....باعمل داعی....تجربہ کار مدرس....کہنہ مشق مفتی....عطار درقم مصنف....شیریں مقال واعظ....لاجواب مناظر....علم توقیت میں یدِ طولیٰ رکھنے والا کہہ کر یاد فرمایا....پیرِ طریقت....عارفِ باللہ....شیخِ کامل....ولی کامل....کے القابات سے بھی علماء نے نوازا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی محفل میں ملک العلماء چودھویں کے چاند کی مانند تھے....اعلیٰ

حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی نظر میں ملک العلماء محبوب تھے....اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ملک العلماء کو درس گاہ میں دین و شریعت....فقہ و تفسیر کا سبق پڑھایا....اور خلافت کا تاج پہنا کر طریقت و معرفت کا جام بھی پلایا....اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ملک العلماء کو دین کا کام کرنے کے لئے مناظر و مبلغ بنایا....ملک العلماء نے دین متین کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا....ملک العلماء بہار میں طلوع ہوئے....بہار میں پلے بڑھے....بریلوی آفتابِ تاباں بنے....عشق میں پختہ ہوئے....امام احمد رضا کے میکدۂ عشق سے مے عشق پی کر نہ جانے کتنے کو عاشق بنایا....زندگی بھر دین اسلام و سنیت کی تبلیغ کرتے رہے....تقریر کے ذریعہ....قلم کے توسط سے....مناظرے کر کے....یوں کہئے کہ ملک العلماء مبلغ بھی تھے مدرس بھی....واعظ بھی تھے مناظر بھی....مصنف بھی تھے محقق بھی....مفکر بھی تھے مؤلف بھی....جدھر رخ کیا دھاروں کے رخ کو موڑ دیا۔

اس شیر رضا کا کہنا کیا ہے، شیرِ رضا....ملک العلماء....فاضلِ بہار نے تو اپنی طالب علمی کے ہی زمانے سے تبلیغ شروع کر دی تھی....ایک بات خیال میں رکھئے کہ آدمی جس کا کھاتا ہے....جس سے پاتا ہے....اس کا ادب کرتا ہے....اس کے سامنے وہ حق کا ترجمان نہیں بن سکتا ہے....اور وہ بھی استاد کے سامنے....جس کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرتا ہے....حق بات کہنے سے بھی احتراز کرتا ہے....لیکن ملک العلما نے اپنے استادوں کے سامنے بھی حق کہنے سے گریز نہیں کیا......مصلحت کو قریب نہیں آنے دیا......حق سنا دیا......حق کی تبلیغ کر دی.....واقعہ یہ ہے کہ مَلِکُ العلماء مفتی ظفر الدین بہاری نے کچھ دنوں تک مدرسہ اِشاعت العلوم ''خام سرائے'' بریلی میں تعلیم حاصل کی، یہاں سے ہی گاہے گاہے یعنی ہفتہ میں ایک یا دو بار اعلیٰ حضرت سے ملنے کے لئے چلے آتے تھے، اسی مدرسہ اشاعت العلوم سے چل کر شہر کہنہ مولوی احمد حسن صاحب بجنوری سے مشکوٰۃ پڑھنے جاتے تھے، آگے کا حال ملک العلماء ہی کی زبانی مولانا الحاج لعل محمد خان مدراسی علیہ الرحمہ کے قلم کی تحریر پڑھئے:

''ایک دن جب سبق پڑھا چکے تو کہنے لگے، مولوی ظفر الدین تمہیں کچھ معلوم ہے؟ میں نے بہت شوق سے پوچھا کیا؟ بولے! کہ تمہارے مولوی احمد رضا خاں نے سود کی حلت کا فتویٰ دیا ہے، میں تو اس گڑ ہٹ کو سن کر جل گیا اور کہا کہ اس فتویٰ پر مولوی رشید احمد صاحب کی بھی تو مہر ہے، مولوی صاحب نے کہا نہیں، میں نے کہا کہ آپ نے اعلیٰ حضرت کا فتویٰ دیکھا اور مولوی

رشید احمد صاحب کی تصدیق نہ دیکھی؟ بولے میں نے وہ فتویٰ دیکھا نہیں ہے، سنا ہے کہ انہوں نے ایسا فتویٰ دیا ہے، میں نے کہا کہ تو آج آپ نے یہ بھی سن لیا ہے کہ اس فتویٰ پر گنگوہی صاحب کی تصدیق ہے، اب جس سے بیان کیجئے تو یہ کہئے گا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے سود کی حلت کا فتویٰ دیا اور مولوی رشید احمد صاحب نے اس کی تصدیق کی ہے، اس پر مولوی صاحب خاموش ہو گئے، پھر ان سے پڑھنے کو نہ گیا (۴۱)

مولوی احمد حسن صاحب بجنوری خیالی، من مانی یا سنی سنائی تیر چلایا تو ملک العلماء نے اس تیر میں پُر لطف تیر کا اضافہ کر کے مولوی صاحب کو چونکا دیا، اس قسم کے کئی واقعات ہیں جو اعلیٰ حضرت سے منسوب کر کے باطل فرقوں نے اپنے فرقے کی تبلیغ کی اور کر رہے ہیں، ان میں سے کچھ باتوں کے تذکرے راقم نے اپنے مضمون ''امام احمد رضا خاں قادری سے بدگمان کرنے کی کہانیاں'' میں کیا ہے، ملک العلماء کا دوسرا واقعہ مولوی عبدالحق صاحب کا ہے یہ واقعہ بھی دلچسپ ہے ملاحظہ کیجئے:

''دوسرا واقعہ مولوی عبدالحق صاحب دبکا والے کا ہے کہ وہ مجھے بہت مانتے تھے اور میں بھی استاذ ہونے کی وجہ سے ان کی بہت عزت کرتا تھا، بریلی مدرسہ اشاعت العلوم سے ترکِ تعلق کے بعد بھی جب کبھی بریلی آتے تو مجھے مدرسہ اہلسنت سے بلوا بھیجتے اور اگر کسی اور شخص سے مجھے ان کے آنے کی خبر معلوم ہوتی تو میں خود آ کر ان سے ملاقات کرتا، ایک دن وہ بریلی آئے اور جعفر خان کے مکان پر ٹھہرے اور مجھے بلوا بھیجا، میں اس وقت اعلیٰ حضرت قبلہ کا رسالہ ''جزاء اللہ عدوہ باۂ ختم النبوۃ'' دیکھ رہا تھا، اس کو لئے ہوئے ان کے پاس پہنچا، مولوی صاحب اپنی قدیمی مہربانی سے بہت تپاک سے ملے، خیریت وغیرہ دریافت کرنے کے بعد پوچھا، یہ کون کتاب ہے؟ میں نے نام بتایا اور رسالہ ان کے حوالہ کیا، الٹ پلٹ کر چند جگہ سے دیکھا اور بہت ناخوش ہوئے اور کہا کہ یہ کیا مہمل کتاب دیکھتے ہو، اس میں میرے استاد مولوی محمد قاسم صاحب کو کافر بتایا ہے، میں نے کہا مولانا آپ کے استاد سے ان کو کیا رنج ہے، انہوں نے تو ان مولوی قاسم کی تکفیر کی ہے جنہوں نے ختم نبوت کا انکار کیا، خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ماننا عوام کا خیال بتایا ہے، مولوی صاحب نے کہا کہ وہی مولوی محمد قاسم صاحب تو میرے استاذ ہیں، جنہوں نے ایسا لکھا ہے، میں نے کہا تب تو وہ اپنے لکھنے کی وجہ سے کافر ہیں، مولانا احمد رضا خان صاحب نے انہیں کہاں کافر

بنایا، اس کے بعد سے پھر مولوی صاحب سے نہ کبھی ملنے کو گئے اور نہ انہوں نے کبھی مجھے بلوایا‘‘(۴۲)

یہ ہے ملک العلما محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ کی تبلیغ..... یہ نہیں دیکھا کہ میں مخاطب کس سے ہوں..... میرے روبرو کون ہے..... بلوایا ہے عزت دی ہے..... مصلحت کی باتیں کر کے نکل جاؤں..... نہیں! تب تو تبلیغ نہیں ہوگی..... تبلیغ کا مطلب ہے کوئی بھی ہو..... کہیں کا بھی ہو..... اپنا ہو یا بیگانہ..... اس کے کانوں تک حق بات پہنچانے کا نام تبلیغ ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ اور آپ کے تلامذہ، خلفاء اور مبلغین کا دور ایسا دور تھا کہ بکری چرانے والے سے لے کر گدھا چرانے والے تک..... ملزم سے لے کر مجرم تک..... سند والے بھی بے سند بھی..... سبھی دین متین اور اسلام وسنیت پر حملہ کر رہے تھے..... کوئی قلم سے حملہ کر رہا تھا کوئی زبان سے..... کوئی قرآن کو چیلنج کر رہا تھا کوئی احادیث رسول ﷺ کو..... روزانہ نئے خیالات پیدا ہو رہے تھے..... جس سے اچھے لوگ خراب و برباد ہو رہے تھے..... ایمان کا چراغ گل ہو رہا تھا..... ظلمت چھارہی تھی..... اندرونی و بیرونی دونوں طرف سے حملے ہو رہے تھے..... پنڈت دیانند سرسوتی، رام چندر دہلوی وغیرہ مسلمانوں کو کافر بنانے پر تلے ہوئے تھے..... بلکہ بنا رہے تھے..... طرح طرح کے اعتراضات کرتے تھے..... ان لوگوں کے سامنے جانے کی سب میں ہمت نہیں تھی..... صرف نام کے مبلغین سے یہ لوگ رام ہونے والے نہیں تھے..... ان کے اعتراضات بے حد خطرناک تھے..... صرف قرآن پاک پر ان کے سیکڑوں اعتراضات تھے۔

ایسی حالت میں مبلغ اسلام، ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین علیہ الرحمہ نے جگہ جگہ ان کے مناظرے کو قبول کر کے، ان کو لاجواب..... بے دم..... اور میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کیا..... یہ دیکھ کر تذبذب کے شکار..... دوراہے پر کھڑے، تذبذب میں ڈوبے..... کمزور اعتقاد کے مسلمان..... یقین محکم کی راہ پر آنے لگے..... دوراہے کو چھوڑ کر صراط مستقیم پر لگنے لگے..... کمزور اعتقاد کو یقین میں بدلنے لگے۔

جوالا پرشاد کی محفل میں تقریر و تبلیغ

کسی بات کا کہنا آسان ہے اور کرنا مشکل ہے، کہنے کو تو کوئی بھی کہہ دیتا ہے کہ ارے یہ کیا ہے، اس

کو کیا آتا ہے، یہ کس لائق ہے، یہ کہنا آسان ہے، مگر مقابلہ پر آیئے تب تو معلوم ہو کہ اس کو کیا آتا ہے اور وہ کس لائق ہے، تنقید آسان ہے، تعمیر بہت مشکل ہے، اور تعمیر ہی اصل چیز ہے۔ اگر آپ نے تعمیر نہیں کی تو آپ کی تنقید بے جا ہے، جس نے کبھی قلم پکڑا نہیں وہ بھی اپنی نجی محفلوں میں بڑے بڑے قلم کاروں پر تنقید کے تیر چلا دیتا ہے، یہ کوئی بات نہیں ہوئی، یہ حسد بھی ہو سکتا ہے اور جلن بھی، یا اپنے نفس کی تسکین کے لئے بھی کہ ہم کسی سے کم نہیں ہیں، اس سے نفس کی تسکین تو ہو جاتی ہے مگر کوئی کامیابی نہیں ہوتی ہے، کامیابی اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ تعمیر کر کے دکھایئے، اپنی محفل میں بولنا، تقریر کرنا، تبصرہ کرنا سب جانتے ہیں دوسروں کی محفل میں تقریر، تبلیغ، تبصرہ اور تنقید سب کے بس کی بات نہیں ہے، لیکن ملک العلماء مولانا ظفرالدین کی کہانی سنئے اور ہمت دیکھئے:

قیام بریلی کے زمانے میں ایک دن کوتوالی وتحصیل کے پاس والے گرجا پر آپ کا گزر ہوا، دیکھا کہ ایک بوڑھا سفید ریش آدمی لانبا کرتا گیروا رنگ کا پہنے ہوئے تقریر کر رہا ہے اور چاروں طرف مجمع لگا ہوا ہے، آپ بھی کھڑے ہو گئے، سنا تو اسلام کے خلاف بیان کر رہا ہے، لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے، معلوم ہوا کہ ان کا نام پنڈت جوالا پرشاد ہے، پہلے ہندو مذہب کے تھے اب عیسائی ہو گئے ہیں اور عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں، ہر اتوار کو اسی جگہ تقریر کرتے ہیں اور ہر شخص کو اجازت دیتے ہیں کہ جو شخص چاہے اپنے شکوک واعتراضات پیش کرے، یہ اس کا جواب دیتے ہیں، مولانا نے اس کے بعد تقریر کو غور سے سننا شروع کیا اور جو جو بات اسلام کے خلاف معلوم ہوئی اس کو ایک کاغذ پر نوٹ کر لیتے، جب پنڈت جوالا پرشاد تقریر ختم کر چکے اور اعلان کیا کہ جن صاحبوں کو کچھ اعتراض ہو بلا تامل سوال کر سکتے ہیں، جناب مولانا آگے بڑھے اور اعتراضات کرنا شروع کیا، اس کے بعد آپ نے اپنا معمول بنا رکھا کہ عیسائیوں کی اور ان کے رد کی کتابیں دیکھا کرتے اور ہر اتوار کو گرجا کے قریب جاتے اور جوالا پرشاد کی تقریر سن کر اس پر اعتراضات کرتے اور مذہب اسلام پر ان کے اعتراضات کا جواب دیتے" (۴۳)

تبلیغ کا معنی اور مطلب ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم اور احکام شریعت لوگوں تک پہنچا دینا، سنا دینا، روبرو کہہ دینا تو امام احمد رضا کے مبلغ ملک العلماء نے اپنے تو اپنے بیگانے کی محفل میں پہنچ کر اسلام کی تبلیغ کی، خدا کا حکم غیروں کی محفل میں غیروں تک پہنچایا، باطل کو حق کا راستہ بتایا، حق سنایا، حق کا راستہ

دکھایا، بندے کو جس بات کا حکم ہے وہ کیا اور خوب کیا، پابندی سے کیا، اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت دے، یہ بھی ہمت کی بات ہے کہ حق سنانے کے لئے باطل کی محفل میں پہنچے اسی کا نام تبلیغ ہے، آپ کی تبلیغ کا دوسرا واقعہ بھی دیکھئے کہ آپ نے دوسو وہابیوں کو بھری محفل میں کلمہ پڑھا کر اسلام میں داخل فرمایا:

ملک العلماء نے دوسو وہابی کو کلمہ پڑھا

بات ہے موضع پٹنہ ضلع بوگرا کی....وہاں سنیوں اور وہابیوں کا مناظرہ ہوا....سنیوں کی طرف سے مناظرہ کے لئے ملک العلماء مولانا ظفرالدین بلائے گئے....اور ملک العلماء پہنچ گئے....رونقِ اسٹیج ہو گئے....نعرۂ تکبر ورسالت بلند ہوئے....خوب ہوئے....مجمع بھی خوب تھا....سنی اور وہابی دونوں تھے ....لوگ مناظرہ سنئے اور دیکھنے کے لئے بے تاب و بے قرار تھے....اس تعلق سے راقم کا ایک طویل مضمون سہ ماہی ''افکار رضا''ممبئی شمارہ اکتوبر تا دسمبر ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا، اور'' جہانِ ملک العلماء'' میں بھی اشاعت پذیر ہو چکا ہے، یہاں پر مقصد کی بات ملاحظہ کیجئے:

''موضع پٹنہ ضلع بوگرا میں مناظرہ کے لئے دونوں جانب سے خوب تشہیر کی گئی تھی، سنیوں نے ملک العلماء کی آمد پر ان کا شاندار استقبال کیا، غرض کہ مناظرہ شروع ہو گیا، ابتداء چند تحریرات کی آمد ورفت بزبان عربی ہوئی، جس سے غیر مقلدین کا مقصود علمی موازنہ تھا، مناظرہ کا وقت ایک بجے سے پانچ تک کا تھا، ملک العلماء اسٹیج پر رونق افروز تھے اور غیر مقلدین کو بھرے مجمع میں چیلنج پر چیلنج کر رہے تھے، مگر افسوس کہ وقتِ مقررہ پر میدان میں شیرِ اہل سنت کو دیکھ کر کوئی بھی نہ آیا، حاضرین سے تمام جلسہ گاہ بھری ہوئی تھی، ہر ایک گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھتا اور پھر رہ جاتا تھا غیر مقلدین کے مناظرین نے سنّی شیر کو بلا تو لیا مگر سامنے آنے کا یارا نہ تھا، غیر مقلدین مناظر جلسہ میں نہ آیا اور سب نے راہِ فرار اختیار کی، اُن کے نہ آنے پر عوام بہت متاثر ہوئے اور یہ سمجھ گئے کہ سنیوں کی بات بالکل حق ہے اور یہی صراط مستقیم پر قائم ہیں، فوراً دوسو آدمیوں نے وہابیت اور غیر مقلدیت سے توبہ کی اور اسلام میں داخل ہو گئے''

سنیوں کے سپہ سالارِ اعظم امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ بریلی میں رہ کر قلم چلاتے رہے، کچھ لوگوں اسی طرف اپنی نگاہ کو مذکور کئے ہوئے ہیں، وہ میدان کی جانب دیکھنے کے لئے آنکھ نہیں اٹھاتے تو انہیں

کچھ نظر نہیں آتا ہے تو کہتے ہیں کہ امام احمد رضا نے تو کتابیں بہت لکھیں مگر مبلغ پیدا نہیں کئے، امام احمد رضا کے مبلغین ہر فن کے مالک تھے، مثال کے طور پر وہ لوگ مدرس بھی تھے، مقرر بھی، دانشور بھی تھے محرر بھی، قوم وملت کے خدمت گار بھی تھے، مبلغ بھی، اور ہر پلیٹ فارم سے تبلیغ کرتے تھے، آیئے ملک العلماء کی تبلیغ کا ایک اور نمونہ دیکھئے:

ملک العلماء نے جبریہ کو توبہ کرایا

''ملک العلماء کے رشتے میں ایک ماموں جبریہ فرقہ کے حامی تھے، حسنِ اتفاق سے دونوں ایک شخص کے گھر مدعو تھے، رمضان کا مہینہ تھا اور جاڑے کے دن تھے، صاحبِ خانہ نے دونوں کا بستر ایک ہی کمرے میں لگا دیا، دونوں آرام کرنے لگے، رات میں جبریہ عقیدہ رکھنے والے ماموں کو استنجا کی حاجت درپیش ہوئی جھٹ پٹ بستر سے اٹھ کر دروازے کی چٹخنی کھول کر استنجا کرنے چلے گئے، اسی اثنا میں حضرت ملک العلماء نے اندر سے دروازے کی چٹخنی بند کر دی، جب وہ استنجا سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو دروازہ بند دیکھ کر دروازہ پیٹنے لگے، جب دیر ہوگئی تو انہوں نے ملک العلماء کو مخاطب کر کے کہا! باہر ٹھنڈک شدید ہے جلدی سے دروازہ کھولئے، حضرت ملک العلماء نے سُنی ان سنی کر دی، جب بہت دیر ہوگئی تو ملک العلماء نے فرمایا لیٹا ہوا ہوں اور مجبور محض ہوں، کیسے اٹھ کر دروازہ کھولوں، ابھی اللہ تعالیٰ کا ارادہ نہیں ہوا ہے کہ میں دروازہ کھولوں، جب اللہ کی مشیت ہوگئی تو کھول دوں گا، بہت دیر تک جاڑے میں وہ ٹھٹھرتے رہے اور دروازہ پیٹتے رہے اور حیران پریشان ہو گئے تو بالآخر انہوں نے اقرار کیا اور کہا کہ سمجھ گیا انسان مجبور محض نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھی قدرت عطا فرمائی ہے، میں اب تک گمراہی میں مبتلا تھا، آج تمہاری اس حرکت سے مجھے ہدایت نصیب ہوئی، میں تمہارے سامنے اس بدعقیدگی سے توبہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمائے، اب آپ برائے کرم دروازہ کھول دیجئے، جب انہوں نے توبہ کر لی تو حضرت ملک العلماء نے دروازہ کھول دیا (۴۴)

ملک العلماء کی تبلیغ کا یہ طریقہ پُرلطف بھی ہے اور نرالا بھی، جبریہ کا عقیدہ کہ بندہ مجبور محض ہے، غلط ثابت فرمایا اور آن کی آن میں جبریہ کو سنی بنایا، آپ کی ادا ایسی، فعل ایسا کہ جبریہ کو سمجھ میں آ گیا کہ آدمی

مجبور محض نہیں ہے، گناہ و ثواب پر قادر ہے، جس طرح سے یہاں ملک العلماء دروازہ بند کرنے اور کھونے پر قادر ہے، اور ملک العلماء نے دروازہ بند کر کے اور کھول کر دکھایا کہ انسان مجبور محض ہوتا تو نہ دروازہ بند کر سکتا ہے نہ کھول سکتا ہے، ملک العلماء نے تبلیغ کی، اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی، اور شخص مذکور توبہ پر آمادہ ہوا اور رات کی تاریکی میں توبہ کر کے سنی بنایا، اسی طرح سے ملک العلماء کی تبلیغ کا ایک نمونہ اور دیکھئے:

ملک العلماء نے اتحاد الوجود والے کو کلمہ پڑھایا

''پٹنہ سے قریب کسی دیہات میں ایک شخص ''اتحاد الوجود'' کا قائل تھا، ہر چیز کو خدا سے تعبیر کرتا تھا، خواہ وہ انسان ہو یا کوئی دوسری مخلوق...... ملک العلماء کو جب اس بات کا پتا چلا تو آپ نے اپنے ایک دوست کو جو مجسٹریٹ بھی تھے، اپنا سارا پلان بتلایا، اور دن تاریخ طے کر کے اچانک دونوں اس کے یہاں حاضر ہو گئے، جب اس نے لوگوں کو دیکھا تو عادت کے مطابق بلا کسی جھجک کے کہنا شروع کیا۔

آیئے خدا.... بیٹھئے خدا.... کیسے آنا ہوا خدا.... غرضیکہ اس نے ہر ہر بات پر ان دونوں کو خدا کہہ کر مخاطب کیا یہ سننا تھا کہ مجسٹریٹ صاحب نے لان کے مطابق اس پر ڈنڈا برسانا شروع کر دیا، اتحاد الوجود کے قائل نے کہا کہ آپ کیا کر رہے ہیں، مجھے بلا قصور کیوں مار رہے ہیں، ملک العلما نے جواب دیا کہ آپ نے ابھی ان کو خدا کہہ کر مخاطب کیا تھا لہذا آپ کا خدا آپ کو مار رہا تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے، مجسٹریٹ صاحب نے کہا جب میں بقول تمہارے! خدا ہوں اور تم کو مار رہا ہوں تو تم کو اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں.... اگر مجھ سے گریز کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے، مجسٹریٹ صاحب کی اس بات سے وہ بہت زیادہ شرمندہ ہوا اور اپنی بدعقیدگی سے تائب ہوا'' (۴۵)

مذکورہ بالا واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ مبلغ میں حکمت و دانائی بھی ہونی چاہئے، مذکورہ شخص کو محض حکمت و دانائی سے رام کیا، نہ قیل و قال، نہ بحث نہ تکرار، نہ قرآن کی آیتیں، نہ احادیث کی عبارتیں، نہ یہ نہ وہ، صرف حکمت کو بروئے کار لا کر توبہ کرایا، اور یہ حکمت عملی ملک العلماء مولانا ظفر الدین علیہ الرحمہ نے

خود تیار کی تھی، خود جاتے اور ڈنڈے مارتے تو بوال ہوتا، جھگڑے وفساد ہوتے، ہوسکتا ہے کہ مقدمہ کی نوبت آجاتی اسی لئے مجسٹریٹ کو لے کر گئے اور تھوڑی دیر میں معاملہ نپٹ گیا۔

ملک العلماء کی آریہ کی سبھا میں تقریر

ملک العلماء قیام بریلی کے دوران جہاں عیسائی کی محفل میں جاکر پنڈت جولا پرشاد کی تقریر پر اعتراضات کرتے اور اسلام کا دفع کرکے پنڈت جی کو لاجواب کرتے، اسی طرح سے آریہ کی سبھا میں پہنچ کر بھی اس کے اعتراضات کا جواب دے کر اس کو خاموش کرتے تھے، ملک العلما کی تبلیغ اعلیٰ تبلیغ تھی، دفع کا مطلب ہے کہ عیسائی اور آریہ دھرم کی کتابوں اور ان کے قوانین کی بھرپور معلومات ہونی چاہئے، ملک العلماء اس سے لیس تھے، ان کو بلایا نہیں جاتا تھا بلکہ وہ خود پہنچ جاتے تھے، کس طرح سے پہنچتے اور دفع کرتے، اس تعلق سے مولانا سید عزیز حسین رضوی لکھتے ہیں:

”کتب خانہ والی گلی میں ایک مکان میں دیکھا کہ بڑا مجمع ہے اور ایک شخص تقریر کررہا ہے، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ آریہ سماج کی انجمن ہے اور آریہ مقرر اپنے مذہب کی حمایت میں تقریر کررہا ہے، آپ بھی کھڑے ہوگئے اور اس کی تقریر سننے لگے، اخیر میں اعلان کیا گیا کہ جن صاحبوں کو میری تقریر پر کچھ اعتراض ہو شوق سے دریافت کرسکتے ہیں، جناب مولانا آگے بڑھے اور جو کچھ اس وقت اُس تقریر پر اعتراضات خیال میں آئے کیا، پھر اس نے جواب دیا، اُس پر پھر شبہات وارد کئے، غرض اس زمانے میں یہی مشغلہ رہا کہ آپ عیسائیوں اور آریوں کے ردّ کی کتابیں دیکھتے اور ان کے جلسوں میں جاکر ان پر اعتراضات کرتے“ (۴۶)

امام احمد رضا قادری کی صحبت کا اثر تھا، علم سے لیس تھے، اس لئے باطل کی گفتگو پر حق کی آواز رکھنا چاہتے تھے، وقت ملتے ہی حق کی آواز ان تک پہنچادیتے، بھری محفل میں پہنچاتے تاکہ سننے والے سن لیں کہ حق کیا ہے، اسلام کا پیغام نرالا ہے، یہاں شاہ وگدا، امیر وغریب کی کوئی تمیز نہیں ہے، اسلام کا دروازہ ہر ایک کے لئے ہر وقت کھلا ہوا ہے، ہدایت کے لئے آمادہ ہوجاؤ، اسلام وقرآن ہر وقت ہدایت دینے کے لئے تیار ہے، شرط ہے اسلام سے رجوع کرنا، آریہ اعتراض پر اعتراض کررہے تھے، اس کا اعتراض بے جا تھا، ملک العلماء کی تبلیغ کا یہ باب بڑا منورہ ہے، جس کی گواہی تاریخ کے

اوراق دے رہے ہیں۔

ملک العلماء کا آریہ سے مناظرہ

پنڈت رام چندر دہلوی سے مناظرہ!

''جس زمانہ میں آپ کا قیام سہسرام تھا، بریلی سے طلبی کا تار آیا، آپ فوراً میل سے روانہ ہوگئے، وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ آریوں نے بہت سر اٹھا رکھا ہے، ان سے مناظرہ طے ہوا ہے اور یہ قرار پایا ہے کہ ایک دن بی بی جی کی مسجد میں وہ لوگ آئیں اور کچھ اعتراضات اہل اسلام پر جو ان کے خیال میں ہیں پیش کریں، دوسرے دن مسلمان لوگ ان کی انجمن میں جائیں اور ان کے مذہب پر اعتراضات کریں۔

چنانچہ اس وقت آریہ کے اعتراضات کا دن تھا اس کام کے لئے اصل میں مناظر جناب مولانا مولوی احمد علی صاحب میرٹھی قرار پائے تھے، مگر عجب اتفاق کہ وقت مناظرہ کا آ گیا، مگر مولانا ممدوح نہیں پہنچ سکے اور آریہ اصحاب اور شائقین مناظرہ جمع ہوگئے، اس وقت بالاتفاق قرار پایا کہ حضرت استاذنا العلام (ملک العلماء محمد ظفر الدین) مناظر ہوں اور آریہ کے اعتراضات کے جواب دیں، چنانچہ آریہ کی طرف سے ان کے مشہور مقرر و مناظر پنڈت رام چندر دہلوی کھڑے ہوئے اور کہا کہ مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ مذہب اسلام ہمیشہ کے لئے آیا ہے اور ان کے نبی خاتم النبین ہیں پھر کوئی دوسرا نہیں آئے گا نہ کوئی دین دوسرا ہوگا اور ایسا کوئی مذہب ہو سکتا ہے تو چاہئے تھا کہ ابتدا آفرینش سے ہی مذہب آتا پھر ایسا کیوں نہیں ہوا؟ (۴۷)

پنڈت رام چندر دہلوی کا سوال سب کے لئے آسان نہیں تھا نہ سب اس کے سوال کا جواب دے سکتا تھا، اسی لئے ملک العلماء کا انتخاب ہوا، رام چندر نے اپنا سوال آپ کے اور سامعین کے سامنے رکھ دیا اور ایسا نہیں ہے کہ ملک العلما نے فوراً جواب دینے کے لئے زبان کھول دی نہیں بلکہ مناظرے کے اصول میں عمدہ اصول کو پیش نظر رکھا، اس تعلق سے مولانا سید عزیز حسین رضوی لکھتے ہیں:

مناظرہ میں اصول دو طرح کے ہوتے ہیں بعض لوگ جب اعتراضات کرنے کھڑے ہوتے ہیں یا جواب دینے کو تو فریق کی تجہیل و تحمیق کرتے ہیں اور اس طرح حاضرین کے دل سے

اس کا اثر کم کرنے یا اس کی بات بے وقعت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بعضوں کی عادت فریق کی تعریف وتحسین کی ہوتی ہے، اس سے مجمع پر مناظرے کی بے تعصبی اور حق پسندی اور عدم نفسانیت کا اثر ہوتا ہے اور اس وجہ سے اس کی تقریر کو ناظرین باوقعت سمجھتے ہیں، جناب مولانا کی یہی عادت تھی وہ کبھی فریق کی تجہیل وتحمیق نہیں کرتے بلکہ اس کی تعریف کرتے تھے، اسی قاعدہ سے جناب مولانا کھڑے ہوئے اور فرمایا'' (۴۸)

اور ملک العلماء نے سامعین سے پنڈت رام چندر دہلوی کا تعارف بڑے ہی عمدہ انداز میں کیا جو اس طرح سے ہے:

صاحبو! پہلے آپ حضرات سے میں اپنے فاضل مقرر کا تعارف کرادوں، آپ کا نام پنڈت رام چندر ہے، دہلی کے رہنے والے ہیں، ان میں خاص خوبی ہے کہ قرآن شریف بہت صحیح پڑھتے ہیں، آریوں میں آپ بہت بڑے مقرر ومناظر مانے جاتے ہیں اور اس کو آپ مختصر لفظوں میں یوں سمجھ سکتے ہیں کہ بریلی شریف کوئی معمولی دیہات یا قصبہ یا ادنیٰ درجے کا ضلع نہیں بلکہ کمشنری ہے مگر آپ دہلی سے بلوائے گئے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کمشنری بھر میں کوئی آپ جیسا مقرر اور مناظر نہیں ہے ورنہ آپ کو دہلی سے زحمت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی، شاید آپ جوابی تقریر میں میرے متعلق بھی یہی رائے قائم کریں، اس لئے میں اپنے متعلق یہ عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اسی شہر کا تعلیم یافتہ ہوں اس لئے جلسے میں شرکت کے لئے جناب مہتمم صاحب مدظلہ نے مجھ کو حکم دیا ہے۔

بہرکیف جب آپ حضرات کو پنڈت صاحب کی صلاحیت وقابلیت معلوم ہوچکی تو آپ کو یقین کرلینا چاہئے کہ ان کا سوال بھی کوئی معمولی سوال نہ ہوگا جو تمام لوگوں کو آسانی سے سمجھ میں آجائے، ہاں اگر کوئی واضح مثال پیش کی جائے تو بیشک اچھی طرح خیال میں آسکتا ہے اس لئے پنڈت صاحب کے کئے ہوئے سوال کو دوسرے لفظوں میں عام فہم کرکے دہراتا ہوں

آپ پوچھتے ہیں کہ جب روٹی گوشت اس علاقے کے لوگوں کی ایسی غذا ہے کہ چار برس کی عمر سے جوانی اور اس وقت سے بڑھاپے تک کام میں آتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے ایک روٹی اور ایک بوٹی کیوں نہیں کھلا دیتے، حضرات اگر کوئی شخص آپ سے یہ سوا

ل کرے تو یقین ہے کہ آپ یہی جواب دیں گے کہ اس وقت شیر خوار بچے کے قوائے جسمانی
اس قابل نہیں ہوتے کہ اس غذا کی ہضم کرنے کی صلاحیت رکھے اس لئے پہلے دودھ پھر سا گودا
نہ تب فیرنی وغیرہ ہلکی غذا دے کر اس کی پرورش کرتے ہیں، جب اتنی قوت بچہ میں آجاتی ہے
کہ اچھی غذا سے فائدہ اٹھا سکے تو پھر یہ غذا دی جاتی ہے، اب یقیناً آپ لوگوں کو پنڈت صا
حب کے سوال کا جواب بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ چونکہ ابتدائے آفرینش میں انسانوں کے قوا
ئے روحانی اس قابل نہیں تھے کہ اس پر ایسی کامل کتاب اتاری جاسکے اس لئے پہلے صحیفے نازل
ہوتے تھے اور صحیفوں کے ذریعہ ان کی قوائے روحانی کو نشو نما دیا گیا، پھر کچھ صلاحیت آگئی تو
اس سے بڑی کتابیں توریت، انجیل، زبور دی گئی جب قویٰ کی تکمیل بدرجہ کمال ہوگئی تو اسے مکمل
اکمل کتاب قران شریف دیا'' (۴۹)

پنڈت رام چندر دہلوی کا سوال عقلی تھا، اس لئے ملک العلما نے بھی اس کا عقلی جواب عمدہ پیرائے
میں مع مثال کے دیا، یہ ایسا جواب ہے کہ خاص وعام سب کی سمجھ میں آجاتا ہے لیکن چونکہ پنڈت رام
چندر دہلوی قرآن مجید پڑھتا اور سمجھتا تھا، یہ الگ بات ہے کہ اسلام دشمنی میں غلط ترجمے کرتا تھا، اس کے
اس علمی لیاقت کی بنیاد پر ملک العلما نے قران مجید کی ذیل کی آیت پڑھی:

''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیھکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام
دینا ۔اسی مضمون کو حضرت الاستاذ نے نہایت ہی شرح وبسط سے بیان فرمایا جس سے حاضرین
بے ساختہ سبحن اللہ کہہ اٹھے، اس پر آریہ سماج کے حضرات جو مسجد کے باہر بیٹھے تھے بہت
خفا ہوئے اور بولے کہ واہ صاحب یہ سبحن اللہ کیسی، جناب پنڈت صا
حب نے جب اعتراض کیا تھا تو ہم لوگوں نے کب نعرۂ مسرت اور شاباشی بلند کیا تھا جواب آپ
لوگ نعرۂ تحسین وآفرین بلند کر رہے ہیں، حضرت مولانا نے فرمایا آپ لوگ ناراض نہ ہو، آج
آپ سائل ہو کر آئے ہیں، سوال کرنے پر اگرچہ سوال کتنا ہی پیچیدہ اور مشکل ہو، سوال کرنے
والے کی تعریف کرنا بے معنی امر ہے، آپ خود غور کریں ایک شخص آئے اور کہے کہ لوگو آپ سے
پانچ لاکھ روپیہ کا سوال ہے تو آپ اس کی تعریف کریں گے کہ واہ واہ خوب مانگا، کتنا اچھا سوال کیا
؟ برخلاف اس کے کہ سائل کے جواب میں کوئی شخص کہے کہ لو یہ پانچ لاکھ حاضر ہیں تو جملہ حاضر

ین کی زبان سے بے ساختہ صدائے واہ واہ نکلنے گی، اس پر وہ لوگ خاموش ہو گئے اور تقریر کا سلسلہ فریقین میں جاری رہا، چونکہ روداد مناظرہ نہیں لکھ رہا ہوں اس لئے ان سب باتوں کو قلم انداز کر رہا ہوں (۵۰)

آریوں کا بے جا سبحان اللہ کی داد مانگنے پر ملک العلما نے جس مثال سے ان لوگوں کو سمجھایا یہ ان ہی کا حق تھا اور بجا تھا جس سے وہ لوگ بھی لا جواب ہو گئے، بہر حال ملک العلما، امام احمد رضا کے ایسے مبلغ تھے کہ احمد رضا بھی ان پر نازاں تھے، آپ کے حق میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے فرمایا:

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے　　　اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں

پھر بھی کچھ لوگوں کو گلہ ہے کہ امام احمد رضا نے مبلغ پیدا نہیں کئے، لیکن تاریخ کے صفحات یہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگوں کا کہنا کچھ نہیں ہے، ان کچھ کو حقیقت کا آئینہ دکھا کر کچھ میں رکھ دو، اسی میں بھلائی ہے۔

مبلغ اسلام مولانا عبد العلیم صدیقی تاریخ کے جھروکے سے

ولادت ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ مطابق ۳۰ اپریل ۱۸۹۲ء

وفات مدینہ منورہ میں ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۹۵۴ء

کلمہ توحید کا مستانہ... رسول کائنات کا پروانہ..... اسلام کا ہیرا.... احمد رضا کا دیوانہ.... سیاح ایشاء و یورپ.... کفر کی دیواریں گرانے والا.... اسلام کی عمارت تعمیر کرنے والا.... باطل کو اڑا کر حق کو بیٹھانے والا.... دین و دنیا کی تعلیم سے لیس.... مبلغ اعظم.... مبلغ اسلام حضرت علامہ و مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی آپ کی روح کو سلام.... آپ کی استقامت کو سلام.... آپ کی داعیانہ زندگی کو سلام.... آپ کے خلوص اور آپ کی للہیت کو سلام.... اسلام سے آپ کی عقیدت و محبت کو سلام۔

☆ مبلغ اسلام نے ۹ سال کی عمر میں میرٹھ کی مرکزی جامع مسجد میں ڈیڑھ گھنٹے تقریر کی۔

☆ مبلغ اسلام ۱۹۱۵ء میں برما میں ''مسلم ایجوکیشن کانفرنس'' کی صدارت کی۔

☆ مبلغ اسلام نے ۱۹۱۷ء سے ۱۹۱۹ء تک ممبئی میں تاجر کی حیثیت سے رہے۔

☆ مبلغ اسلام نے ۱۹۱۹ء میں حج کے لئے تشریف لے گئے۔

☆ مبلغ اسلام نے مدینۃ الرسول میں میں لوگوں کا مفت علاج کرتے تھے جس کی بنا پر وہاں کے لوگ

آپ کو ''طبیب ہندی'' کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

☆ مبلغ اسلام کو حج کے موقع پر شاہ شریف حسین مکہ نے ''ڈائریکٹر آف ایجوکیشن'' کے منصب کی پیش کش کی لیکن آپ نے وسیع تر مشن کی خاطر انکار کر دیا۔

☆ مبلغ اسلام نے سعودی کے اسکولوں میں سائنس، حساب، تاریخ جغرافیہ جیسے اہم مضامیں شامل نصاب کرانے کی بڑی جد جہد کی۔

☆ مبلغ اسلام نے ۱۹۱۹ء میں کعبہ شریف میں طالب علموں کو جلالین شریف، مشکوۃ شریف اور علامہ محی الدین ابن عربی کی مشہور و معروف کتاب ''فصوص الحکم'' کا درس دیا۔

☆ مبلغ اسلام نے ۱۹۲۰ء میں ''پونا'' میں جامعہ ملّیہ کی بنیاد رکھی اور ۱۹۲۰ء سے ۱۹۲۴ء تک اس کے پرنسپل رہے۔

☆ مبلغ اسلام کو قائداعظم نے پاکستانی تعلیمی اداروں کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی تھی، آپ اس کے رکن تھے۔

☆ مبلغ اسلام کے ہاتھوں پر ۱۹۲۳ء میں سیلون کے وزیر ''ریوٹڈ گنک بری'' کلمہ پڑھ کر مسلمان بنے۔

☆ مبلغ اسلام کے ہاتھوں پر ۱۹۲۸ء میں ماریشس کے گورنر مسٹر ''مروات'' نے اسلام قبول کیا۔

☆ مبلغ اسلام کے ہاتھوں پر ۱۹۳۱ء میں سنگاپور کی عظیم شخصیت ''مسٹر سچندر رناتھ دت'' نے اسلام قبول کیا۔

☆ مبلغ اسلام نے ۱۹۳۵ء میں مشہور ڈرامہ نگار ''برناڈ شا'' سے عباسیہ (ساوتھ افریقہ) میں تاریخی مناظرہ کیا۔

آپ کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ نے کہا۔

عبدِ علیم کے علم کو سن کر جہل کی بہل بھگاتے یہ ہیں

علم پختہ، عمل پختہ، اسلام کی تبلیغ کے لئے دیوانہ، جب تبلیغ کے لئے نکلے تو نہ ملک دیکھا نہ بیرون ملک، ہر جگہ پہنچ گئے.....ملک کے گوشے گوشے میں تو دورہ کیا ہی....چالیس سال تک دنیا کے دور دراز اور دشوار گزار......ترقی یافتہ جیسے امریکہ، انگلستان، جاپان، چین وغیرہ اور غیر ترقی یافتہ جنوبی افریقہ، کینیا اور مدغاسکر وغیرہ ملکوں میں اسلام کی تبلیغ میں بڑی جانفشانی سے کام کیا۔

مبلغ اسلام کا پچاس ملکوں کا دورہ

مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی نے سولہ سال کی عمر میں ''مدرسہ عربیہ قومیہ'' سے درسِ نظامی کی سند حاصل کی، پھر علوم جدیدہ کی جانب مائل ہوئے، اٹاوہ ہائی اسکول سے میٹرک اور ڈویژنل کالج میرٹھ سے بی۔اے کی ڈگری حاصل کی، اس کے بعد پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ لیا، اردو۔عربی۔فارسی۔انگلش۔ ہندی پر تو پہلے سے عبور حاصل تھا، یونیورسٹی میں پہنچ کر جرمن۔جاپانی۔انڈونیشن۔سہیلی۔زبان سیکھا، پھر برونِ ممالک کے دورے پر چند زبان کو بھی سیکھ لیا، اس طرح آپ کو پندرہ زبان پر عبور حاصل ہوگیا، آپ ان زبانوں کو روانی سے بولتے تھے.... اسی بنا پر برونِ ممالک میں خوب اسلام کی تبلیغ کی، بہت سارے ملکوں کا آپ نے دورہ کیا، ان میں ذیل کے ملکوں کا خصوصی طور پر ذکر ملتا ہے:

(۱) افریقہ (۲) امریکہ (۳) اٹلی (۴) یونائیٹڈ کنگڈم (۵) انڈونیشیا (۶) انگستان (۷) جرمنی (۸) سنگاپور (ملایا) (۹) جاپان (۱۰) چین (۱۱) کینیڈا (۱۲) فرانس (۱۳) ٹرینی ڈاڈ (۱۴) فلپائن (۱۵) برما (۱۶) ملائشیا (۱۷) تھائی لینڈ (۱۸) ویت نام (۱۹) چائنا (۲۰) سیلون (۲۱) ماریشس (۲۲) مدغاسکر (۲۳) جنوبی افریقہ (۲۴) پُرتگال (۲۵) مشرقی افریقہ (۲۶) کینیا (ممباسا) (۲۷) تنزانیہ (۲۸) یوگانڈا (۲۹) بلجیم (۳۰) کانگو (۳۱) حجاز (۳۲) مصر (۳۳) شام (۳۴) فلسطین (۳۵) عراق (۳۶) برطانیہ (۳۷) جزائرغرب الہند (۳۸) گیانہ (۳۹) ویسٹ انڈیز (۴۰) ہالینڈ (۴۱) ساؤتھ امریکہ (۴۲) جوڈن (۴۳) ریونیئن (۴۴) کناڈا (۴۵) لبنان (۴۶) کینگو (۴۷) ایجپٹ (۴۸) سیبیا (۴۹) ماریطانیہ (۵۰) سائبیریا کے علاوہ دیگر ملکوں کے بھی دورے کیے، ان میں سے کچھ ملکوں میں آپ کی تبلیغ کی کچھ باتیں یہاں پر درج کی جائیں گی، ان ممالک کے سفر میں آپ نے بہت سارے دردناک جائل رکاوٹوں اور فتنوں کو برداشت کیا لیکن قابل ستائش صبر کے ساتھ اپنے سفر کو جاری رکھا، کافی تکلیفیں اٹھانے کے باوجود اسلام کے صاف ستھرے کردار کو عام کرنے کا جو عزم صمیم کیا تھا اس میں پوری طرح سے کامیابی حاصل کی، انسانیت کے احیا اور ان کے دل میں حق کی روح پھونکنے کے لئے اپنے مشن کو جاری رکھا، آپ نے اپنی تقریر اور اپنی روحانیت سے ہزاروں افراد کے دلوں کو بدل دیا، آپ اسلام کا پیغام پہنچانے والے مبلغ اور روحانی پیشوا تھے، لوگ اپنے درمیان میں آپ کو مٹھاس کی طرح محسوس کرتے تھے، آپ لوگوں کے ساتھ دوستانہ برتاؤ اور مشفقانہ رویہ سے پیش آتے تھے، اپنے اخلاص سے

لوگوں کو اپنی طرف ملتفت کرتے تھے، آپ کی روحانی اور مقناطیسی شخصیت سے ہزاروں مذہبی وسماجی زندگی میں نئی تحریک پیدا ہوئی، آپ کی ذات پر لوگوں کو مکمل اعتماد تھا، بہت سارے سیاسی رہنماؤں اور کاروباری ادارے بھی آپ سے رہنمائی حاصل کرتے تھے، آپ اسلام کے زبردست سفیر تھے، کہا جاتا ہے کہ آپ اسلام کی اشاعت کے لئے دنیا کے چاروں کونوں پر پہنچے اور بڑے پیمانے پر سفر کیا اور اسلام کی تبلیغ کی، اسی بنا پر آپ ''مبلغ اسلام'' کے نام سے آپ مشہور ہیں۔

مبلغ اسلام ساوتھ افریقہ میں

ساوتھ افریقہ کے ''ڈربن'' شہر میں مبلغ اسلام مولانا احمد مختار صدیقی، مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی اور آپ دونوں کے بھائی مولانا شاہ بشیر احمد صدیقی نے ڈربن میں اسلام کی خوب تبلیغ کیں، ڈربن میں ان مبلغینِ اسلام نے اسلامی بیداری کی لہر پیدا کردی، آپ حضرات کے تعلق سے شیراز مقصود قادری لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا احمد مختار صدیقی اور حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی نے اس علاقہ میں اپنی اچھی یادیں قائم کیں اور حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی کے داماد ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری بھی کچھ حلقوں میں بہت یاد کیے جاتے ہیں، یہ تینوں حضرات اہل علم ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف زبانو ں پر بھی عبور رکھتے تھے'' (۵۱)

امام احمد رضا خاں قادری پر اعتراض کرنے والے اگر یہ کہتے کہ آج بھی لوگ ڈربن جاتے ہیں لیکن ان میں مبلغ اسلام کی جیسی باتیں نہیں، ان کے جیسا کردار نہیں، ان کی طرح محنت نہیں، ان کے جیسی اسپرٹ نہیں، اور یہ کہا جاتا کہ مبلغ اسلام درخت لگا گئے اب لوگ اس کا پھل کھا رہے ہیں تو بات کسی حد تک قابل قبول ہوتی لیکن یہ کہنا کہ امام احمد رضا نے کتابیں تو بہت لکھیں مگر مبلغ پیدا نہیں کئے، یہ بغیر سر پیر کی باتیں ہیں۔

مبلغ اسلام نے ڈربن کے علاوہ افریقہ کے ''ممباسا'' شہر میں بھی تشریف لے گئے، یہ سفر آپ کا ۱۹۳۵ء میں ہوا، آپ جہاں بھی تشریف لے گئے لوگوں نے آپ کا پُر زور استقبال کیا اور آپ نے بے شمار لوگوں کو کلمہ پڑھانے کے ساتھ تعمیری و تصنیفی کام بھی خوب کیا، مبلغ اسلام کے افریقہ کے دورہ کے متعلق مولانا اختر حسین قادری رقم طراز ہیں:

مبلغ اسلام غالبا! ۱۹۳۵ء میں ڈربن تشریف لے گئے اور اپنی جادو بیانی مترنم ونغمہ بار آواز اور پُر کشش شخصیت سے ہزاروں کو اپنا دیوانہ بنا ڈالا پھر تو پورے ملک میں اسلامی لہر بیداری کی عظیم لہر پیدا ہوگئی، بے شمار لوگوں نے اسلام کے دامنِ رحمت میں سکون وچین کا سانس لیا، مبلغ اسلام نے وہاں ایک ادارہ قائم فرمایا، جہاں سے آج بھی انگریزی میں رسالہ ''دی مسلم ڈائجسٹ'' شائع ہوتا ہے، چنانچہ مولانا ارشاد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''ڈربن میں انٹرنیشنل اسلامک سروس سینٹر قائم کیا جو وہاں مشہور ماہنامہ انگریزی رسالہ ''دی مسلم ڈائجسٹ'' اور اسلام مکی پبلشر کیشنز کے زیر اہتمام شائع کرتا ہے'' (۵۲)

مبلغِ اسلام نے افریقہ میں بڑے بڑے دانشوروں کو اسلام کی حقیقت بتا کر مبہوت کر دیا جو یہ کہتے تھے کہ اسلام تلوار کی طاقت سے پھیلا ہے، جیسے جارج برناڈ شا اس بات کی پُر زور تائید کرتے تھے کہ اسلام تلوار کی زور سے پھیلا ہے، آپ نے جارج برناڈ شا کو سمجھایا، اسلام کی حقیقت سے آشنا کیا، آپ دونوں میں مکالمہ ہوا، اس کے لئے مبلغِ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کی کتاب ''مکالمہ جارج برناڈ شا'' دیکھی جاسکتی ہے کہ آپ نے کس طرح سے اسے لاجواب کیا، آپ کی گفتگو سن کر جارج برناڈ شا کو کہنا پڑا کہ ''آپ کی گفتگو اتنی دلچسپ اور معلوماتی ہے کہ میں سالوں تک آپ کے ساتھ رہنا پسند کروں گا، اس میں شک نہیں کہ آپ بڑے شاندار اور بہترین انداز میں اسلامی تعلیمات پیش کرتے ہیں'' جارج برناڈ شا ایمان تو نہیں لائے لیکن اسلام کی حقانیت کو قبول کیا، یہ بڑی بات ہے۔

مبلغِ اسلام سنگاپور میں

مبلغِ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی اسلام کا خوبصورت وحسین پیغام لے کر ۱۹۳۰ء میں پہلی بار'' سنگاپور'' پہنچے آپ نے وہاں اسلام کی تبلیغ کی، اس کے لئے آپ نے وہاں کافی محنت کی، متعدد لیکچر دے کر لوگوں کو اسلام کی جانب متوجہ کیا ''بین المذاہب'' کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں ہندو، مسلمان، یہودی، عیسائی، سکھ اور بدھ مذہب کے رہنماؤں کو دعوت دی، اس کانفرنس میں تمام مذاہب کے پیشوا اور رہنماؤں نے شرکت کی، آپ نے لادینت کے خلاف مشترکہ طور پر'' انٹر ریلجیس آرگنائزیشن'' بنایا، اس کانفرنس میں متفقہ طور پر آپ کو (HisExated

Eminance کا خطاب دیا گیا۔

دوسرا دورہ آپ کا ۷/ اپریل ۱۹۳۱ء میں ہوا، اس سفر کا حال ہفت روزہ الفقیہ امرتسر کے حوالہ سے مولانا اختر حسین قادری لکھتے ہیں:

''۷/ اپریل ۱۹۳۱ء کی صبح کو جہاز ٹیریا کے ذریعہ مبلغ اسلام سنگاپور میں قدم رنجہ فرمایا، آپ کے قدوم میمنت لزوم سے شہریوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، آپ کی پُر اثر تقریر سے سنگاپور میں بے شمار لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے ان میں ایک عظیم شخصیت مسٹر سچند رناتھ دت کی ہے آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے کا واقعہ ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ۲۸/ مئی ۱۹۳۱ء صفحہ ۱۰/ پر یوں مذکور ہے:

دن بھر مسلم وغیر مسلم ملاقات کے لئے آتے رہے، اور مولانا کے مدلل طرزِ کلام سے اپنے شبہات میں تسلی پاتے رہے، اسی سلسلے میں مسٹر سچند رناتھ دت ایم، اے۔ ایل ایل بی۔ بیرسٹر ایٹ لا جو سنگاپور کے نہایت مشہور بیرسٹروں میں سے ہیں، مولانا موصوف سے ملے،.... چند ملاقاتوں میں دینی گفتگو اور چند تقریروں کی شرکت نے ان کو اس درجہ متاثر کیا کہ ۳/ مئی ۱۹۳۱ء کی شنبہ کی سہ پہر ساڑھے چار بجے مدرسہ الجنید کے صحن میں ہزاروں مسلمین اور غیر مسلمین کے مجمع کے سامنے بطیّب خاطر مولانا موصوف کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے، اسلامی نام ''سراج النور دت'' رکھا گیا'' (۵۳)

ایک بیرسٹر کا ایمان لانا کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا، اس غیر معمولی واقعہ سے لوگوں پر اچھا اثر پڑا، پھر تو دوسرے غیر مسلم بھی اسلام کی جانب مائل ہونے لگے، آپ نے ''بین المذاہب تنظیم'' کی بنا جو رکھی وہ آپ کی حکمت عملی تھی کہ تمام مذاہب کے لوگ ایک جگہ اکٹھا ہوں گے تو ہم کو اپنی بات ان لوگوں تک پہنچانے میں آسانی ہوگی، وہاں کے لوگ عام برائیوں سے نجات پانے اور اخلاقی وصول کی بحالی کے لئے فکر مند تھے، صالح معاشرہ کے لئے وہ لوگ ایسی تنظیم کے قیام پر بہت خوش ہوئے، مذہبی رہنما اس رواداری اور ہمدردی سے مسرور ہوئے، مل جل کر برائیوں سے لڑنے اور اخلاقی ضابطہ کو بحال کرنے کے لئے اپنی تنظیم میں تمام مذہب کے لوگوں کو شامل کیا۔

مبلغ اسلام نے سنگاپور (ملایا) ۱۹۵۴ء میں وہاں زمین کا انتخاب کر کے اور چندہ وصول کر کے مسجد تعمیر کروائی، معاشرے کی تعمیر و ترقی کے لئے بھی کام کیا جو تاریخ کے صفحات پر سنہرے حرفوں سے

لکھا ہوا ہے اور مستقبل میں بھی لکھا جائے گا، آپ نے وہاں ہر بنیادی اور ضروری کاموں کی جانب دھیان دیا، آپ کے کام سے وہاں کے لوگ بہت خوش تھے۔

مبلغ اسلام کا کینیڈا کا دورہ

مبلغِ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی کے سر پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کا ہاتھ اور آپ کے ساتھ ان کی دعائیں تھیں کہ جہاں گئے جدھر گئے کامیابی نے بڑھ کر قدم چوما، آپ نے ۱۹۳۹ء میں کینیڈا کا سفر فرمایا اور شہر ''ایڈمونٹن'' میں تصوف کے ازم کو پیش کیا، حقیقت یہ ہے کہ تصوف کی حلاوت سے جو ایک بار آشنا ہو جاتا، جو تصوف کی لذت چکھ لیتا، جو تصوف کی خوبیوں کو جان جاتا ہے تو وہ تصوف کو نہیں چھوڑتا ہے، تصوف کے ذریعہ سے باطن کی صفائی ہوتی ہے اور جب باطن کی صفائی ہو جاتی ہے تو بندہ ایک نئی دنیا کی سیر میں مشغول ہو جاتا ہے، مبلغ اسلام نے جب ان کی پیاسی روح کو سیراب کرنا شروع کیا تو مسلم اور غیر مسلم جھنڈ کے جھنڈ ان کے قریب آنے لگے اور لوگوں میں تبدیلی رونما ہونے لگی۔ مسلمان تصوف میں دلچسپی لینے لگے، غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان بننے لگے، ۱۹۳۹ء میں وہاں زیادہ تر آپ کی تصوف پر ہی تقریر ہوئی، وہاں تصوف کو عام کرنے کی غرض سے ''کتابِ تصوف'' تحریر فرمایا، آپ کی تقریر نے سامعین کو اپنے سحر میں گرفتار کیا اور ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان بنے، آپ نے اپنے مشن کو اور مضبوط کرنے کے لئے وہاں مسجد کی بنا ڈالی، ایڈمون ٹون۔ میں پہلی مسجد آپ نے بنوائی، اب وہاں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونے لگیں، آپ نے ایڈمون ٹون کے علاوہ ''ٹورنٹو'' میں بھی تبلیغ کے لئے قدم جمایا وہاں بھی کامیاب رہے، کینیڈا کے جس جس شہر میں گئے، صوفی روایات کی بنا ڈالی، اور بہت سارے لوگوں کو تصوف کی راہ پر لگایا، اسلام کو سمجھنے کے لئے غیر مسلموں کے دلوں کی گہرائی میں تصوف کو اُتارا تو لوگ ایمان لانے لگے، آپ کی تبلیغ کا باب بہت ہی روشن اور منور ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام کی تبلیغ کے لئے خاص کر دیا تھا۔

مبلغ اسلام اور ماریشس کی تفصیل

علامہ کوکب نورانی ۱۴۲۶ھ ماریشس کے سفرنامہ میں ماریشس کے جغرافیہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''ماریشس افریقا کے جنوب میں ایک جزیرہ نما ابھرا ملک ہے، ماریشس کا یہ جزیرہ بنیادی

طور پر آتش فشاں تھا، اس کا ذکر دسویں صدی عیسوی میں عربوں کے ہاں ملتا ہے، 1505ء میں اسے پُرتگالیوں نے متعارف کروایا، 1598ء سے 1712ء تک یہ ڈچ لوگوں کے زیرِ اثر رہا، 1715ء سے 1810ء تک اس پر فرانس کا قبضہ رہا، 1814ء میں یہ برٹش کالونی ہو گیا اور 12 مارچ 1968ء کو یہ آزاد ری پبلک بنا، آزادی کے لیڈر کا نام ''سیووساگر رام غلام'' ہے، آبادی تقریباً بارہ لاکھ افراد بتائی جاتی ہے، 65 کلومیٹر لمبے اور 45 کلومیٹر چوڑے اس ملک میں 9 اضلاع ہیں، خواندگی کا تناسب 83 فی صد ہے، دو تہائی آبادی ہندو دھرم والوں کی ہے، مسلمانوں کی تعداد دو لاکھ سے متجاوز ہے، ایک تہائی آبادی میں مسلمانوں کے علاوہ عیسائی اور چینی شامل ہیں، سرکاری مذہب ہندو دھرم ہے، موجودہ وزیر اعظم عیسائی ہیں، اور نائب صدر مسلمان ہیں، ان کا نام عبدالرؤف ہے ان دنوں وہ پاکستان آئے ہوئے تھے، اس ملک میں 125 مساجد بتائیں گئیں ان میں سے 80 مساجد اہل سنت و جماعت کی ہیں، ملکی اسمبلی (پارلیمینٹ) 62 افراد پر مشتمل ہے ان میں سات افراد مسلمان ہیں'' (۵۴)

مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی نے ۱۹۲۸ء سے ۱۹۴۳ء کے دوران ماریشس کا چار دورہ کیا، اس تعلق سے کوکب نورانی تحریر کرتے ہیں:

''علمائے اہل سنت میں سب سے پہلے وہاں عالمی مبلغ حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے، ان دنوں بحری راستے ہی سے ''ماری شس'' کا سفر ہوتا تھا، حضرت نے وہاں مسلسل چھ ماہ اور چار ماہ بھی قیام کیا، کئی گھروں میں ان کی تصاویر اب تک لوگوں نے آویزاں کی ہوئی ہیں، مسلکِ حق کی اس خطے میں تبلیغ و اشاعت کے حوالے سے پہلا نمایاں کام حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی ہی نے کیا، وہ چار مرتبہ ماریشس گئے، حضرت نے وہاں تعلیمی درس گاہ قائم کی، علیمیہ کالج اور دارالعلوم علیمیہ ان کی یادگار ہیں، مولانا شاہ احمد نورانی بھی ہر سال وہاں جاتے رہتے ہیں، ان کے مریدین کی تعداد وہاں خاصی ہے'' (۵۵)

مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی سب سے پہلی بار دسمبر ۱۹۲۸ء میں ماریشس گئے، شہر ''پورٹ لوئیز ہاربر'' میں پہنچے، وہاں کے ہزاروں مسلمان آپ کے استقبال کے لئے کھڑے تھے، آپ نے اسی شہر سے تبلیغ کا کام شروع کیا، لوگ آپ کی تقریر سن کر آپ پر فریفتہ ہو گئے، احیائے اسلام کی غرض سے آپ نے

اسی سفر میں ماریشس میں ''حزب اللہ'' (اللہ والوں کی جماعت) کی بنیاد رکھی، وہاں کے لوگوں کے اصرار پر دوسری دفعہ ۲۶ر ستمبر ۱۹۳۱ء میں تشریف لے گئے، تیسرا سفر ۳۰ر مارچ ۱۹۳۹ء کو کیا، آپ کی وہاں کی تقریر وہاں کے ریڈیو پر نشر ہوئی، چوتھا سفر ۶ر مئی ۱۹۴۹ء کو ہوا، جب پہنچے تو وہاں کی مسجد میں بڑی تعداد میں مسلمان آپ کے استقبال کے لئے تیار بیٹھے تھے، وہاں آپ کی پہلی تقریر ۹ر مئی کو علاقہ ''سنیما موڈرن'' میں ۱۰ر بجکر ۳۰ر منٹ پر شروع ہوئی، پھر ۱۴ر مئی کو آپ کی تقریر ہوئی، ۱۵ر مئی کو ۱۰ر بجکر ۳۰ر منٹ پر ۳۱ر روئی ڈیویڈ پورٹ لوئز'' میں تقریر ہوئی، ۱۶ر مئی کو آپ نے اردو اور انگریزی دونوں زبان میں تقریر کی، یہاں کے بہت سارے مسلمان قادیانی کے جال میں پھنس گئے تھے ان میں سے بیشتر کو قادیانی کے جال سے نکالا، ماریشس میں آپ نے دیکھا کہ قادیانی مذہب کا مبلغ حافظ جمال احمد قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے اور ''حقیقت کا اظہار'' کے نام سے اشتہار چھاپ کر تقسیم بھی کرتا ہے تو آپ نے اس کے ردّ کے لئے ماریشس والوں کے لئے انگریزی زبان میں THE MIRROR ''کتاب تحریر فرمایا، عربی میں ''المرأۃ'' اردو اور انڈونیشین زبان میں ''مرزائی حقیقت کا اظہار'' لکھا، آپ نے ماریشس میں قادیانی مذہب کی ردّ میں تقریریں بھی کیں، چنانچہ مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی کتاب ''حیات علیم رضا'' صفحہ ۲۵۔۲۶ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''۱۹۲۸ء میں (مبلغ اسلام عبدالعلیم صدیقی) ماریشس پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے مسلمان قادیانیوں کے پنجے میں بری طرح جکڑے ہوئے ہیں، چنانچہ آپ نے جلسوں میں بر سرِ عام مرزا غلام قادیانی کے جھوٹے دعویٰ عبدیت، مسیح موعود اور نبوت کا ردّ کیا، مرزائیوں کے عقائد کا ردّ کیا، مرزائیت کے خلاف آپ کے لسانی جہاد کا جہاں یہ اثر ہوا کہ بے شمار مسلمانوں کو مرزا قادیانی اور قادیانیوں کے عقائد کا علم ہوا وہاں بے شمار قادیانیوں نے قادیانیت ترک کر دی اور اسلام قبول کیا، ماریشس میں پہلی بار مرزائیت کو حق کے مقابلے میں شکست و ناکامی سے دو چار ہونا پڑا اور اس کے بعد اس ملک میں اس جماعت کی ترقی کے امکانات ختم ہو گئے'' (۵۶)

اصلاح معاشرہ پر آپ کی تبلیغ کو لوگوں نے بہت پسند کیا، اسلام کی حقیقت سے واقف ہو کر بہت سارے ہندو اور عیسائی اسلام میں داخل ہوئے، اس جہت سے مبلغ اسلام کی ذات اقدس بہت ہی بلند بالا ہے، اور سونے پر سہاگہ یہ کہ حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے، ماریشس کے وزیر اعظم نے جلسۂ

عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر آپ کی تبلیغ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا:

یہ خطہ پُرسکون ہے اور اس کے سکون کا سہرا مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کے سر ہے جنہوں نے اپنی تعلیم اور تبلیغ سے یہاں کے باشندوں کو امن وسکون سے رہنے کا درس دیا۔

مبلغ اسلام نے مسلمانوں کی خوب خوب رہنمائی کی، غیر مسلموں میں بھی تبلیغ کی اور جو مسلمان گمراہیت کے دام میں پھنس گئے تھے ان کو بھی راستہ دکھایا، ۱۹۲۸ء میں ماریشس کے پہلے سفر میں جہاں آپ نے ہندوؤں اور عیسائیوں میں تبلیغ کر کے ان کو مسلمان بنایا، وہیں قادیانی بن جانے والوں کو اسلام میں واپس کیا، اس کے بعد بھی ایک چھوٹا سا گروہ قادیانیت کو اپنائے رہا، لیکن آپ جب دوسری بار ماریشس گئے تو وہ چھوٹا سا گروہ بھی اسلام میں داخل ہو گیا، مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی لکھتے ہیں:

''حضرت مبلغ اسلام ۱۹۲۸ء میں ''پورٹ لوئس'' ماریشس کے میئر عبدالرزاق صاحب کی دعوت پر جو ماریشس پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانیت کے دجل وفریب نے بری طرح متاثر کر دیا ہے، آپ نے فوری طور پر مرزا قادیانی کے خلاف علم جہاد بلند فرمایا اور جگہ جگہ جلسے منعقد کر کے مسلمانوں کو اس جھوٹے نبی کی کفریہ باتوں سے آگاہ کیا اور آپ نے اپنی مساعی سے قادیانیت کی کمر توڑ دی، تاہم ایک چھوٹا سا گروہ پروفیسر زین الدین نامی شخص کے تحت قادیانیت پر قائم رہا لیکن جب مبلغ اسلام نے ۱۹۳۰ء میں ماریشس کا دوبارہ دورہ فرمایا تو پروفیسر موصوف نے حضرت سے کئی مباحثے کیے اور بالآخر اپنے ساتھیوں کے ساتھ قادیانیت سے توبہ کی اور آپ کے ہاتھوں پر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے، اس طرح ماریشس میں مرزائیت اور قادیانیت کا مکمل خاتمہ ہو گیا'' (۵۷)

ماریشس کے مسلمان قانونی مسائل میں گھرے ہوئے تھے، وہاں کے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ ہمیں حکومت کی جانب سے عائلی قوانین اور وراثت پر عمل کرنے کی اجازت اور مساجد ودینی اداروں کو تحفظ ملے، اس کام کے لئے مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی نے وہاں کے ارباب حل وعقد سے ملے، مذاکرے کئے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے، حاجی محمد حنیف حاجی طیب لکھتے ہیں:

''ماریشس کے مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ تھا کہ مسلم عائلی قوانین اور وراثت پر مسلمانوں کو عمل کرنے کی اجازت دی جائے اور ان پر سرکاری قوانین کا اطلاق نہ ہو، آپ نے ماریشس کے ارباب

حل وعقد سے طویل مذاکرات کیے، جس کا نتیجہ مسلمانوں کے مطالبات کی منظوری کی شکل میں نکلا، ماریشس کی حکومت سے مساجد اور دینی اداروں کے تحفظ کے لئے آرڈیننس جاری کروانے کا سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے'' (۵۸)

مبلغ اسلام جہاں بھی گئے اسلام کی تبلیغ کے ساتھ مسلمانوں کے مسائل پر بھی دھیان دیا، مسلمانوں کے مسائل کو سلجھایا، حکومت سے منوایا، اسلامی وصول کے تحت مسلمانوں کو حق دلوایا، یہی وجہ ہے کہ مسلمان آپ سے بہت خوش تھے اور صرف ماریشس میں آپ کے مرید کی تعداد دس ہزار سے اوپر تھی، اس تعلق سے حاجی محمد حنیف حاجی طیب تحریر کرتے ہیں:

''آپ کی انتھک محنت اور اسلام سے والہانہ محبت کو دیکھتے ہوئے ۱۹۴۹ء تک صرف ماریشس جیسے چھوٹے علاقے میں آپ کے مریدین کی تعداد دس ہزار سے زائد تھی'' (۵۹)

ماریشس میں مبلغ اسلام کے مریدوں کی تعداد حاجی محمد حنیف حاجی طیب نے دس ہزار بتائی ہے، مگر فتح احمد بستوی ڈربن نے ماہنامہ کنزالایمان دہلی، اپریل ۲۰۰۱ء کے حوالہ سے چالیس ہزار کی تعداد تحریر کیا ہے:

''مبلغ اسلام حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر صرف موریشس میں تقریباً چالیس ہزار مسلمانوں نے بیعت کی'' (۶۰)

مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ جہاں عالم، فاضل، مبلغ، پیر، طبیب، حکیم، اور مدبر تھے، وہیں ایک سوجھ بوجھ رکھنے والے سیاست داں بھی تھے، آپ نے مقامی اور بین الاقوامی سیاست میں فعال حصہ لیا، آپ نے خواندہ ناخواندہ، امیر وغریب، دانشور و مفکر، دیہاتی و شہری، ڈاکٹر و لکچرار، مالک و مزدور، مقیم و مسافر، بچہ و بوڑھا، عورت و مرد، بیمار کمزور، لنگڑے و لولے، اندھے و اپاہج سب کی رہنمائی کی۔

مبلغ اسلام مدغاسکر میں

''مدغاسکر'' خودمختار جزیرہ ہے، یہ جزیرہ 1570 کلومیٹر طویل اور 570 کلومیٹر عریض میں پھیلا ہوا ہے، تاریخ کے صفحات پر اس کا قدیم نام ''مالاگاسی'' ہے، یہ دنیا کا سب سے بڑا جزیرہ ہے، ہجرت کر کے یہاں پہنچنے والے مسلمانوں کا تعلق مختلف ملکوں سے رہا ہے، مثلاً عرب سے، مشرقی افریقہ سے، زنجبار سے،

ہندوستان سے، انڈونیشیا سے، فرانس سے، یہاں مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں، ۲۰۰۹ء کے سروے کے مطابق یہاں کی کل آبادی ایک کروڑ چھیانوے لاکھ پچیس ہزار (1,96,25000) ہے، مبلغ اسلام تو یہاں اسلام کی دعوت لے کر گئے تھے، غیر مسلموں تک اسلام کا پیغام پہنچایا اور وہ لوگ کثرت سے کلمہ پڑھ کر ایمان لائے، اس کے علاوہ مسلمانوں کو دین کا صحیح راستہ دکھایا، اس جزیرہ میں توہم پرستی، ضعیف الاعتقادی اور جادو ٹونا کا بھی زور تھا جو پہلے کی بنسبت تو کم ہو گیا تھا لیکن بہت سے لوگ ان بیماریوں میں ابھی تک گرفتا تھے، مبلغ اسلام نے ان بیمایوں سے لوگوں ہٹا کر اصلاحِ معاشرہ کا عمدہ کام کیا، آپ کے اس کام سے وہاں کے لوگ بہت مسرور ہوئے اور آپ کو دعائیں دیں، وہاں مسلمانوں کی آبادی دس سے پندرہ فیصد ہے، اور اکثریت "سُرب" زبان بولتی ہے، مبلغ اسلام نے وہاں شاید سرب میں ہی تبلیغ کی تھی، مبلغ اسلام نے دنیا کے غیر واضح ملکوں میں پہنچ کر اسلام کی واضح روشنی پھیلائی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے پوری دنیا کے غیر واضح علاقوں کا سات بار دورہ کیا، جہاں لوگوں کو اسلامی تعلیمات کے ساتھ اپنے پیرو کاروں کو روحانیت کی تعلیمات سے لیس فرمایا، پھر آپ کی تعلیمات سے مربوط ہونے والوں نے اس سلسلہ کو آگے بڑھایا، آپ کا لگایا ہوا درخت اب بسیط بن چکا ہے۔

مبلغِ اسلام مکۃ المکرّمہ میں

مکۃ المکرّمہ عالم اسلام کا مرکز ہے، یہاں پوری کے لوگ حاضر ہوتے ہیں، حج کے موقع سے یہاں دنیا کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے، مبلغِ اسلام ۱۹۱۹ء میں یہاں حج کرنے کی غرض سے جا چکے تھے، مکۃ المکرّمہ اور مدینہ منورہ کی زمین پر لوگ آپ سے واقف تھے، لوگ آپ کو طبیب الہندی کے نام سے پکارتے تھے، اس کے بعد ۱۹۴۴ء۔۱۹۴۵ء کے درمیان وہاں کی حکومت نے حاجیوں پر ایک ٹیکس لگایا جو حج ٹیکس کے نام سے تھا، جو وصولی طور پر غلط اور شریعت کے خلاف تھا، اس ٹیکس کو ختم کرانے کی اصل ذمہ داری سیاست دانوں کی تھی لیکن اس کام کے لئے مبلغِ اسلام کمر بستہ ہو گئے، حضور مفتی اعظم ہند نے پہلا حج ۱۹۴۵ء میں ادا فرمایا اور آپ نے مکۃ المکرّمہ کی مقدس سرزمین پر حج ٹیکس کے خلاف عربی زبان میں ایک فتویٰ "القنابل الذریۃ علی اوثان النجدیہ" قلم بند کیا جسے علمائے حرمین طیبین نے دیکھا، پڑھا اور سمجھا پھر متفقہ طور پر کہہ اٹھے، ان ھذا الا الھام، اسی عربی زبان کے فتویٰ کو لے کر مبلغ اسلام علامہ

محمد عبدالعلیم صدیقی مکۃ المکرّمہ پہنچے، وہاں کے شاہ سے ملاقات کی، مبلغ اسلام نے شاہ کے سامنے مفتی اعظم ہند کا فتویٰ بھی رکھا اور اپنی بات بھی رکھی، شاہ نے فتویٰ پڑھا اور آپ کی باتوں کو سنا بھی، شاہ نے پڑھنے اور سننے کے بعد حج ٹیکس کو ختم کر دیا، آپ کامیاب وکامراں ہوئے یہ اور بات ہے کہ سعودی حکومت نے کچھ مدت کے بعد پھر حاجیوں پر حج ٹیکس بحال کر دیا، جو آج تک بحال ہے۔

مبلغ اسلام نے اسلام کے خلاف ہر اٹھتی ہوئی آواز کے خاتمہ کے لئے کوشاں اور اسلام کی سدا بہار صورت کی بحالی کے لئے جدوجہد کرتے رہے، اُس دور میں اسلام و مسلمان پر چوطرفہ وار ہو رہا تھا، اسلام و مسلمان کو مٹانے کے لئے، بدلنے کے لئے، برباد کرنے کے لئے سب کے سب تلے ہوئے تھے، یہودیت، نصرانیت، بدھ مذہب والے، ہندومت یلغار کر رہے تھے، ایسے میں امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کے مبلغین نے جو کام کیا وہ کام نہ دوسری کسی خانقاہ نے کیا، نہ تنظیم نے، نہ کسی تحریک نے، اس دور میں امام احمد رضا کے مبلغین ملک اور برونِ ملک میں پھیل گئے اور وہ کام کئے جسے رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا.... انشاءاللہ تعالیٰ۔

مبلغ اسلام دیگر ممالک کی طرح ۱۹۵۰ء میں ''ویسٹ انڈیز'' کا دورہ فرمایا وہاں کے ''ٹھرینی ڈٹ، کوین اسٹریٹ میں آپ کی تقریر وتبلیغ ہوئی، پھر ۱۹۵۰ء ہی میں ''گیانا'' کا دورہ کیا وہاں بھی آپ کی تقریر ہوئی لوگوں نے شوق سے سنا، غیر مسلم حضرات آپ کے ہاتھوں پر ایمان لائے۔

مبلغِ اسلام ٹرینڈاڈ کے دورہ پر

مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی نے اپنے چند مریدوں اور خلفاء اور سکریٹری کے ہمراہ ۱۹۵۰ء میں ٹرینڈاڈ کا تبلیغی دورہ کیا، اس سفر میں آپ کے ساتھ آپ کے داماد ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری بھی ساتھ تھے، اس سفر میں آپ نے ''ورلڈ اسلامک مشن'' کی بنیاد رکھی، مسلم کانفرنس کا افتتاح کیا، اس کے بعد تبلیغ کے کاموں میں لگ گئے اور چھ ماہ تک مسلسل تبلیغ کرتے رہے، اس وقت ٹرینڈاڈ کے صدر محمد حسین تھے اور سکریٹری وحید علی اور سکریٹری توفیق الرحمٰن تھے، یہاں ۱۲؍مارچ ۱۹۵۰ء کو ''ملکہ پارک'' کے اجتماع میں آپ نے خطاب فرمایا، سامعین کی حیثیت سے مسلم اور غیر مسلم دونوں بڑی تعداد میں جمع ہوئے تھے، حاضرین میں حکومت کے نمائندوں سفارتی مندوبین بھی شریک تھے، مالے (ملائشیا) کے جمیل بن احمد اور خامس کے علی بن زنزیبریہ دونوں (سینٹ آگسٹین) کے امپیریل

کالج میں زراعت کے طالب علم تھے، گریجویشن کے بعد یہ دونوں اپنے اپنے ملک میں جا کر اسلام کے مبلغ بن گئے اور اسلام کی تبلیغ میں مسلمانوں کے بہترین رہنما ثابت ہوئے۔

مبلغ اسلام نے ٹرینیڈاڈ میں اپنے قیام کے دوران انتھک محنتیں کیں، آپ میں تبلیغی لگن حد درجہ بڑھی ہوئی تھی، اسی لگن کی بنا پر وہاں سینکڑوں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا، ان میں شانتا کروز ممبئی کے ایک جوتا ساز نے بھی اسلام قبول کیا جن کا نام ابوبکر رکھا گیا، حاجی یوسف مچل، حاجی محمد ابراہیم ایسوسی ایشن کے صدر، حاجی محمد یوسف حکومت کے معمار اور ممتاز اسلامی کارکن اور حاجی محمد حکومت کے وزیر اور قائم مقام وزیر اعظم نے آپ کا بھرپور ساتھ دیا، یہاں کے مسلم اور غیر مسلم آپ کے جادو بھرے بیانات کے سحر میں گرفتار تھے، یہاں آپ کو ''امن کے گشت کے سفیر'' کے خطاب سے نوازا گیا، ٹرینیڈاڈ میں آپ نے جامع مسجد ہال، اسلامی کلاسز کی بناڈالی، مسلمانوں میں سے معروف مفکرین کا انتخاب کر کے تبلیغ کے کاموں میں لگایا، دین کی خدمت ہونے لگی، لوگ اسلامی احکام کے پابند ہوتے رہے۔

مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی نے ٹرینیڈاڈ میں لوگوں کے درمیان وہ انقلاب برپا کیا کہ لوگ اسلام وسنت کے شیدا ہو گئے اور مبلغ اسلام کے دکھائے ہوئے راستہ پر لوگوں کو بلانے لگے، اسلام کے تئیں لوگ خود بیدار ہو گئے اور دوسروں کو بھی بیدار کرنے میں اہم رول ادا کیا، لوگ ہر طرف آپ کا ذکر خیر کرتے تھے مبلغ اسلام وہاں لوگوں کی کایا پلٹ دی اسی بنا پر لوگ آپ کے دیوانہ بن گئے۔

''سیپا'' وغیرہ ممالک کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ عہدہ پر فائز لوگوں نے آپ کے ہاتھوں پر کلمہ پڑھا، اس طرح سے آپ نے پینتالیس ہزار اور مولانا غلام معین الدین کے مطابق ستر ہزار سے زیادہ لوگوں کو کلمہ پڑھا کر اسلام میں داخل کیا، اس سلسلہ میں ذیل کا اقتباس ملاحظہ کیجئے:

مبلغ اسلام نے پینتالیس ہزار، ستر ہزار یا ایک لاکھ کو داخلِ اسلام کیا

مذکورہ بالا سرخی کے تحت راقم کو کئی قلم کاروں سے تین طرح کی روایتیں ملیں، تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت، کے مصنفین نے مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی کے ہاتھوں پر کلمہ پڑھنے والوں کی تعداد پینتالیس ہزار تحریر کئے ہیں تو مولانا فروغ احمد اعظمی نے ستر ہزار لکھا، مولانا اختر حسین علیمی نے

اور مولانا غلام معین الدین قادری نے اپنے اپنے مضمون میں بھی ستر ہزار بتایا اور حاجی محمد حنیف حاجی طیب کراچی نے ایک لاکھ کے قریب رقم کیا، ملاحظہ کیجئے، چاروں روایتیں:

''آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں پیتالیس ہزار سے زائد غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے جن میں ماریشس جنوبی افریقہ کے فرانسیسی گورنر ''مروات'' روسی سائنس دان ''انٹونوف'' بورینو کی شہزادی ''گلیڈے پال مار'' اور کنیڈا کی خاتون ''فاطمہ ڈوناوا'' کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں، آپ کی انہی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فلپائنی مندوب ڈاکٹر احمد نے جشن نزول قرآن کے موضوع پر علماءِ کرام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''آج ہمیں برِ صغیر پاک و ہند کے مشہور مبلغ مولانا عبدالعلیم صدیقی کی طرح دین کی تبلیغ کرنا چاہئے، مولانا نے فلپائن کے جزیروں میں اسلام کی تبلیغ کے لئے مدرسے، لائبریریاں اور مساجد بنوائیں اور ماہنامے اور ہفت روزہ جریدے بھی جاری کئے، ہمیں اسلام کی جو روشنی ملی ہے انہیں سے ملی ہے، اُن ہی کی مساعی جلیلہ سے ہم مسلمان ہوئے'' (٦١)

مبلغ اسلام حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کے ہاتھوں پر کلمہ پڑھنے والے یہود و نصاریٰ و دیگر مذاہب کے لوگوں کی تعداد اور آپ کی خصوصیات کے متعلق آپ کے بعض تذکرہ نویس نے ستر ہزار لکھا ہے، جیسا کہ آپ نے پہلے ملاحظہ فرمایا ہے، لیجئے اب مولانا فروغ احمد اعظمی کی تحریر ملاحظہ کیجئے:

''اسی ضمن میں قادیانیت کے خلاف جہاد بھی کیا، آپ کی تبلیغ سے جہاں ستر ہزار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور بہت سے بد عمل اور بد عقیدہ لوگ راہ راست پر آئے وہیں بے شمار قادیانی آپ کی تبلیغ کے اثر سے قادیانیت سے تائب ہوئے۔ آپ نے تحریر و تقریر دونوں ذریعوں سے قادیانیت کی بیخ کنی کی اور اس فتنے سے دنیا کو آزاد کیا'' (٦٢)

اور مولانا غلام معین الدین قادری لکھتے ہیں:

''مبلغ اسلام نے ستر ہزار سے زائد غیر مسلموں کو مشرف باسلام کیا اور ان کے صدیوں پرانے افکار پر اسلام کی مہر ثبت کی، یہ کارنامے بلاشبہ آپ کے علمی اور روحانی شخصیت کی غیر معمولی صلاحیت کا چیخ چیخ کر اعلان کر رہے ہیں، فکر و نظر کا اختلاف، دین و ملت کا اختلاف، کوئی یہودی ہے تو کوئی عیسائی، کوئی بدھشٹ ہے تو کوئی ہندو، کوئی قادیانیت سے وابستہ ہے تو کوئی کسی

اور باطل نظریہ کا پیروکار، مگر کہتے ہیں کہ ایک فرد کا خلوص نسلوں کو فیض پہنچاتا ہے، یہ آپ کے جذبۂ صادق اور خلوص بے لوث کی برکت ہی تھی کہ مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ حق کی صدائے دل نواز پر اسلام کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں اور دلوں کے صدہا شبہات سے شفایاب ہوئے'' (۶۳)

حاجی محمد حنیف حاجی طیب کراچی لکھتے ہیں:

''آپ (مبلغ اسلام) کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہونے والوں کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے'' (۶۴)

آپ نے انگریزی پڑھا تھا تو اسی مقصد سے کہ غیر ممالک میں جاکر اسلام کی تبلیغ کروں گا، بی اے کی ڈگری حاصل کی، آپ کے علوم اسلامیہ کے استاد چودہویں صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری ہیں، اعلیٰ حضرت ہی کے فرمان پر اپنے ذاتی اخراجات سے اپنے آپ کو تبلیغ اسلام کے لئے وقف کر دیا، اعلیٰ حضرت نے آپ کو ''علم الرضا'' کے لقب سے نوازا، جادو بیان اور شعلہ نوا مقرر ہونے کے ساتھ سلجھے ہوئے مبلغ تھے، ۱۹۱۹ء سے ۱۹۵۴ء تک مسلسل تبلیغ کی، تبلیغ کے دوران آپ کی تقریریں سن کر ''ٹوکیو'' کے پروفیسر این۔ ایچ برلاس (N.H.Serlas) حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی کی مطبوعہ تقریر بزبان انگریزی (CultivAtion ofscince ByTheMuslim) مسلمانوں کی سائنسی ایجادات کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

''ہر شخص مولانا صدیقی کو پلیٹ فارم پر بولتے ہوئے سن سکتا ہے اور اس سے محظوظ ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ ایک جانب مولانا کی مقناطیسی شخصیت ہو، دوسری جانب ان کی نغمہ بار آواز اور تیسری جانب ان کی ٹھوس اور مدلل تقریر ہو'' (۶۵)

بڑے بڑے اسلام مخالف کو اسلام کا قائل کیا، قائل ہی نہیں کیا بلکہ کلمہ پڑھا کر مسلمان بنایا، جس کا اعتراف سب ہی کرتے ہیں، آپ کا کام ہی تھا اسلام کی تبلیغ کرنا، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مجاہدین اسلام نے دریائے دجلہ میں گھوڑے کو اُتار کر دجلہ کو پار کیا تو اس تاریخ کو پڑھ کر ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے

بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

ڈاکٹر اقبال کے مصرع ثانی کو ترمیم کر کے پڑھیئے تو مصرع ثانی حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ پر صادق آتا ہے۔

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
چین وجاپان کو اسلام سے جوڑے ہم نے

مبلغ اسلام نے نصرانی مبلغ کو کلمہ پڑھایا

جس کی پہنچ جہاں تک ہے وہ شخص سمجھتا ہے کہ اس کے آگے اب کوئی نہیں ہے، یہ خیال صرف دانشمندوں میں ہی نہیں ہے بلکہ مذہبی دنیا سے تعلق رکھنے والوں میں سے بیشتر کا بھی ایسا ہی خیال ہے، ایسا خیال یا تو انسان کو مغرور بنا دیتا ہے یا مذہب کا دیوانہ، اور جو شخص مذہب کا دیوانہ ہوتا ہے تو وہ پھر مذہب کا علم لے کر اٹھتا ہے اور پوری دینا کو اپنا ہم مشرف بنانے کا ارادہ کر کے آگے بڑھتا ہے، اس جذبہ کے تحت ہر مذہب کا شیدائی اپنے مذہب کو ہی سچا اچھا اور حق پر سمجھتا ہے، ایسے لوگوں میں کولمبو یونیورسٹی کے پروفیسر ''ریوٹڈ لنگ لبیری'' کا بھی شمار ہوتا ہے، موصوف مدّتوں تک عیسائیت کی تبلیغ کرتے رہے، لیکن انہوں نے جب مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی کی پُر مغز اور مدلّل تقریر کو سنا تو مسلمان ہو گیا، مبلغ اسلام صفحہ ۲۶ کے حوالہ سے مولانا غلام معین الدین قادری لکھتے ہیں:

''بیس سال تک نصرانیت کی تبلیغ میں زمانے بھر کی خاک چھاننے والا عیسائیت کا تجربہ کار سن رسیدہ مبلغ ''ریوٹڈ لنگ لبیری'' جو کولمبو یونیورسٹی کا پروفیسر اور حکومت سیلون کا وزیر رہ چکا تھا، مبلغ اسلام کے چند بولوں نے اس کی کایا پلٹ دی اور ۱۹۲۳ء میں اس نے آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کر لیا'' (٦٦)

جو شخص اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو، ڈاکٹر ہو، پروفیسر ہو، دانشور ہو، اپنے مذہب کا مبلغ ہو، اپنے مذہب کی تبلیغ میں دُور دُور کا سفر کیا ہو، بے شمار دانشوروں، شاعروں، ادیبوں، پڑھے لکھے اور عوامی طبقہ کو اپنا گرویدہ بنایا ہو، وہ اسلام کے ایک مبلغ کی تقریر سن کر اسلام کا شیدا ہو گیا تو یونہی نہیں ہو گیا، بلکہ حقیقت کو سمجھا ہوگا، پرکھا ہوگا دوسری بات یہ ہے کہ مبلغ اسلام حضرت عبدالعلیم صدیقی قدس سرہ کی باتوں نے اسے اسلام کا شیدا بنا دیا تو عبدالعلیم صدیقی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے، ان کے ساتھ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہے جو ان کی

باتوں پر لوگ شیدا ہو جاتے تھے، آپ کی تبلیغی خدمات کے مدنظر مولانا سید سلیمان ندوی نے تحریر کیا:

مبلغ اسلام کے تئیں مولانا سید سلیمان ندوی کے خیالات

''مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھ کے ایک پُر جوش مبلغ عالم تھے، بریلی میں عربی و مذہبی درسیات کی تکمیل کی ہے، ان کو تبلیغ کا شوق ہوا اور اپنے لئے ہندوچین کے جزیروں اور ساحلی شہروں کا میدان پسند کیا جو اسلامی ملکوں میں درحقیقت سب سے زیادہ قابلِ امداد اور عیسائیوں اور قادیانیو ں کی زد میں ہیں، سنگاپور جاوا سے لے کر چین و جاپان کی سواحل بلکہ افریقہ کے بھی دور افتادہ مقامات میں ان کا سال بسال دورہ رہتا ہے، اُدھر چند نومسلم یورپین کو دیکھا اور حیرت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کس طرح کسی کی قسمت میں سعادت رکھتا ہے، موصوف کی یہ تبلیغی کوششیں علما کے لئے قابل تقلید ہے'' (٦٧)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی خاص نعمتوں سے نوازا تھا، ان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اپنی کامیابی پر پھولے نہیں سماتا اور کہتا کہ جو کام امام احمد رضا نے نہیں کیا وہ کام میں نے کیا ہے، مرشد کا مرتبہ اپنی جگہ پر لیکن میں نے کیا کم کام کیا ہے، لیکن آپ جانتے تھے کہ اس کامیابی میں مرشد کی دعائیں ساتھ ہیں، لہذا حج سے واپسی پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کی شان میں سترہ (١٧) اشعار کی منقبت پیش کی، منقبت کے تمام اشعار خوب ہیں اور غور کرنے کے لائق ہیں، چار اشعار یہاں پر درج کرتا ہوں۔

قسیم جانِ عرفاں اے شہِ احمد رضا تم ہو
تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو

عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ نما تم ہو
عرب میں جا کے ان آنکھوں نے دیکھا جن کی صولت کو

بھکاری کی بھرو جھولی، گدا کا آسرا تم ہو
بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھولی ہے پھیلائے

کرم فرمانے والے حال پر اُس کے شہا تم ہو
علیم خستہ اِک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا

آپ کی تقریر کے لئے لوگ بڑے بڑے ہال بک کراتے تھے، جیسے ''لائل ایشیاٹک سوسائٹی سنگھائی'' ''اورنٹیل کلچر سوسائٹی آف جاپان'' ''اسلامک کلچر سنٹر لندن (انگلستان'' اور اسلامک سنٹر آف امریکہ'' میں آپ کی تقریر کے وقت تعلیم یافتہ طبقہ کا غول امنڈ آیا، اور آپ کی تقریر سن کر بہت ہی زیادہ متاثر ہوا، آپ جہاں بھی جاتے یہی حال ہوتا، آپ نے جتنے ممالک کا دورہ کیا ہر جگہ آپ کی تبلیغ سے لوگ ایمان لائے،

ان ممالک میں آپ نے مساجد، مکاتب وغیرہ بھی قائم فرمایا، اس تعلق سے ذیل کی عبارت دیکھئے:

''ان ممالک کے گوشے گوشے میں مساجد، مکتب، کتب خانے، رسائل، ہسپتال، یتیم خانے اور تبلیغی مراکز قائم کئے، انگریزی زبان میں 'دی مسلم ڈائجسٹ' (افریقہ) سٹار آف اسلام (کولمبو) ٹرینی ڈاڈ مسلم اینوول ماہنامے آپ کی یادگار ہیں، آپ نے ملایا میں جناب محمد ابراہیم السا گوف کے تعاون سے عربی یونیورسٹی کی بنیاد ڈالی، عظیم الشان مساجد میں سے ''حنفی جامع مسجد کولمبو'' سلطان مسجد سنگاپور اور مسجد ناگریا جاپان خاص طور پر مشہور ہیں'' (۶۸)

مثل مشہور ہے کہ ''باپ پر پوت پتا پر گھوڑا بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا'' یعنی ہر شخص پر کچھ نہ کچھ خاندانی اثر ضرور ہوتا ہے، مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ نے تبلیغ کا جو باغ لگایا تھا اسے ان کے صاحبزادے اور داماد نے زندہ رکھ کر آگے بڑھایا، تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت کے مرتبین لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی قدس سرہٗ العزیز کے وصال کے بعد آپ کے محبوب خلیفہ اور داماد حضرت مولانا حافظ ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری قادری (متوفی ۱۹۷۴ء) بانی وصدر بین الاقوامی تبلیغی جماعت ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشنز اور فرزند ارجمند حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدر ورلڈ اسلامک مشنز نے نہ صرف حضرت مبلغ عالم اسلام کے مشن کو جاری رکھا بلکہ اسے اور آگے بڑھایا'' (۶۹)

اللہ کرے کہ مبلغ اسلام کا جاری کیا ہوا مشن قیامت تک جاری رہے اور ہم جیسے ہیچمدانوں کو بھی ہمت وحوصلہ عطا فرمائے، علماءِ کرام کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور امام احمد رضا کے حاسدین کو اچھی سمجھ بخشے۔

تبلیغ کے ذرائع میں سے تحریر بھی اہم چیز ہے، حضور ﷺ نے تقریر وتحریر دونوں سے تبلیغ کا کام کیا ہے، پڑھے لکھے، مفکر ودانا لوگوں کے درمیان تبلیغ کے لئے تحریر ضروری چیز ہے، تحریر پڑھنے سے ہی بہت سے لوگوں کی کایا پلٹ گئی تحریر حق اور باطل کو جاننے کا بہترین وسیلہ ہے، ان باتوں کے پیشِ نظر مبلغِ اسلام حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی نے وقت اور حالات کو ذہن میں رکھ کر دو درجن سے زیادہ کتابیں لکھیں، ان میں زیادہ کتابیں انگلش زبان میں لکھیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کے بیشتر ملکوں میں آپ نے تبلیغ کی اور وہاں کے لوگ انگلش زبان اچھی طرح سے بول اور سمجھ لیتے

تھے، آپ کی لکھی ہوئی کتابوں کی فہرست ذیل میں ملاحظہ کریں۔

(۱) ذکرِ حبیب (اردو)

(۲) احکامِ رمضان وعیدالفطر (اردو)

(۳) قادیانی حقیقت کا اظہار (اردو)

(۴) بہارِ شباب (اردو)

(۶) مراۃ القادیانیت (عربی)

(۷) کتابِ تصوف (اردو)

(8)Quset for True Happiness(English)

(سچی خوشیوں کے لئے)

(9)Principles Of Islam (Quest (English)

(اسلام کے اصول)

(10)Forgotten Path Of Knowledge(English)

(علم کی بھولی راہ)

(11)Muslim Contribution To Science(English)

(سائنس کے لئے شراکت مسلم)

(12)Elementary Teaching Islam(Hanfi(English)

(اسلام کے ابتدائی درسِ حنفی)

(13)Elementary Teaching Of Islam(Shafai)

(اسلام کے ابتدائی درسِ شافعی)

(14)TheMirror(English)

(آئینہ)

(15)A Shavian andTheologian(English)

()

(16)History Of The Codification Of IslamLaw Cultivation of Science ByMuslim(English)

(مسلمانوں کی طرف سے سائنس کی اسلامی قانوں کی کاشت کے سنہرے کرن کی تاریخ)

(17)A Short Catechism Of Islam(English)

(اسلام کی مختصر معلومات)

(18)The Universal Teacher(English)

(یونیورسل ٹیچر)

(19)TheUniversalReligion(English)

(دنیا میں پھیلا ہوا مذہب)

(20)The IslamicIdeal(English)

(اسلامی فکر)

(21)The Meaning Of Worship(English)

(عبادت کا معنی)

(22)Women And Their Status InIslam(English)

(خواتین اور اسلام میں ان کی حیثیت)

(23)IslamsAnswerTo The Challenge ofCommunism

(کمیونزم کا چیلنج، اسلام کا جواب)

(24)Tde preservers of Hadis(Englis)

(حدیث کی حفاظت کرنے والے)

(25)Ijtahed and Mujtahid(English)

(اجتہاد اور مجتہدین)

مبلغ اسلام کے تعلق سے جو کچھ بھی لکھا گیا ہے وہ کم ہے، آپ کی ذاتِ بابرکات اپنے آپ میں ایک انجمن کا درجہ رکھتی تھی، وقت اور حالات نے جو طلب کیا آپ نے بہم پہنچایا، لوگوں کے

روبرو تقریر سے کام لیا اور حال و مستقبل کے لئے بیش بہا کتابیں لکھ دیں، بڑا افسوس ہوتا ہے کہ آج ہندوستان کے مسلمان سیاح ان ممالک کا دورہ کرتے ہیں، اپنے سفرنامہ میں ان ممالک کے حالات وواقعات، سماج ومعاشرت، مساجد ومنادر اور گرجاؤں کے بارے میں لکھتے ہیں لیکن مبلغ اسلام کے تذکرے نہیں کرتے ہیں۔

مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوریؔ

ولادت ۲۲/ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۷/جولائی ۱۸۹۳ء

وفات ۱۴/محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۲/نومبر ۱۹۸۱ء

عالم وفاضل ومفتی.... مفتیِ اعظم ہند.... مفتیِ عالم.... متقیِ اعظم....شہنشاہِ مظہرِ غوثِ اعظم.... پرتوِ اعلیٰ حضرت.... تاجدارِ اہلسنّت.... امام الفقہا.... عارفِ باللہ.... علم وفضل کے تاجدار.... زہد وتقویٰ کے شاہکار.... واجود العلماء جیسے القابات سے نوازے گئے۔

دین واسلام وسنّیت کے کاموں میں فی سبیل اللہ زندگی صرف کیا، آپ کی تبلیغ سے افغانستان.... پاکستان.... انگلستان.... ایشیا ویوروپ.... حجاز مقدس.... عراق.... مصر.... افریقہ.... امریکہ.... ترکستان میں آپ کے مرید کافی تعداد میں ہیں.... ہندوستان کی مختلف ریاستوں اوران کے شہروں میں تبلیغی دورہ فرما کر رشد وہدایت کا بازار گرم کیا.... مثلاً مدھیہ پردیش، جبل پور، اجمیر شریف، رتلام جاورہ، اندور، ناگ پور، کرناٹک، ہماچل پردیش، مدراس، آندھراپردیش، مہاراشٹر، گجرات، احمد آباد، ٹیکم گڑھ، ممبئی، دہلی، کانپور، لکھنؤ، بھوالی نینی تال، بہار، بنگال، آسام وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو لوگوں کے رشد وہدایت کے لئے پیدا فرمایا تھا، اور آپ کو رشد وہدایت کے کام سے رغبت تھی، جہاں گئے، جدھر گئے، رشد وہدایت کا ہی کام کیا، لوگوں کو صراط مستقیم کی دعوت دی، ہاتھ پکڑ کر بتایا، چلایا، سمجھایا، فلاح واصلاح کا جو کام کیا وہ نام ونمود یا نفس کے لئے نہیں، بلکہ صرف اللہ اوراس کے رسول کی رضا جوئی کے لئے کیا.... دینی جلسوں اور کانفرنسوں میں تشریف لے جاتے تو آپ نذرانے لیتے نہیں بلکہ نذرانے دیتے تھے.... آپ تاجدارِ اہلسنّت تھے.... مفتی اعظم تھے.... امام الفقہا .... عارفِ باللہ.... اور مایۂ ناز مبلغ تھے.... آپ نے علماء میں آئمہ میں، خطباء میں، مقررین میں، عوام

ہیں، خواص میں، ہندوؤں میں، عیسائیوں میں، اپنوں میں، بیگانوں میں، پڑھے لکھوں میں اور جاہلوں میں بے مثال تبلیغ کی، ایسی تبلیغ جس کی مثال نہیں ملتی ہے۔

مفتیِ اعظم کی علماء میں تبلیغ

۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۶ء میں ''بنارس'' میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قدس سرّہٗ کی صدارت میں ''آل انڈیا سنّی کانفرنس'' منعقد ہوئی، صدر الافاضل حضرت مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کانفرنس کے ناظم تھے اور حضرت محدث اعظم علیہ الرحمہ کانفرنس کے روحِ رواں تھے، اس کانفرنس میں مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا عبدالعلیم میرٹھی، ملک العلماء مولانا ظفرالدین بہاری، مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا نوری، صدرالشریعہ مولانا امجد علی قادری، علامہ جیلانی میاں میرٹھی جیسے سینکڑوں چوٹی کے علماء شریک تھے، کانفرنس کی صدارت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قدس سرّہٗ کو دی گئی اسی سے آپ کے مقام کا پتا لگایا جاسکتا ہے، قیام پاکستان کے اہم لیڈر مسٹر محمد علی جناح تھے، علماء کی جماعت کچھ پاکستان کے قیام کے حق میں تھی اور کچھ مخالف تھی، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قدس سرّہٗ بھی قیام پاکستان کے حق میں تھے، جو حق میں نہیں تھے، وہ مسٹر جناح کے خلاف بولتے تھے، اس کانفر نس میں بھی جو خلاف بول رہے تھے، ان کے بولنے پر حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قدس سرّہٗ نے کہا ''تم لوگ مسٹر جناح کو کافر کہتے ہو، مَیں اُس کو ولی کہتا ہوں''...... آپ کا اتنا کہنا تھا کہ حضرت اعظم ہند مصطفیٰ رضا نوری، حضرت صدرالشریعہ مولانا امجد علی قادری، حضرت علامہ جیلانی میاں میرٹھی وغیرہ جلسہ گاہ سے نکل کر چلنے کی تیاری شروع کردی، افراتفری کا عالم ہوگیا، اس کے آگے کیا ہوا، اس کا آنکھوں دیکھا حال مولانا سید الزماں حمدوی (پوکھریروی) یوں لکھتے ہیں:

''صدر الافاضل کی آنکھیں پُرنم، محدث اعظم خاموشی میں ڈوبے ہوئے پُرغم، اس اختلاف وانتشار کو دیکھ کر مولانا عبدالعلیم میرٹھی کی زبان فیض ترجمان سے آواز بلند ہوئی کہ آپ حضرات کیوں جاتے ہیں، پیر صاحب کو اپنے اس قول سے رجوع کرنا ہوگا، اس گذارش پر سب رُک گئے، حضرت صدر الافاضل پیر صاحب کے پاس گئے، ان کے غیر شرعی کلمات کو پیش کرکے طالب توبہ ہوئے، فوراً پیر صاحب توبہ کرنے پر راضی ہوگئے...... اتنے کثیر در کثیر علماءِ اہلسنّت میں توبہ

لینے کے لئے جن کا انتخاب ہوا، وہ میرے کیا جملہ اہلسنّت کے اجود العلما حضرت مفتی اعظم ہند کی ذات والا صفات تھی، مفتی اعظم تشریف لائے، حضرت پیر صاحب سے عرض کیا، آپ نے مسٹر جناح کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں! میں نے دیکھا ہے. دوسرا سوال مفتی اعظم نے یہ کیا، حضرت! مسٹر جناح کو ڈاڑھی بھی ہے؟ فرمایا نہیں، پھر مفتی اعظم نے فرمایا حضرت! حالق لحیہ فاسق ہوگا یا ولی؟ پیر صاحب نے فرمایا حلق لحیہ کرنے والا فاسق ہے ولی نہیں، اب مفتی اعظم ہند نے فرمایا کہ آپ نے اُن کو ولی کیسے کہہ دیا؟ فرمایا میں اُس سے توبہ کرتا ہوں، یہ کہنا تھا کہ صدر الافاضل نے باہر آکر یہ مژدہ سنایا کہ حضرت پیر صاحب توبہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں اور تھوڑی دیر بعد ہی تحریری توبہ نامہ لے کر آئے'' (۷۰)

سبحان اللہ! سوال کا انداز بڑا پیارا ہے، ادب کا دامن مضبوطی سے ہاتھ میں ہے، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قدس سرّہٗ سے سوال کرنے کے دوران حضرت ہی کہہ کر مخاطب فرمایا، چونکہ پیر صاحب بھی اعلیٰ پائے کے عالم دین تھے، مسئلہ اور معاملہ آپ کے ذہن میں اتر گیا کہ واقعی ڈاڑھی منڈوانے والا ولی کیسے ہوسکتا ہے، کارنامے کی بنیاد پر مقام ولایت نہیں ملتا ہے، ولایت تو شریعت کی اتباع میں ہے، حضور سرور عالم ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہونے میں ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی فرمانبرداری میں ہے، لہذا جلد ہی معاملہ رفع دفع ہوگیا۔

مفتی اعظم کی ائمہ میں تبلیغ

پہلے کے دور کے بجائے اِس دور میں نماز پڑھنے والوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا ہے، جس قدر نمازی بڑھ رہے ہیں اسی قدر نمازیوں میں بے احتیاطی بھی بڑھ رہی ہے، کسی کا پائجامہ، کسی کا پنٹ، کسی کی لنگی، کسی کا تہ بند ٹخنہ سے نیچے لٹکا ہوا، کسی نے تھوڑا اوپر موڑ لیا، کسی نے اوپر کھینچ لیا، گلے کے بٹن کھلے ہوئے، ہاتھ کے کف بکری کے کان کی طرح ہلتے ہوئے، کوئی ہاف ٹی شٹ میں مگن نمازی بنا ہوا ہے، فضائل کو پکڑے ہوا، مسائل کو چھوڑے ہوا ہے، ان اداؤں پر اگر کسی نے ٹوک دیا تو وہ ماحول کو گرما دیتے ہیں، ارے یہ ٹی شٹ کیا، ننگے ہوکر نماز پڑھیں گے جب بھی نماز ہوجائے گی، ایسے لوگ تین میں نہ تیرہ میں ہوتے مگر فتاوے کی بوچھار کر کے شریعت کی گرفت میں آجاتے ہیں، نماز تو بڑے احتیاط کی چیز ہے، نماز کے لئے مسائل کا جاننا ضروری ہے، ہم لوگ جیسے تیسے نماز پڑھ لیتے پڑھا دیتے ہیں، لیکن سرکار مفتی اعظم ہند کی

نماز اعلیٰ نماز احتیاط سے پُر نماز ہوتی تھی، ایک دفعہ آپ ''پچھہی'' (ضلع مدھوبنی، بہار) تشریف لے گئے، وہاں کی جامع مسجد میں مولانا قاری موسیٰ رضا صاحب رضوی نے نماز پڑھائی، اب آگے کی روداد مولانا محمد اسلم اختر بلالی، ایم۔اے صاحب اس طرح سے بیان کرتے ہیں:

''حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے بھی ان کی امامت میں نماز ادا کی لیکن جیسے ہی امام مذکور نے سلام پھیرا حضرت کی زبان پر جاری ہوا، لاحول ولاقوۃ الاباللہ، لاحول ولاقوۃ الاباللہ، نماز دہراؤ، نماز دہراؤ۔

بہ ظاہر کسی قسم کی غلطی نظر نہ آتی تھی، علما حیران تھے، لیکن مفتی عبد الجلیل صاحب امامت کے مصلے پر تشریف لے گئے، نماز دہرائی گئی، سارے علماء کو اختلاج تھا کہ آخر وجہ کیا ہے کیا ہوئی، نماز کیوں دہرائی گئی؟ لیکن مفتی عبد الجلیل صاحب نے بتایا کہ حضور مفتی اعظم ہند زہد وتقویٰ کے اس اعلیٰ مقام فائز ہیں کہ ان کے تقویٰ نے گوارہ نہ کیا کہ امام کرتے پر صدری پہن رکھی ہے، اس میں مکمل بٹن نہ لگے تھے، لہذا حضرت نے نماز دہرانے کا حکم دیا، یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ جب اسے علماء نے سنا تو حضرت کے تقویٰ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے اور بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا'' (۷۱)

بات تقویٰ کی ہے، لیکن یہ ایسا تقویٰ ہے کہ آج اکثر علمائے اہلسنت اس پر عمل پیرا ہیں کہ حالت نماز میں صدری کے تمام بٹن کو بند کر لیتے ہیں اور اہتمام سے نماز پڑھتے ہیں، چونکہ نماز اعلیٰ عبادت ہے، اس کے لئے اعلیٰ اہتمام ہونا چاہئے، سرکار مفتی اعظم ہند نے نماز کا خوب اہتمام فرمایا اور جہاں کسی امام کے میں کمی پائی تو تبلیغ حق کر دی اور لوگ عمل کرنے لگے۔

مفتی اعظم کی تبلیغ کا ایک دوسرا واقعہ

مبلغ کی شان نرالی ہوتی ہے، وہ جہاں بھی جاتا اور رہتا ہے، اسلام کے خلاف ذرہ برابر کام دیکھتا ہے تو تبلیغ پر آمادہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت ساتھ ہوتی ہے، وہ ان کی زبان میں وہ تاثیر رکھ دیتا ہے کہ لوگ پابندِ عمل ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی زبان میں، صورت میں، چلنے پھرنے کھانے پینے سونے جاگنے کی اداؤں میں وہ تاثیر رکھ دی تھی کہ لوگ آپ سے اچھا اثر لیتے تھے اور آن کی آن میں آپ تبلیغ کا وہ فریضہ انجام دے دیتے تھے کہ دوسرے لوگ وہ کام برسوں میں بھی نہیں

کر پاتے تھے، مولانا منصور علی خاں قادری، خطیب امام سنّی بڑی مسجد، مدن پورہ، بمبئی رقم طراز ہیں:

"یہ غالباً ۱۹۷۱ء یا ۱۹۷۲ء کی بات ہے، حضور مفتی اعظم ہند میرے والد محترم حضرت محبوب ملت کے عرس میں بمبئی تشریف لائے ہوئے ہیں، جمعہ کی نماز ادا فرمانے سنّی بڑی مسجد مدن پورہ میں ایسے موقع سے تشریف لائے کہ خطبہ شروع ہو گیا ہے، محراب سے باہر سڑک تک نماز کے لئے صفیں درست ہیں، مقام احتیاط اور پاسِ شریعت کہ حضرت مسجد کے دروازے پر ہی جلوہ فرما ہوئے اور وہیں نماز باجماعت ادا فرمائی، نماز کے بعد میرے یہاں مسجد میں درود امّی صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃً وّسلاماً علیک یارسول اللہ کا وِرد سو مرتبہ مجمع کے ساتھ ہوتا ہے، اسی درمیان یہ اطلاع ملی کہ حضرت تشریف لائے ہوئے ہیں، دعا کے بعد پورا مجمع حضرت کی جانب دست بوسی وقدم بوسی کی خاطر بڑھا، میں بھی حاضر ہوا، حضرت نہایت ہی جلال کے عالم میں بغیر مصافحہ کئے ممبر کے پاس تشریف لائے، پورے مجمع کو بیٹھنے کا حکم دیا اور مسائل بیان فرما کر میری طرف مخاطب ہوئے، فرمایا! آپ کے یہاں مسجد میں اذان خطبہ اندر ہوتی ہے؟ میں نے عرض کیا، جی حضور! فرمایا کیوں؟ عرض کیا، حضور! بمبئی کی تمام ہی سنی مساجد میں یہی طریقہ و دستور ہے۔

اب مجمع کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا "اذان اعلان ہے اور اعلان اندر نہیں ہوتا ہے، باہر ہوتا ہے، کوئی بھی اذان مسجد میں نہیں، خارج مسجد ہوگی" میں نے عرض کیا حضور دعا فرمادیں، انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اذان خطبہ خارج مسجد ہو جائے گی، حضرت نے بہت دیر تک دعا فرمائی، اور اسی دعا کی برکت، سرکار مفتی اعظم ہند کی کرامت کہ ایک ماہ کے بعد بغیر کسی شر کے سنّی بڑی مسجد مدن پورہ (بمبئی) میں اذانِ ثانی خارج مسجد ہوئی، جس مسئلہ پر عمل کرنے سے نہ جانے کتنے فتنہ وفساد کا اندیشہ تھا، اس مسئلہ پر عمل بخیر وخوبی شروع ہوا" (۷۲)

اس کا نام ہے تبلیغ اور تبلیغ اس طرح سے ہوتی ہے، ایسے کو مبلغ کہا جاتا ہے، آن ہی آن میں آپ نے ایک متروک سنت کو زندہ فرمایا، اور لوگوں کو نہ جانے کتنی نصیحتیں فرمادیں، جہاں متروک سنت کو زندہ کرنے پر فتنہ وفساد کا خوف تھا بلا چوں چرا کہ عمل ہو گیا، مدن پورہ میں آئے گئے تو بہت سارے علما، لیکن متروک سنت کو امام احمد رضا کے مبلغ نے زندہ کیا، ایسے موقع سے قمر مصطفوی شمس اللہ آبادی کی ایک

منقبت کے چند اشعار یاد آرہے ہیں۔

صداقت ہی صداقت ہیں ہمارے مفتی اعظم　فضیلت ہی فضیلت ہیں ہمارے مفتی اعظم
شریعت ہو طریقت ہو تصوف ہو حقیقت ہو　ہراک کی زینت ہیں ہمارے مفتی اعظم
مہک ایماں کی آتی ہے شمیم دینِ حق تن سے　گلِ باغِ ولایت ہیں ہمارے مفتی اعظم
شبیہہ پاک غوثِ پاک کے بالکل مشابہ ہے　بہت ہی خوبصورت ہیں ہمارے مفتی اعظم

چار اشعار علامہ سید آلِ رسول حسنین قادری مارہروی کے ملاحظہ کر لیجئے۔

حق نے بخشا تھا ہمیں ایسا مجلّٰے آئینہ　خُلق میں تھا جو سراپا مصطفٰے کا آئینہ
حق نما، حق بین وحق گو، حق پرست وحق پسند　مردِ حق، مشتاقِ حق، حق کی ضیا کا آئینہ
جس کا نصب العین تھا اعلانِ حق تبلیغ حق　زندگی جس کی تھی شرعِ مصطفٰے کا آئینہ
تازگی ایمان میں آتی تھی جس کو دیکھ کر　ستھرے پیارے نورِ حق شمس الضحیٰ کا آئینہ

امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کو علماء صوفیا، پیر مشائخ، ادباو شعرا نے بلندی سے دیکھا، ان کو بلند پایا، سر جھکا کر ان کے گن گائے، گیت گائے، ان کی شان میں منقبتیں ومضامین لکھے، اب کچھ لوگوں نے جھروکے سے اندھیرے میں دیکھا، کچھ نظر نہیں آیا تو آنکھیں ملتے ہوئے کہنے لگے، امام احمد رضا نے کتابیں تو بہت لکھیں مگر مبلغ پیدا نہیں کئے۔

مفتی اعظم کی فوجیوں میں تبلیغ

فوج کا محکمہ ایسا محکمہ ہے کہ لوگ اس کے جوانوں سے پناہ مانگتے ہیں اور پھر اس محکمہ میں تو مسلمان برائے نام ہوتے ہیں، مسلمان ہوں یا نہ ہوں ٹرین کے جس ڈبہ میں یہ لوگ سفر کرتے ہیں دوسرے مسافر کو اجازت نہیں ہے اور اگر مجبوری کی حالت میں چڑھ جاتے ہیں تو ڈرے سہمے بیٹھے رہتے ہیں، وہ جو کچھ کریں خاموش رہیں یا ان کی ہاں میں ہاں ملائیں، ورنہ خیریت نہیں ہے، ایک دفعہ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ساتھ بھی ایسا اتفاق ہوا کہ دیگر ڈبوں میں جگہ نہ ملنے کی بنا پر فوجی ڈبہ میں چڑھنا پڑا، یہ ڈبہ بھی بھرا ہوا تھا، خادم نے ایک فوجی سے کہہ کر ایک برتھ کے ایک کنارے آپ کو بیٹھا دیا، اس برتھ پر ایک فوجی لیٹا ہوا تھا جو بار بار آپ کے زانوں پر اپنا پیر رکھتا تھا، خادم اس کے پیر ہٹا دیتے تھے، آگے

کا حال مولانا توصیف رضا خاں بریلوی اس طرح لکھتے ہیں: (نوٹ - ذیل کا واقعہ ۱۹۵۵ء کا ہے)

''الغرض سفر شروع ہوا، ملٹری جوان اپنی شرارت آمیز فطرت سے مجبور ہو کر بار بار مفتی اعظم کی ران میں پیروں سے ٹھونگے مار رہا ہے اور آپ کے خادم بار بار اس کا پیر ہٹا دیتے ہیں اور مفتی اعظم اپنے خادم کو اس سے منع فرماتے ہیں کہ رہنے دیجئے، اور صبر وضبط کا نمومہ بنے محوذ کر وسفر ہیں، کہ اسی درمیان ملٹری کے جوانوں نے آپسی گفت وشنید وتبادلہ خیال کرتے ہوئے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو (معاذ اللہ) آوارہ عورت کہتے ہوئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی اور یہ وہی جوان تھا جو آپ کے برابر پیروں کی ٹھونگیں مارتا رہا تھا اور آپ برداشت کرتے رہے تھے لیکن مفتی اعظم سے حضرت مریم و نبی برحق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی برداشت نہ ہوئی اور جلال آپ کے چہرۂ انور پر پھیل گیا، چہرہ غصّہ سے سرخ ٹمٹمانے لگا اور آپ غیض وغضب کی صورت میں اپنی چھڑی لے کر ایک دم کھڑے ہو گئے اور چھڑی کو اس ملٹری کے جوان کے منھ کے قریب لے جاتے ہوئے بار بار فرماتے کہ اب اگر حضرت مریم یا حضر عیسیٰ کی شان میں گستاخی کی تو اچھا نہ ہوگا میں یہ چھڑی تمہارے حلق میں ٹھوس دونگا، بار بار آپ یہی تکرار کرتے رہے، ملٹری جوانوں سے بھرا ہوا ڈبہ حیران وششدر کہ اس بوڑھے مولوی صا حب کا غصہ اور ہمت تو دیکھو، نہ صرف ملٹری کے جوان حیران و پریشان بلکہ آپ کے خدام کا بیان ہے کہ وہ بھی پریشان تھے، یہ سوچ کر کہ اب خیر نہیں، ملٹری والے بھی دست درازی نہ کر گزریں، لیکن قربان جائیے اس بندۂ عشق اور عظمت انبیاء کے پاسبان حضور مفتی اعظم کے، کہ آپ ذرا بھی متفکر وہیبت زدہ نہ ہوئے، اور بار بار یہی فرماتے رہے کہ اب کہا تو ٹھیک نہ ہوگا، ان ملٹری کے جوانوں نے کہا آپ تو مسلمان ہیں ہم عیسائی! آپ اتنا برا کیوں مان رہے ہیں؟ حضرت فر ماتے ہیں کہ تم ہرگز عیسائی نہیں ہو، تم سے زیادہ ہم عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے اور ان کی عظمت کرتے ہیں، وہ اللہ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں ان کی شان میں گستاخی ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی''۔ (۷۳)

جو لوگ بندوق ورائفل سے لیس تھے..... جن کو مارنا اور مرجانا ہی سکھایا گیا تھا..... وہ لوگ اپنی عزت وعظمت کے سامنے کسی کی عزت نہیں کرتے.. وہ جو چاہیں کریں جو چاہیں بولیں... کرتے رہے بولتے رہے..... لیکن جب حضرت مریم وحضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی تو پاسدار شریعت جلال

میں آ کر اپنی چھڑی اٹھالی.... یہ غیر معمولی واقعہ ہے.... اس فوجی جوان کے ساتھ اگر اس کا ہیڈ یا سپہ سالار بھی اس طرح سے پیش آتا تو جوان اپنی آن پر مرمٹتا، لیکن وہ مفتی اعظم کے سامنے خاموش کیوں رہا؟ دنیا سکتے میں ہے، مفتی اعظم کی یہ ایسی تبلیغ ہے جو فوجیوں کے ذہن پر نقش ہوگئی، مستقل میں وہ ایسی حرکتوں اور گستاخیوں سے باز رہے ہوں گے کہ سب کچھ کرو لیکن حضرت مریم و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی نہ کرو.... گھر میں کود پھاند لینا اور ہے، میدان میں ڈٹ کر حق کا اعلان کرنا اور ہے.... انصاف سے بتایا جائے کہ یہ تبلیغ ہے یا نہیں؟ ایسی تبلیغ کرنے کی کسی میں ہمت ہے؟

مفتیِ اعظم کی غیر مسلموں میں تبلیغ

اس باب میں تو بڑے بڑے مبلغین کہلانے والے خاموش ہیں، وہ کھاتہ ہی نہیں کھول سکے تو بولیں گے کیا؟ وہی بولتے ہیں جو نہیں بولنا چاہیے، اور جو بولنا چاہیے وہ بولتے نہیں ہیں، مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تبلیغ نرالی تھی، آپ فرداً فرداً تبلیغ فرماتے تھے، یہ طریقہ زیادہ سود مند ہے، اسی لئے آپ افراد کو نہیں بلکہ فرد پر تبلیغ فرماتے تھے، جس شخص میں جو کمی ہوتی تھی، اس کمی کو بتا کر عمل کی جانب راغب کرتے تھے، اس سے سننے والا زیادہ متاثر ہوتا اور پھر عمل کے راستے پر لگ جاتا تھا، چنانچہ مفتی اعظم ہند کی تبلیغ مشہور ہے ایک دفعہ کا واقعہ ہے:

"شاہ گنج (یوپی) اسٹیشن پر ریل کے انتظار میں بیٹھے تھے، قریب ہی ہوٹل میں ایک شخص بیٹھا بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا، اتفاقاً اس پر حضرت کی نظر پڑگئی، آپ فوراً اپنی جگہ سے اُٹھ کر ہوٹل کی طرف چل پڑے، چونکہ ہمراہی لوگ کچھ نہ سمجھ سکے، اس لئے سخت متحیر ہوئے کہ حضرت کچھ بتائے بغیر کہاں جانے لگے، پھر لوگوں نے دیکھا کہ آپ ہوٹل میں ایک شخص سے فرما رہے ہیں کہ تمہیں تہذیب نہیں آئی کہ بائیں ہاتھ سے کھاتے ہو، اس نے کہا میں ہندو ہوں، حضرت نے ڈانٹ کر فرمایا "ارے انسان تو ہو" اتنا سنتے ہی فوراً وہ دائیں ہاتھ سے کھانے لگا" (۷۴)

بائیں ہاتھ سے کھانا تناول کرنا ایسا خراب عمل ہے کہ دیکھنے والوں کو بھی بُرا لگتا ہے، کسی بھی دھرم اور مذہب والے بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کو اچھا نہیں جانتے ہیں، لہٰذا ایسے موقع سے حضرت مفتی اعظم کا یہ فرمانا کہ "ارے انسان تو ہو" اس پر قیل وقال، حجت وتکرار اور بحث ومباحثہ کی کوئی گنجائش

نہیں ہے، اس لئے وہ غیر مسلم شخص بغیر چون وچرا کہ دائیں ہاتھ سے کھانے لگا۔

پانچ غیر مسلموں کا قبولِ ایمان

گلزار احمد نوری رضوی جونا گڑھی کے مطابق حضور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ اپنی ظاہری زندگی میں پینتیس مرتبہ جونا گڑھ تشریف لے گئے، ایک بار وہاں کے بزرگ حضرت جمیل شاہ داتار رحمۃ اللہ علیہ کی پہاڑی پر بھی تشریف لے گئے، آپ کے ساتھ ساٹھ علماءِ کرام تھے، پہاڑی پر پہنچے وہاں کے مجاور ودیگر کئی خدمت گار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے ساتھ غیر مسلم بھی تھے، آگے کا حال جناب گلزار احمد نوری رضوی جونا گڑھی سے سنئے:

''دوران گفتگو جمیل شاہ داتار رحمۃ اللہ علیہ کے چلہ شریف کے مجاور اور اس کے چار ساتھیوں نے حضور (مفتی اعظم ہند) کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرنے کی تمنا ظاہر کی، لوگ آپس میں پریشان تھے، کہ اس پُرفتن دور میں اسلام قبول کرنے سے بڑی دشواریاں پیش ہوسکتی ہیں، یہ بات حضور مفتی اعظم ہند کے کانوں تک پہنچی، حضور مفتی اعظم ہند نے جلال میں آکر فرمایا اسلام قبول کرنے میں ایک منٹ کی تاخیر نہیں ہونی چاہئے، کیا بھروسہ زندگی کا، کل بروز قیامت رب کی بارگاہ میں کیا جواب دیا جائے گا، ایسے نازک وقت میں کسی طرح کا خوف کئے بغیر حضور مرشد برحق نے پانچوں کافروں کو داخل اسلام کیا، اسلام کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد وہ وہیں خدمت انجام دیتے رہے، ان پانچوں میں سے چار نے الحمد للہ! اپنی تقدیر کے مطابق زندگی بسر کر کے باایمان اس دار فانی کو چھوڑ کر عالم بقا کی طرف کوچ کیا، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے'' (۷۵)

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے صرف چہرے کو دیکھ کر غیر مسلموں کے ایمان لانے کے بہت واقعات ہیں، ایسا واقعہ ناگپور اور دیگر شہروں میں بھی ہوا تھا اور آپ نے فی الفوران کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنایا۔

خانقاہوں اور پیروں میں تبلیغ

صحیح العقیدہ مسلمانوں کا خانقاہوں اور پیروں کے تئیں عقیدہ پختہ اور مضبوط ہوتا ہے، عقیدت ومحبت

میں کبھی کبھی سہو اور بھول پر بھی کوئی زبان نہیں کھولتا، لیکن مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ حق کہنے میں کہیں بھی خاموش نہیں رہتے تھے، بلکہ حق کا پیغام پہنچا دیتے، حق بات بتا دیتے، حق بات سنا دیتے تھے، یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی، اب ایسے لوگوں کے سامنے ذرا کوئی زبان کھول کر دیکھ لے، زندگی بھر کے لئے دشمنی کی دیوار کھڑی ہو جائے گی، لیکن مفتی اعظم ہند حق بات کہنے سے کبھی بھی نہیں ڈرتے اور لوگ خوشی سے قبول بھی کر لیتے تھے، تاریخ کے صفحات ایسے بے شمار واقعات اور تبلیغ کی نشان دہی کرتے ہیں جو اپنی جگہ پر بے مثال ہیں، آپ بلا خوف لومۃ لائم کا اعلان کرتے تھے، جذبہ یہی تھا کہ دین اسلام کا بول بالا ہو، لوگ اسلامی قوانین پر عمل پیرا ہوں، اس کے تحت مولانا یسین اختر مصباحی لکھتے ہیں:

"آپ کے اندر ایمانی جرأت ایسی تھی کہ بلا خوف لومۃ لائم ہر صحیح اور سچی بات برملا کہتے اور اس میں کسی طرح کی مداہنت اور بے جا رعایت کے قائل نہ تھے جب کوئی خلاف شرع کام دیکھتے فوراً ٹوکتے، بے ڈاڑھی والا مسلمان سامنے آتا تو اس کو سختی کے ساتھ ڈاڑھی رکھنے کی تاکید کرتے محافل میلاد اور جلسوں میں کوئی نعت خواں غلط شعر پڑھ دیتا جس میں شرعی سقم ہوتا یا کوئی خطیب وواعظ غلط مسئلہ یا روایت بیان کرتا تو فوراً وہیں مجمع عام میں اس کی اصلاح کرتے اس سے توبہ کراتے، اگر کوئی ننگا سر سامنے آتا، اس کو بھی برداشت نہ فرماتے، اس طرح کے نہ جانے کتنے واقعات پیش آئے جن سے قریب رہنے والے ہزاروں علما وعوام بخوبی واقف ہیں" (۷۶)

اور لوگ جن چیزوں کو چھوٹی چھوٹی باتیں سمجھ کر نظر انداز دیتے ہیں، مفتی اعظم ہند ان باتوں کی بھی تبلیغ کرتے تھے، مثلاً اگر کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کام کی ابتدا کرتا تو خفا ہوتے اور فرماتے دائیں ہاتھ سے لو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ، دائیں ہاتھ سے کام کی ابتدا کرو، خلوت میں رہو یا جلوت میں رہو، اسلامی طور طریقے سے رہو، گلا کا بٹن کھلا نہ رکھو، آستین چڑھا کر نہ رکھو، ننگے سر نہ رہو، چاڑھے چار ماشہ سے زیادہ کی انگوٹھی نہ پہنوں، ڈاڑھی نہ چڑھاؤ، نہ کترواؤ، نہ منڈواؤ، کسی کے نام کو بگاڑ کر نہ بلاؤ، ایسا رہو جس میں تمہارا وقار سلامت اور اسلام کا دستور زندہ رہے، آپ کی تبلیغ منفرد تبلیغ تھی۔

"آپ کے دست حق پرست پر سینکڑوں غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے اور ہزاروں بدعقیدہ تائب ہو کر دولتِ ایمان سے مالا مال ہوئے، نیز ۱۹۲۳ء میں علیگڈھ، متھرا، راجستھان، میرٹھ، بلند شہر، بھرتپور وغیرہا شہروں میں آریوں ناریوں کا مقابلہ کیا۔ ۱۹۲۴ء میں شردھانند کا ڈٹ کر

مقابلہ کیا۔ ١٣٢٦ھ مطابق ١٩٤٦ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں بھی تاریخ ساز کردار انجام دیا" (٧٧)

مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ اگر زندگی بھر کچھ بھی نہیں کرتے تو آپ کو زندہ رکھنے کے لئے آپ کی ١٩٢٣ء میں علیگڈھ، متھرا، راجستھان، میرٹھ، بلند شہر، بھرتپور کی تبلیغ کافی تھی، ان علاقوں میں آپ نے جس پامردی کے ساتھ تبلیغ کی وہ آپ ہی کا حصہ تھا، ان علاقوں میں لوگ اسلام کو چھوڑ رہے تھے، دین مٹ رہا تھا، مفتی اعظم نے ان علاقوں میں پہنچ کر لوگوں میں تبلیغ کر کے دین پر قائم رکھا اور غیر مسلموں کو بھی کلمہ پڑھا کر مسلمان بنایا، آپ کی تبلیغی خدمات کے متعلق یٰسین اختر مصباحی لکھتے ہیں:

"آپ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے عظیم الشان دینی خدمات انجام دی ہیں، ہمیشہ گمراہوں کو کو راہِ ہدایت دکھاتے رہے اور اپنے چند جملوں سے قلوب کی تسخیر کا آپ وہ کارنامہ انجام دیتے جو اوروں کی سینکڑوں تقاریر پر بھاری ہوتے، اپ کی دلکش اور مقدس صورت دیکھ کر بے شمار غیر مسلم آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور ہزاروں بدعقیدہ آپ کی صورتِ زیبا دیکھ کر آپ کے تبلیغی جذبے سے متاثر ہو کر بدعقیدگی سے تائب ہوئے" (٧٨)

مفتی اعظم نے اپنی تبلیغ سے پانچ لاکھ کو کلمہ پڑھایا

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تبلیغ بے مثال تبلیغ تھی، ایسی تبلیغ کہ ہندوستان کا سچا مؤرخ اسے دیکھے گا تو دانتے انگلی کاٹے گا، کہ امام احمد رضا خاں کے صاحبزادے نے وہ کارنامے انجام دیئے ہیں جو صدہا آدمی مل کر نہیں کر سکتے ہیں، جن لوگوں نے سرکار مفتی اعظم ہند کی زندگی کو دیکھا ہے ان میں ہزارہا آدمی بقید حیات ہیں، ان سے پوچھ لیا جائے کہ سرکار مفتی اعظم نے کس طرح سے تبلیغ کی ہے، بریلی میں رہے جب بھی تبلیغ، بریلی سے باہر جاتے جب تبلیغ، دینی جلسوں میں جاتے جب بھی تبلیغ، ٹرین یا بس میں ہوتے جب بھی تبلیغ کرتے تھے، اسی تبلیغ کا نتیجہ ہے کہ آپ کے ہاتھوں پر لاکھوں لوگوں نے کلمہ پڑھا، اس تعلق سے سید وجاہت رسول قادری نے روداد جماعت رضائے مصطفیٰ کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے:

"علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں، مفتی اعظم ہند نے پانچ لاکھ ہندوؤں کو کلمہ پڑھایا" (٧٩)

مولانا اختر الاسلام علیمی نے بھی یہی تعداد یعنی پانچ لاکھ لکھی ہے کہ شدھی تحریک میں مفتی اعظم ہند نے پانچ لاکھ مرتدوں کو کلمہ پڑھایا، لکھتے ہیں:

(۱) شدھی تحریک کا تعاقب اور ۵ ر لاکھ مرتدوں کا مشرف بہ اسلام ہونا............۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء

(۲) مسلم راجپوت کی اصلاح کی خاطر مسلسل ۱۱ ر مہینے گھر کو خیر باد کہا............۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء

(۳) تبلیغ اسلام کے لئے ایک وفد بہار واڑیسہ کو روانہ کیا............۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء

(۴) شاہ فضل حسن صابری کا ''دبدبہ سکندری'' میں آپ کی خدمات پر تفصیلی نوٹ............

............۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء۔ (۸۰)

یہ پڑھ کر آپ حیران نہ ہوں، اس بات پر حیرانی بڑھے تو فتنۂ ارتداد کی تاریخ پڑھ لیں، حیرانی دور ہو جائے گی، نازونعم میں پرورش پانے والے نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کو ورغلا کر دولت کا منھ دکھا کر ان سے ان کا ایمان چھینا جا رہا ہے تو آپ نے نہ نازونعم کو دیکھا، نہ جبہ و دستار کا خیال کیا، نہ ٹال مٹول سے کام لیا، بلکہ مسلمانوں کے ایمان کو بچانے کے لئے چل پڑے، کبھی ریل سے، کبھی پیدل، کبھی بیل گاڑی سے بھوکے پیاسے رہ کر ان مقامات تک پہنچے، جہاں ایمان چھینا جا رہا تھا، ایمان بیچا جا رہا تھا، ہیں پر آپ نے جہد کی، کہیں پر کوشش کی، کہیں پر مباہلہ کی دعوت دی، کہیں پر دشمنوں کو للکارا، کہیں پر مرتد ہونے والوں کو غیرت دلائی، لوگ ارتداد سے پلٹ کر کلمہ پڑھنے کے لئے راضی ہوئے، کلمہ پڑھایا، مسلمان بنایا، اسلام پر قائم رہنے کی ہدایت کی، کہیں پر لوگ آپ کی پیاری و حسین صورت کو دیکھ کر ہی توبہ کرنے پر راضی ہو گئے، ان کو توبہ کرا کر سچا مسلمان بنایا، اسی طرح غیر مسلم حضرات بھی آپ کے ہاتھوں پر توبہ کرتے، کفر چھوڑتے اور مسلمان بنتے تھے، اس طرح آپ نے پانچ لاکھ کو مسلمان بنایا۔

شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خاں قادری

ولادت ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء

وفات ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۹۶۰ء

شیر بیشۂ اہلسنت مولانا مفتی حشمت علی خاں کی ولادت ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء میں لکھنؤ میں ہوئی، رسم بسم اللہ خوانی کے بعد قرآن پاک ناظرہ جناب حافظ وقاری غلام طٰہٰ صاحب ٹونکوی سے پڑھا، اس کے بعد مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ، جو دیوبندی مکتب فکر تھا اور ہے، اس مدرسہ کے استاذ حافظ عبدالغفار دیوبندی مرید مولوی اشرفعلی تھانوی سے حفظ قرآن کا درس لیا، حفظ کی دستار بندی کے

بعد پہلی تراویح حضرت میناشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ والی مسجد میں سنایا، اسی مدرسہ سے آپ نے قرأت حفص اور قرأت سبعہ کی سند لی، جب آپ میزان الصرف پڑھ رہے تھے تو درس گاہ کے استاد مولوی قاری نصیر الدین تھانوی نے آپ کو شرک وبدعت کا پیالہ پلا دیا تھا کہ فلاں چیز بدعت ہے فلاں کام شرک ہے، لہذا استاد کا رنگ آپ پر چڑھ گیا تھا، اسی درمیان ایک دن گھر آئے تو اپنی ماں کے پاس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری کی تصنیف ''تمہید ایمان'' دیکھا، مطالعہ کیا، استاد نے جو رنگ چڑھایا تھا اترنے لگا، کیوں کہ وہابیت و دیوبندیت کے زہر کا تریاق جو مل گیا تھا، شیر بیشۂ اہل سنت نے توبہ کیا، والد ماجد اور والدہ ماجدہ کو بڑی خوشی ہوئی کہ ہماری جان کا ایمان بچ گیا۔

حشمت علی گھر سے پلٹے مدرسہ عالیہ فرقانیہ پہنچے، مولوی محمد جان صدر مدرس کے درس میں بیٹھے، لیکن تیور بدلا ہوا تھا، دورانِ تدریس بات نکل گئی ایمان عقیدہ کی، سبق رُک گیا، بحث ہونے لگے، آج آپ طالب علم نہیں بلکہ محبوب ملت کی تحریر کے مطابق'' آپ سنیوں کے ایک مناظر کی حیثیت سے تھے'' کئی روز کی بحث وتکرار میں مولوی محمد جان کو بے جان کردیا، مولوی محمد جان آخر مدرس تھے، مولوی تھے، وہابیت دیوبندیت کا پکایا ہوا جام پیے ہوئے تھے، حشمت علی نے اس جام کے عیوب کو سامنے رکھ دیا تو مولوی محمد جان نے ومولوی عین القضاۃ صاحب سے شکوہ کر بیٹھے، حشمت علی ہمارا کھا کر ہم ہی پر غراتا ہے، ہم سے پڑھ کر ہم ہی سے مناظرہ کرتا ہے، عین القضاۃ صاحب نے کہا، اچھا، بہت اچھا، کوئی بات نہیں، بچہ ذہین ہے، ہونہار ہے، ذکی طالب علم ہے، چھیڑیئے مت، چلئے صاحب! ٹھیک ہے، آپ کی بات سر آنکھوں پر، پر کوئی راہ ڈھوڈنی چاہئے، استاد الگ راہ ڈھونڈ رہا ہے، شاگرد الگ راہ تلاش کر رہا ہے، استاد کو راہ نہیں ملی شاگرد کو مل گئی۔

شیر بیشۂ اہلسنت بریلی کے میکدہ میں

صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی قادری کسی کام سے لکھنؤ پہنچے، ابوالحفاظ محمد نواب علی خان قادری اپنے بیٹے حشمت علی کو ساتھ لے کر مولانا امجد علی اعظمی کی قیام گاہ پر پہنچے علیک سلیک کے بعد طرفین نے خیریت دریافت کیں اور پھر بیٹھ گئے۔

تمہید ایمان کے مطالعہ کے بعد اس کے مصنف امام احمد رضا خاں بریلوی کے ہاتھوں پر بیعت کی خواہش کا اظہار فرمایا، حضور حجۃ الاسلام نے فرمایا کہ ابھی وکالتِ مولانا امجد علی کے ہاتھ پر بیعت

کرلیں، پھر بریلی شریف آکر تجدید بیعت کرلیں، آپ نے مولانا امجد علی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر وکالت بیعت کرلی، پھر چند دنوں بعد رخت سفر باندھا بریلی پہنچے، اپنے مقصد گھر بار کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر بیعت کرلی اور اس طرح اپنی مراد کو پہنچے۔

واپس مدرسہ عالیہ فرقانیہ میں لکھنؤ آئے، اساتذہ اور طلبا میں یہ باتیں مشہور ہوگئیں کہ حشمت علی مولانا احمد رضا کے ہاتھوں پر بیعت ہوکر آئے ہیں، اب تو چھیڑ چھاڑ کا بازار گرم ہوگیا، اساتذہ کی گھیرابندی اور دباؤ کا معاملہ بڑھنے لگا، درس گاہ میں کتابیں پڑھنے پڑھانے کے بجائے اسی موضوع کا باب کھلتا، استاد کو مسکت جواب دیتے، آخر ایک دن ان ساری باتوں کو لکھ کر پیرو مرشد شاہ احمد رضا کو بھیج دیا، امام احمد رضا کو خط ملا، مطالعہ کیا اور لکھ کر بھیج دیا، یہاں بریلی چلے آؤ، آکر منظر اسلام میں تعلیم حاصل کرو، ان باتوں کا چرچا ہوتے ہوتے عین القضاۃ تک بات پہنچی، عین القضاۃ نے آپ کے والد اور آپ کو بلوایا، دونوں حضرات عین القضاۃ کے روبرو حاضر ہوئے، باپ اور بیٹے کو سمجھایا کہ آپ اس کو کہیں باہر نہ بھیجیں، اور تم کہیں دوسری جگہ پڑھنے مت جاؤ، تمہارا وظیفہ بڑھا دیا جائے گا، پچیس روپے ماہانہ کردیا جائے گا، کہئے نواب علی خان صاحب ٹھیک ہے نا؟ نواب علی خان صاحب نے کہا نہیں ہمارا بچہ پڑھنے کے لئے بریلی جائے گا، مشیت رہنمائی کررہی تھی، مولانا حشمت علی خان کو "شیر بیشۂ اہلسنت" بننا تھا، سامان باندھا بریلی پہنچ گئے، یہ ۱۳۳۶ھ کا واقعہ ہے۔

دارالعلوم منظر اسلام میں پڑھتے اور مسجد بی بی جی میں امامت کرتے تھے، وقت کے ساتھ آپ کی عمر اور علم دونوں میں اضافہ ہورہا تھا، عقیدت پختہ ہورہی تھی، دانشمندی کی کھیتیاں لہلہانے لگیں، گستاخوں کے تئیں تیر جولانیاں پیچ وتاب کھانے لگیں، چونکہ پہلے وہابی دیوبندی کم تھے، ان کی گستاخیوں کا جرم طشت از بام ہوچکا تھا، ان کو لوگ مجرم سمجھتے تھے، جہاں کہیں یہ شرارت وفساد کرتے تھے تو لوگ آواز لگاتے تھے کہ یہ مجرم ہے ان کو پکڑو، محبت وانصاف کی زبان سے نہیں مانتے تھے تو مناظرے کے اسٹیج لگتے تھے۔

شیر بیشۂ اہل سنت کا پہلا اور دلچسپ مناظرہ

مناظر کو مندرجہ ذیل خوبیوں اور صفتوں سے لیس ہونا چاہئے کہ اپنے مذہب ومسلک میں خوب پختہ ہو،

اپنے مذہب ومسلک کی کتابوں سے آگاہی رکھتا ہو، باطل اور حریف کے مذہب ومسلک سے پوری طرح واقف ہو، مختلف علوم وفنوں میں مہارت وعبور حاصل ہو، دیگر ادیان ومذاہب اوران کے رہنماؤں اور پیشواؤں کی تاریخ، عقائد وقوانین کے گہرے مطالعہ کے ساتھ ماضی وحال پر نظر رکھتا ہو، ان کے اساتذہ اور ہم عمر وہم عصر علما اور عوام کوان پر یقین ہو کہ یہ ہماری جماعت کا ایسا مضبوط عالم ہے کہ میدان مناظرہ میں فاتح کہلائے گا، حریف کو خاک چٹا کر شرمندہ کرے گا، مناظرہ کی تاریخ بہت پُرانی ہے اس کی گہرائی میں نہ جاکر ہم ''شیر بیشۂ اہل سنت'' کو بحیثیت مناظر کے دیکھتے ہیں کہ وہ کس شان کے مناظر تھے۔

مجدد وقت حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا علمی دربار سجا ہوا ہے، مریدین ومعتقدین، مدرسہ کے اساتذہ وطلبا، خطبا وخلفا بیٹھے ہوئے ہیں، سامنے درجنوں خطوط رکھے ہوئے ہیں، کچھ لوگ خطوط چھانٹنے میں لگے ہوئے ہیں، کچھ لوگ جوابات لکھنے میں، اس محفل میں مدرسہ اہل سنت منظر اسلام کے ایک ہونہار طالب علم مولانا حشمت علی خاں بھی پہنچ گئے، اعلیٰ حضرت نے ایک خط اٹھا کر حشمت علی کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا، لیجئے پڑھ کر سنائیے۔

حضور یہ خط ہلدوانی منڈی سے آیا ہے، وہاں کے سنی مسلمانوں کو مولوی یاسین خام سرائی نے مناظرہ کا چیلنج کیا ہے، وہاں کی جامع مسجد میں مناظرہ ہوگا، آپ سے مناظر بھیجنے کی گذارش کی ہیں، خط ختم کرنے کے بعد حضرت شیر بیشۂ اہل سنت گویا ہوئے، حضور حکم ہوتو میں اس مناظرہ کے لیے جاؤں، اعلیٰ حضرت نے بلاتامل ارشاد فرمایا جایئے، یہ لیجئے کرایہ، اہل سنت کے جنگل کا یہ نوجوان شیر رات کی گاڑی پکڑا اور اہل صبح ہلدوانی پہنچ گیا، جامع مسجد میں فجر کی نماز باجماعت ادا کر کے مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ گیا، ہلدوانی کے چند لوگ بریلی سے آنے والے مناظر کولانے کے لئے اسٹیشن گئے تھے، ان لوگوں کو وہاں کوئی لحیم شحیم، تندرست وتوانا مولوی سے ملاقات نہیں ہوئی، واپس آکر جامع مسجد کے امام صاحب سے کہنے لگے ۹ ربجے دن میں مناظرہ شروع ہوگا، کوئی مناظر آئے نہیں، دوسری گاڑی دوپہر میں ہے، اب کیا ہوگا؟ عزت کیسے بچے گی؟۔

ساری باتوں کو سن کر اہل سنت کا نوجوان شیران لوگوں کے سامنے آکر کہنے لگا، جناب آج کے مناظرہ کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے مجھ کو بھیجا ہے، لوگ ایک دوسرے کا منھ دیکھنے لگے، یہ اُنیس سال کا نوعمر طالب علم، پختہ اور تجربہ کار وہابی مولوی سے کیسے مناظرہ کرے گا؟ سکوت کی

نضامیں امام صاحب بولے، جناب آپ کا مناظر بہت تجربہ کار ہے، حضور شیر بیشۂ اہل سنت نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں، آپ اطمینان رکھیں انشاء اللہ تعالٰی میدانِ مناظرہ میں حق کا پرچم لہرائے گا، سنیوں کا بول بالا، باطل کا منھ کالا ہوگا، انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا، اس گفتگو کے بعد سنیوں کے جان میں جان آئی، شیر بیشۂ اہل سنت کو ناشتہ کھلایا تواضع کی اور پھر وقت مقرر پر جامع مسجد لے کر آگئے، مولوی یاسین خام سرائی بھی وقت پر آپہنچا، نوجوان سنّی مناظر کو دیکھ کر دل میں نہ جانے کیا کیا سوچا ہوگا اپنے تصورات کے ہاتھوں سے اپنی پیٹھ کو ٹھوکا ہوگا، من ہی من میں اپنے سر پر عزت کی دستار کو سجایا ہوگا، بیا کل من کے لگام کو مضبوط پکڑ کر کہا ہوگا، رُک سرکش شریر گھبرانے کی بات نہیں تھوڑی دیر میں میدان مار کر فخر کی گردن پر بیٹھ کر یہاں سے روانہ ہوں گا، آج انیس سال کے نوجوان طالب علم کو ایسا لا جواب کروں گا کہ اس کو چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا، پھر کبھی مناظرہ کا نام نہیں لے گا، اب آگے کا حال مولانا شاہ محبوب علی خاں صاحب سے سنئے:

''موضوع مناظرہ تھانوی کی ''حفظ الایمان'' والی کفری عبارت پر مناظرہ شروع ہوا، اور حضرت شیر بیشۂ اہل سنّت اس طرح اس کو دلائل میں جکڑا کہ وہ تجربہ کار پُرانا گھاگ دیوبندی مولوی آپ کی تیسری ہی تقریر کے جواب میں کچھ بولنا تو کجا اُٹھ بھی نہ سکا، پانچ منٹ تک بت بنا ہوا خاموش بیٹھا رہا، اِدھر حضرت بار بار جواب کا مطالبہ فرماتے رہے مگر جواب دینے کے بجائے خام سرائی نے اپنے طلبہ سے کہا کتابیں اُٹھاؤ اور چلو، فرّ یفرّ کی گردان کرتے ہوئے یہ جاوہ جا، سنیوں نے نعرہ تکبیر ورسالت بلند کئے، حضرت نے ارشاد فرمایا تمام صاحبان باادب کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھیں، صلاۃ وسلام کے بعد دعا ہوئی، سنیو نے فتح مبین کی مبارک بادی اور فتح و کامرانی کے ساتھ اجلاس مناظرہ ختم ہوا، مسلمانانِ اہل سنت ہلدوانی کی جانب سے تہنیت ومبارک بادی کے تین جلسے مقرر کئے گئے جس میں حضرت کے بیانات ہوئے اور بہت سے بھکے ہوئے لوگوں نے توبہ کی'' (۸۱)

اس کے بعد ایسا بھی ہوا

جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھ لیا ہے کہ مناظرہ ختم ہونے کے بعد سنیوں نے تین جلسے کئے اور ان تینوں

جلسوں میں بحیثیت مقرر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں کا انتخاب کیا، ادھر مولوی یاسین خا م سرائی اپنی قیام گاہ پر آ کر شرم وغیرت کی چادر کو پھاڑ دیا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے نام ایک خط لکھا۔

”آپ نے ایک نوعمر طالب علم کو ہلدوانی بھیجا جو کسی سوال کا جواب نہ دے سکا، سنّی رسوا ہوئے، ہلدوانی سے سنیت کا جنازہ نکل گیا“

مزید ستم یہ کھوٹا سکہ کو کھرا ثابت کرنے کے لئے چند لوگوں سے خط پر دستخط کرا کر سپرد ڈاک کر دیا اور شیر بیشۂ اہل سنت کے بریلی پہنچے سے پہلے وہ خط اعلیٰ حضرت کو مل گیا، شیر بیشۂ اہل سنت جب بریلی پہنچے اور امام احمد رضا کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام مصافحہ کے بعد ہلدوانی کے مناظرے کی روداد سنانے لگے تو مجدد اعظم نے مسکرا کر یاسین خام سرائی کا وہ خط آپ کے ہاتھوں میں تھما دیا، خط پڑھ کر شیر بیشۂ اہل سنت حیرت کے عالم میں ڈوب گئے، کذب وافترا کے اس کھیل پر مبہوت ہو کر رہ گئے، اعلیٰ حضرت سے اجازت لی ٹرین پکڑ کر آپ پھر ہلدوانی پہنچ گئے، ہلدوانی کے لوگوں کو خبر ملی کہ شیر بیشۂ اہل سنت دوبارہ تشریف لائے ہیں، آپ کی خدمت میں جوق در جوق آنے لگے، دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں سنی جمع ہو گئے، خیریت پوچھی آنے کا منشا دریافت کیا، آپ نے وہ خط سنایا، لوگ آگ بگولہ ہو گئے، یاسین خام سرائی کو لعنت ملامت کرنے لگے، واقعات مناظرہ پر ان لوگوں نے ایک مضمون لکھا، شیر بیشۂ اہل سنت کی تعریف وتوصیف لکھی، لوگوں کے دستخط لیے اور شہادت کے لئے چار دیانت دار سنیوں کو آپ کے ہمراہ بریلی بھیجا، سبھی حضرات بریلی پہنچے، اعلیٰ حضرت سے ملاقات ہوئی، مشاہدین نے وہ مضمون پیش کئے اور مناظرہ کی روداد زبانی بھی سنائے، مضامین پڑھنے اور واقعات سننے کے بعد اعلیٰ حضرت نے مسکرا کر فرمایا ماشاء اللہ آپ ”ابوالفتح“ ہیں، آگے کا حال محبوبِ ملّت حضرت مولانا محبوب علی خاں اس طرح سے بیان کرتے ہیں:

”اعلیٰ حضرت نے قریب بلایا اور خود کھڑے ہو کر حضرت کو سینۂ اقدس سے لگایا اپنا عمامہ مبارک حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے سر پر رکھ دیا اپنا جبہ شریف عطا فرمایا اور پانچ روپے عطا فرمائے، اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے مدرسہ کا قبض الوصول طلب فرما کر اپنے قلم سے تحریر فرمایا کہ ”حشمت علی میرا روحانی بیٹا ہے آج سے میں ان کا پانچ روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کرتا ہوں“ (۸۲)

مذکورہ بالا واقعہ ۱۳۳۸ھ میں وقوع پذیر ہوا، اور ماہ شعبان ۱۳۴۰ھ میں شیر بیشۂ اہل سنت کی فراغت کی دستار ہوئی، اس کے بعد سنیت کے شیر نے تو تہلکہ مچا دیا، اسلام وسنیت پر حملہ کرنے والوں

پر جھپٹ پڑتے تھے، رضا کے اکھاڑے کے اس نوجوان شیر کی دھوم مچ گئی۔

شیر بیشۂ اہل سنت کا شیر پنجاب سے مناظرہ

غیر مقلد کے مشہور مولوی، مقرر، ایڈیٹر، مترجم ثناء اللہ امرتسری کو ان کے ہم عقیدہ شیر پنجاب کے لقب سے یاد کرتے تھے، ایک دَور تھا کہ ان کے نام کے ڈنکے بجتے تھے، غیر مقلدین ان پر ناز کرتے تھے، ''پادرہ''، ضلع بڑودہ میں وہابی دیوبندی نے سنیوں کو مناظرہ کا چیلنج کیا، شیر بیشۂ اہل سنت ''پادرہ'' ہی میں مدرسہ اہل سنت میں صدر مدرس تھے، آپ نے چیلنج قبول کرلیا، موضوع مناظرہ مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب ''حفظ الایمان'' کی کفری عبارت تھی، ان کفری عبارتوں کو وہابی دیوبندی کفر نہیں بلکہ صحیح اور ایمان کی پاسدار سمجھتے ہیں، ان کفری عبارتوں پر بے شمار مناظرے ہو چکے ہیں، لیکن کفر کا داغ یونہی برقرار ہے۔

''پادرہ'' کے مناظرہ میں شیر بیشۂ اہل سنت کے مقابلہ میں شیر پنجاب کو لایا گیا، طرفین کے مناظر اپنے اپنے اسٹیج پر پہنچے، لوگ اکٹھا ہو گئے، شیر بیشۂ اہل سنت کے جوان چہرے کو دیکھ کر لوگ دنگ رہ گئے کہ یہی نوجوان اہل سنت کا مناظر ہے؟ سوالیہ نگاہوں سے لوگ ایک دوسرے کا منھ دیکھنے لگے ، کیا یہ نوجوان، شیر پنجاب کا مقابلہ کر سکے گا؟ دیکھو کیا ہوتا ہے، اب لوگوں کو مناظرہ دیکھنے اور سننے کی تڑپ بڑھ گئی، مولوی ثناء اللہ امرتسری نے شیر بیشۂ اہل سنت کو کنکھیوں سے دیکھا، پھر نگاہیں سیدھی کرکے نوجوان شیر کو تکتے لگے، یہ نوجوان مجھ سے مناظرہ کرنے آیا ہے؟ مناظرہ کے میدان میں کتنی دیر ٹکے گا؟ ان کی حقارت اچھلی، نخوت انگڑائیاں لینے لگیں، شیر پنجاب تھے کھڑے ہو کر شعر پڑھا۔

تیر پر تیر چلاؤ تمہیں ڈر کس کا ہے　　　سینہ کس کا میری جان جگر کس کا ہے

شیر بیشۂ اہل سنت کی جب باری آئی کھڑے ہو کر کہا جناب یہ مناظرہ گاہ ہے، مشاعرہ گاہ نہیں، شعر پڑھنا چھوڑیئے، تھانوی جی کی کفری عبارتوں سے چادر ہٹایئے، جس کام کے لئے آپ یہاں آئے ہیں وہی کام کیجئے، لیکن ثناء اللہ صاحب نہیں بدلے نہ طرز میں، نہ گفتار میں، نہ روش میں، نہ عقیدہ میں، مولوی شیر پنجاب جب دوسری تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو پھر مذکورہ بالا شعر کو دہرایا، عجب حال تھا نہ جانے کیوں شعر پڑھتے تھے، اس کی دو ہی وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ شیر بیشۂ اہل سنت کو مرعوب کرنا تھا یا مناظرہ سے راہِ فرار اختیار کرنا، شیر پنجاب کی اس ادا پر شیر بیشۂ اہل سنت گرچہ کہ اس

شعر سے تھانوی جی کی کفری عبارت کا کیا تعلق ہے، کیا آپ کے شعر پڑھنے سے تھانوی جی کی کفری عبارت ختم ہو جائے گی؟ موضوع مناظرہ پر دلیل لائیے اور ایسی دلیل لائیے جس سے تھانوی جی کی کفری عبارت سے پردہ اٹھے، جب شیر بیشۂ اہل سنت نے لگام کسا تو شیر پنجاب نرم پڑے، خاموش ہوئے، ان پر مبہوتی کیفیت طاری ہوئی، ان کا اچھل کود ختم ہوا، اور آخر تک دلیل نہ لا سکے، تین روز تک مناظرہ ہوتا رہا مگر مولوی ثناء اللہ صاحب کفری عبارت کا پردہ نہ اُٹھا سکے۔

لاہور کا ایک مناظرہ

وہابی دیوبندی مولویوں نے اپنی کتابوں میں جن خیالوں کی کاشت کی ہیں ان کے کانٹوں سے عصمت انبیا و اولیا کا دامن چاک ہوتا ہے اور اس کھیتی کا مطلب ہی یہی ہے کہ معاذ اللہ عصمت انبیا و اولیا کا دامن چاک ہو، اگر ایسا نہیں ہے تو وہ اس کھیتی کے رکھوالے کیوں ہوتے ہیں؟ ایسی کاشت کی مدح سرائی کیوں کرتے؟ ان کی حمایت میں کیوں کراٹھتے، علماءِ اہل سنت و جماعت اپنی تقریروں کے ذریعہ عوام کو ببول کی کھیتی ضرور دکھاتے ہیں، اس کے کاشت کاروں کے نام ضرور بتاتے ہیں، یہی باتیں ان کے معاون و مددگار کے سروں پر عصائے موسوی بن کر گرتی ہیں اور چیلنجِ مناظرہ دیتے ہیں کہ جو باتیں تمہارے لئے عیوب ہیں وہ ہماری خوبیاں ہیں، لیکن آج تک ان عیوب کی خوبیاں ثابت نہیں کر سکے، لاہور میں بھی ایسا ہی ہوا، سنی عالموں کی تقریریں سن کر وہابی مولویوں نے واویلا مچایا اور پھر چیلنج مناظرہ کر دیا، شوال المکرّم ۱۵/۵۲ ۱۳ھ مسجد وزیر خان لاہور میں مناظرہ ہونے طے پایا کہ دیوبندی کی طرف سے مولوی اشرف علی تھانوی اور اہل سنت و جماعت کی جانب سے حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں مناظر ہوں گے یا اپنے وکیل مناظرہ گاہ میں بھیجیں گے۔

اس مناظرہ میں سنیوں کی جانب سے حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں.... صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی... صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی.... حضور مفتیِ اعظم ہند مصطفیٰ رضا نوری بریلوی... شیر بیشۂ اہل سنت ابوالفتح علامہ حشمت علی خاں لکھنوی و دیگر علماءِ اہل سنت و جماعت مسجد وزیر خان لاہور میں پہنچے تھے۔

دیوبندی کی طرف سے مولوی اشرف علی تھانوی مسجد وزیر خان تو کجا لاہور بھی نہیں پہنچے، البتہ مولوی احمد علی شروانی، مولوی اسمٰعیل سنبھلی، مولوی ابوالوفا شاہجہاں پوری، مولوی ابوالقاسم و مولوی عبدالحنان

لاہوری اور دوسرے ذمہ دارانِ دیوبند یہ ضرور پہنچے تھے۔

اس مناظرہ میں حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں نے شیر بیشۂ اہل سنت ابوالفتح علامہ حشمت علی خاں کو اپنا وکیل بنا کر مناظر بنایا اور اسی مناظرہ گاہ یعنی مسجد وزیر خاں میں وکالت نامہ تحریر کرایا جو مندرجہ ذیل باتوں پر مشتمل تھا:

''اس مناظرہ کے لئے میں مولانا ابوالفتح علامہ حشمت علی خاں صاحب کو اپنا وکیلِ مناظرہ مقرر کرتا ہوں، ان کا قبول وعدول میرا قبول وعدول ہوگا، ان کا اقرار میرا اقرار ہوگا، ان کا انکار میرا انکار ہوگا''

فقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہٗ

۱۵/شوال المکرم ۱۳۵۲ھ

اس مناظرہ کے صدر اجلاس برائے قیام امن سید حبیب شاہ صاحب ایڈیٹر روزنامہ ''سیاست'' لاہور تھے، صدر انتظامی مولوی اسمٰعیل کو بنایا گیا تھا، فریقین کے جمع ہونے کے بعد سنیوں کی طرف سے پہلا مطالبہ یہ ہوا کہ مولوی اشرف علی تھانوی کہاں ہیں؟ مولوی اسمٰعیل نے جواب دیا کہ تھانوی جی نے ہم کو یہ تحریر دے کر بھیجا ہے، تحریر ذیل میں ملاحظہ کیجئے:

''قال التھانوی.................. مقام تھانہ بھون، ۵/رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ

بعد حمد وصلاۃ.......... جس دینی کام سے کسی کو خطاب کیا جائے وہ اگر محض تبلیغ ہے تو عبادت اور یہ ایک صورت ہے، اس کے بعد اگر مخاطب محض تحقیقِ حق کے لئے سوال کرے اور اس کو جواب دینا بھی عبادت ہے اور یہ دوسری صورت ہے اور ان دونوں خدمتوں کے لئے ہر مسلمان جن میں احقر بھی حاضر ہے اور اگر مخاطب کو محض جدال ہی مقصود ہے اور یہ تیسری صورت ہے تو اس کو جواب نہ دینا اور اعراض کرنا بھی جائز ہے اور اس سکوت میں جو مذبذبین کے ضرر کا شبہ ہوتا ہے اس ضرر کا خود ہی مذبذبین کی تعلیم سے دفع کرنا ممکن ہے خواہ ابتدا ًان کے سوال کے بعد اور میرا بھی یہی مذاق ہے۔

اس تمہید کے بعد عرض ہے کہ ''حفظ الایمان'' مؤلفہ احقر پر اعتراض کرنے والوں کے متعلق میرا عمل ہمیشہ یہ رہا ہے کہ نفس مسئلہ کے متعلق تبلیغ کے لئے متر ددین کی تشفی کے لئے خود رسالہ''

حفظ الایمان' بسط البیان تفسیر العنوان، لکھ چکا ہوں اور معاندین کو کبھی خطاب نہیں کیا مگر بعض مواقع پر بعض حالات کے اقتضا سے اس نافعیت میں اس کی حاجت ہے کہ اس تفہیم کے لئے میں کسی کو اپنا وکیل بنادوں اس لئے سردست میں اپنی طرف سے اس تفہیم کے لئے ان بزرگوں کو اپنا وکیل بناتا ہوں.... (محمد حسین احمد اجودھیا باشی، منظور سنبھلی، ابوالوفا شاہجہاں پوری، اسماعیل سنبھلی) اللہ تعالیٰ ان حضرات کے ارشادات و تفہیم میں نفع و برکت بخشے، آمین۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔

کتبہ اشرف علی تھانوی حنفی چشتی (۸۳)

شیر بیشۂ اہل سنت نے دیوبندی مولوی کو مخاطب کر کے کہا تھانوی جی کی اس تحریر کو تبلیغ افہام و تفہیم کی سند تو کہا جاسکتا ہے مگر وکالتِ مناظرہ کی سند ہرگز نہیں کہا جاسکتا، ملاحظہ ہو اس تحریر میں نہ ۱۵ ر شوال کا تذکرہ ہے، نہ لاہور کا، نہ فیصلہ کن مناظرہ کا، نہ براہین قاطعہ کا، نہ فتوائے گنگوہی کا، نہ تحذیر الناس کا، نہ حسام الحرمین کے فتاویٰ کا، نہ اہل سنت کی مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کا، نہ جمیعۃ الاحناف دیوبند کے مابین قرارداد کا، نہ ان کے وکیل کا، نہ یہ کہ ان کے وکیلوں میں سے ہر ایک کا قول قبول وعدول اقرار وانکار سب میرا ہوگا، نہ یہ کہ ان کی فتح وشکست میری فتح وشکست ہے، نہ یہ ہے کہ ان میں سے اگر کوئی وکیل میرا کفر قبول کرلے تو میں توبہ شائع کر کے ہندوستان بھر کی ان خانہ جنگیوں کو مٹا دوں گا، مذکورہ بالا حقیقت پر مبنی تقریر سننے کے بعد مولوی منظور احمد سنبھلی حیران و پریشانی ہوکر کھڑا ہوا اور صرف اتنا کہا کہ یہ تحریر اسی مناظرہ کی سند وکالت ہے، شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں گویا ہوئے تھانوی جی نے اپنی اس تحریر میں لفظ تفہیم تین بار لکھا ہے اور لفظ مناظرہ پوری تحریر میں ایک بار بھی نہ لکھ سکے تو سند وکالت تفہیم ہوئی نہ سند وکالت مناظرہ اور حضرات علمائے اہل سنت اور اکابر ملت کو تھانوی جی سے گفتگو کرنی ہے یا تھانوی جی کے وکیلِ مناظرہ سے لہذا اب وہ تحریر تھانوی پیش فرمائیں جن میں انہوں نے کسی کو مناظرہ کا وکیل بنایا ہو۔

مذکورہ گفتگو سننے کے بعد مولوی منظور صاحب جبراً اٹھے اور شرماتے ہوئے کھڑے ہوئے اور پھر اسی لفظ کی تکرار "یہی سند وکالت ہے" کہہ کر بیٹھ گئے۔

ابوالفتح کھڑے ہوگئے اور گرج کر بولے آپ لوگوں کو میرا چیلنج ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کی اس

تحریر کو آخری قطعی فیصلہ کن مناظرہ کی سند و کالت اگر کوئی بتا سکتا ہے تو جلدی سے ثبوت دے اور اپنی دلیل لائے اور منھ کھولے، لب ہلائے۔

تھکے ہارے مولوی منظور صاحب سر جھکائے ہوئے لب کشا ہوئے، بولے! کیا بولے سن لیجئے، تفہیم ومناظرہ ایک ہی ہے اسی لئے تھانوی صاحب نے مناظرہ کا لفظ نہیں لکھا۔

ابوالفتح مسکرا کر کہنے لگے، مولوی صاحب! میرے پاس کچھ عربی لغت کی کتابیں یہاں پر ہیں مزید کتابیں کتب خانہ مرکزی "حزب الاحناف" سے منگا سکتا ہوں، آپ کہئے، فرمائش کیجئے، کون کونسی کتب لغت منگوا دوں اور آپ ان کتابوں سے ثبوت دیں کہ "تفہیم ومناظرہ" دونوں ایک ہیں، دونوں کے معنی ایک ہیں، دونوں ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں، لیجئے یہ ہے "مناظرۂ رشیدیہ" آپ اس میں دکھا دیجئے کہ تفہیم ومناظرہ دونوں ایک ہیں اور اگر نہیں دکھا سکتے ہیں تو میدانِ مناظرہ میں کیوں آتے ہیں، میدانِ مناظرہ میں آکر ایسی بے ثبوت اور غلط بات کہنا بہت بڑا بدنما داغ ہے۔

ابوالفتح کی گرفت کا سیل رواں موجیں مارتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا، آپ کے مدمقابل بیٹھے ہوئے لوگ مبہوت کے عالم میں ایک دوسرے کا منھ تک رہے تھے، حقانیت سر چڑھ کر بول رہی تھی، ابوالفتح نے کیا کہا آپ بھی پڑھ لیجئے:

"اور جناب کو اپنی عزت کا خیال نہیں ہے تو دیوبندی گروہ کے بڑے پیشوا تھانوی صاحب کا تو خیال رکھئے، اب آپ کی بات منظور سنبھلی کی بات نہیں بلکہ وکیل تفہیم ہونے کی حیثیت سے تھانوی جی کی بات ہے، لاہور تعلیمی شہر میں ایسی بے علمی کی بات کہنا، خیال تو فرمائیے دینی مدارس کے طلبا اور کالجوں کے اسٹوڈینٹس یہ سن کر کہ مناظرہ اور تفہیم دونوں ایک ہیں، آپ کا نہیں بلکہ تھانوی جی کی علمیت وقابلیت کا ماتم کریں گے، پھر آپ تین وکلاءِ تفہیم یہاں موجود ہیں اور سارے اسی پر متفق ہیں بلکہ بضد ہیں کہ تفہیم ومناظرہ ایک مان لیا جائے، یہ کون سی علمیت ہے، یہ مسلمان جمع ہوئے ہیں ان پر رحم کیجئے اور وقت کی قدر کیجئے، دانشمندی کی بات کیجئے، تھانوی جی کا مذاق نہ اُڑائیے" (۸۴)

ابوالفتح کی اس گفتگو و رفتار و حقانیت کے سیل رواں کے سامنے کون آئے، کیا بولے، کیسے بولے، بہت دیر کے بعد منظور سنبھلی صاحب لب کھولے، بولے، کیا بولے وہی بولے جو پہلے بول چکے تھے،

مولانا آپ کچھ بھی فرمائیں مگر میں یہی کہوں گا کہ تفہیم ومناظرہ دونوں ایک ہیں۔
دوروزاسی تفہیم ومناظرہ دونوں ایک ہیں میں منظورصاحب نے وقت برباد کردیا، تیسرے دن کے مناظرہ میں غیر مقلد مولوی ثناء اللہ امرتسری اسٹیج پر آگئے منظورصاحب نے ان کو اپنی کرسی پر بیٹھایا، حاضرین سمجھ گئے کہ دیوبندی وہابی دونوں ایک ہیں، کچھ دیر بیٹھنے کے بعد ثناء اللہ صاحب کھڑے ہوکر کہا اگر آپ لوگ مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو میں تیار ہوں، مجھ سے مناظرہ کرلیجئے، اس اعلان کے بعد حضرت علامہ مفتی محبوب علی خاں کی اقتدا میں ''دارالعلوم حزب الاحناف'' کے طلبا نے آواز لگائی ہم آپ سے اکابر دیوبند کے کفریات پر مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہیں، مگر یہ مناظرہ قطعی فیصلہ کن مناظرہ ہے، اس مناظرہ میں آپ کا کام نہیں ہے، اگر آپ کو مناظرہ کرنا ہی ہے تو تھانوی جی کا وکالت نامہ دکھایئے ورنہ کنارہ کش ہوجایئے، آپ کی اس دخل اندازی پر ہم لوگ دونوں جانب کے صدر صاحبان سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ کو بیٹھا دیا جائے، حاضرین نے بھی آوازیں بلند کیں کہ ثناء اللہ صاحب کو بیٹھا دیا جائے، چنانچہ موصوف کو بیٹھا دیا گیا، مناظرہ کی کاروائی آگے بڑھی، شیر بیشۂ اہل سنت نے فرمایا میں اپنی ہر تحریر پر حضرت حجۃ الاسلام دامت برکاتہم القدسیہ سے دستخط کرا کردوں گا اور آپ بھی اپنی ہر تحریر پر جناب تھانوی صاحب سے دستخط کرا کردیں گے، لیکن وہ لوگ تھانوی جی کا دستخط کہاں سے دیتے، تھانوی جی تو لاہور پہنچے ہی نہیں تھے، تینوں وکلائے تھانوی مولوی منظور سنبھلی، مولوی اسمٰعیل سنبھلی اور ابوالوفا شاہجہاں پوری نے نہیں سے ہاں نہیں کہا ..... باتیں آگے بڑھتی رہیں، ماحول انتشار زدہ ہوتا رہا، وکلائے تھانوی صاحبان جان چھڑانے کی راہ ڈھونڈنے لگے، مناظرہ کے صدر دیوبندیہ نے مناظرہ کے صدر اہل سنت سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی، صدر اہل سنت نے انہیں تنبیہ کی، اور کہا مجھ سے مناظرہ کرنے کا شوق ہے تو وہ بھی پورا ہوجائے گا، پہلے ہمارے مناظر سے اپنے مناظر کو مناظرہ کرنے کو کہیئے، لیکن کہتے کیا وہ تو بہانہ ڈھونڈ رہے تھے، لہذا اسی چھیڑ چھاڑ میں وقت ختم ہوگیا اور دیوبندی مولویوں نے اپنی اپنی کتابیں اٹھائیں اور چل دیئے، شیر بیشۂ اہل سنت ودیگر علمائے اہل سنت نے حاضرین سے کہا سب آدمی باادب ہوکر کھڑے ہوکر بارگاہِ رسالت میں صلاۃ سلام پڑھیے، سب لوگ کھڑے ہوکر صلاۃ سلام عرض کیے، شیر بیشۂ اہل سنت کو مبارک بادیاں پیش کیں، اہل سنت وجماعت کو حق پر چلنے والی جماعت سمجھ کر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے، لاہور کی سرزمین پر اہل سنت وجماعت کا پرچم

لہرانے لگا، شیر بیشۂ اہل سنت کی حق گوئی بے باکی اور دلیری کے چرچے ہونے لگے۔

اسلام وسنیت کے بلند وبالا مناظر نے کہا

اسلام کے بلند.... حسین وخوبصوت..... ہرے بھرے..... دلربا و دلکش.... اعلیٰ وعظیم ..... شجرِ بسیط پر جب کسی گستاخ وظالم نے پتھر پھینکنے کی کوشش کی .... دھول اور گرد وغبار اڑانے کی سعی کی .... کلہاڑی مارنے کے لئے اٹھا.... پھل وپھول اور پتیوں کو مجروح کرنے کے لئے کھڑا ہوا.... اس کی بلندی کو گھٹانے ..... حسن وخوبصورتی کو مٹانے.... ہریالی کو پامال کرنے .. .. دلربائی و دلکشی پر کالک لگانے ..... عظمت ورفعت پر انگلی دکھانے کے لئے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو شیر بیشۂ سنت حضرت مولانا مفتی حشمت علی خاں نے اس کی طرف دوڑ کر اسے للکارا.... پھٹکارا.... دھتکارا.... حق کا نغمہ سنایا.... اسلام کے بلند ہونے کے اسباب بتائے ..... حسن وخوبصورتی کا راز سمجھایا..... ہریالی کی داستان بتائی ..... دلربائی ودلکشی کی تاریخ سے آگاہی دی..... عظمت ورفعت اور بلندی پر خدائے تعالیٰ کی رحمت ... نبیٔ پاک ﷺ کی محنت ومشقت کے ابواب کو کھولا، پڑھ کر سنایا...... سمجھایا.... تبلیغ کی .... مان گیا تو دین اسلام کا کلمہ پڑھا دیا ... اگر کسی نے مناظرے اور مباہلے کی دعوت دی، آپ اسے بخوشی قبول فرماتے، خود فرماتے ہیں:

”میدانِ تبلیغ میں ایک آریہ نے مجھ سے اعتراض کیا تھا کہ ساری سرِشٹی پرمیشور کی طرف سے ہندو پیدا ہوتی ہے، تم اسے مسلمان کر لیتے ہو، مَیں نے کہا یہ کیسے؟ کہنے لگا سب کے کھال لگی رہتی ہے، تم اس کی مسلمانی کر لیتے ہو، مَیں نے کہا: واہ واہ پنڈت جی! آپ نے بڑی کرپا کی، اپنے دھرم کی حقیقت میرے سامنے بیان کر دی، آپ نے جتا دیا کہ ہندو دھرم ایسا پوتر ہے کہ اُس کی علامت لگانے کے لئے پرمیشور کو کوئی جگہ ہی مناسب نہ معلوم ہوئی، سوا پیشاب کے مقام کے، پنڈت جی اس پر بہت بگڑے، کہنے لگے پرمیشور نے جس چیز کو جیسا پیدا کیا اس کو ویسا ہی رکھنا چاہئے، مَیں نے کہا آپ جب پیدا ہوئے تھے آپ کے نال بھی تو لگا تھا، کیوں کاٹ کر پھینک دیا، لگا رہنے دیتے، پیچھے کے بجائے آگے دُم رہتی، وہ بھی پرمیشور ہی کا پیدا کیا ہوا تھا، کہنے لگے وہ تو کاٹنے ہی کی چیز تھی، مَیں نے کہا وہ کھال بھی کاٹنے ہی کی چیز تھی، جناب آدمی جب پیشاب کرتا ہے تو کچھ قطرے اُس کی کھال میں رہ جاتے ہیں، جب چلتا ہے اور حرکت ہوتی ہے تو نکل

کر اُس کی دھوتی اور پائجامہ کو ناپاک کر دیتے ہیں، اسلام چونکہ پاک ہے اور پاک خدا تک پہنچا دیتا ہے، اس لئے اس نے بتا دیا کہ اس کھال کو کاٹ دو کہ تمہارے پیشاب کا راستہ صاف ہو جائے اور تمہارے کپڑے پاک رہیں، اب آپ خود ہی فیصلہ کرلیں، پنڈت جی خاموش ہو گئے، یہ ہے اسلام کی حقانیت کہ وہ اس طرح اپنے حلقہ بگوشوں کو پاکی کی تعلیم دیتا ہے اور ان کو پاک بنا کر پاک طریقہ پر چلا کر پاک خدا کی پاک بارگاہ تک پہنچا دیتا ہے'' (۸۵)

دیگر مذاہب والے بے جا دلائل لے کر آتے، اسے اپنے مذہب کی اچھائی بتاتے تھے، لیکن شیر بیشۂ اہل سنت کے عقلی و نقلی دلائل اتنے پختہ ہوتے تھے کہ سننے والا مبہوت ہو جاتا تھا، پہلے ختنے پر بہت سوالات اُٹھے اب تو ڈاکٹر بھی مشورہ دیتے ہیں کہ ختنہ کراؤ، اس عمل میں فائدہ ہے اور بہت سے غیر مسلم بھی اپنا اور اپنے بچے کا ختنہ کرا لیتے ہیں، شیر بیشۂ اہل سنت سے چونکہ ختنہ کے خلاف سوال کیا گیا تھا، لہٰذا آپ نے عقلی دلائل سے اسے قائل کیا، شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خاں قادری سنسکرت بھی اچھی بولتے اور سمجھتے تھے، اس کے علاوہ ہندی زبان پر بھی عبور رکھتے تھے۔

آگرہ میں مرکزی تبلیغی دفتر کا قیام

اُس زمانہ میں آریائیوں کا زور تھا، زور کا مطلب صرف شور غل نہیں بلکہ وہ باضابطہ طور پر سبھائیں قائم کرتے، ان سبھاؤں میں خاص کر مسلمانوں کو اکٹھا کرتے، ان کو دھن، دولت، زر زمین کا لالچ دے کر شُدھی یعنی مسلمانوں کو ان کی مسلمانی سے پاک کرتے تھے، اس لالچ میں آکر ایک ایک سبھا میں ہزاروں سے تجاوز کر کے لاکھوں مسلمان اکٹھا ہوتے تھے، اسلام و مسلمان کے لئے یہ بڑا نازک دور تھا، اس معاملے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کی قائم کردہ ''جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی'' کی ایک شاخ ''آگرہ میں قائم کی گئی، اس علاقے میں آریائیوں کا بہت زور تھا، اس تعلق سے مفتی محبوب علی خان صاحب رضوی لکھتے ہیں:

جب متھرا، آگرہ، بھرت پور کے علاقہ میں ملکانوں کے اندر پنڈت شردھانند نے ''شدھی'' کا کام شروع کیا تو ''جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف'' نے اپنا وفد بھیجا اور با قاعدہ کام کرنے اور مبلغین بھیجنے کے لئے رکاب گنج آگرہ میں مرکزی تبلیغی دفتر ''جماعت رضائے

مصطفیٰ'' قائم ہوا تو حضرت شیر بیشۂ سنت نے بہت نمایاں خدمات انجام دیں (۸۶)

مذکورہ بالا تحریر حضرت مفتی محبوب علی خان صاحب رضوی علیہ الرحمہ کی ہے، جو اکثر مولانا حشمت علی خان علیہ الرحمہ کے ساتھ رہتے تھے یا ان کی زبانی سنئے ہوئے تھے، انہیں حالات و واقعات پر مبنی محبوبِ ملت مولانا محبوب علی خان نے ''سوانح شیر بیشۂ سنت'' تحریر فرمائی ہے، جس میں آپ نے تحریر کیا ہے کہ ''جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف'' نے اپنا وفد بھیجا اور باقاعدہ کام کرنے اور مبلغین بھیجنے کے لئے رکاب گنج آگرہ میں مرکزی تبلیغی دفتر ''جماعت رضائے مصطفیٰ'' قائم کیا''۔

ایسی کھلی ہوئی صداقت کے ہوتے ہوئے پھر یہ کہنا کہ امام احمد رضا نے مبلغین پیدا نہیں کیے.... کھلا ہوا دغا... مکر... فریب اور کذب ہے، آیئے ذرا آگے بڑھ کر دیکھتے ہیں کہ سچائی کیا ہے۔

مولانا حشمت علی خان کا طریقۂ تبلیغ

''ایک دن دفتر آگرہ میں یہ خبر آئی کہ فلاں گاؤں میں پرسوں سارا گاؤں ''شدّھی'' ہوگا، شردھا نند کی آمد ہے، حضرت شیر بیشۂ سنت نے اپنے چھوٹے بھائی مولوی محمد عمر خان صاحب علیہ الرحمہ کو ساتھ لیا اور روانہ ہوگئے، اس گاؤں میں پہنچے تو بڑی آرائش اور چہل پہل دیکھی، جگہ جگہ چولھے جل رہے ہیں مٹھائیاں بن رہی ہیں.... حضرت گاؤں کے پردھان کے پاس گئے لوگوں کو جمع کیا، اسلام کی خوبیاں اور اسلام کی حقانیت و صداقت بیان کی، اور ان سے دریافت کیا تو گاؤں کے پردھان نے کہا کہ وہ لوگ ہم کو زمین اور روپیہ دیتے ہیں، آپ کیا دیں گے اگر ہم مسلمان ہو جائیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا اسلام کو زر، زن، زمین کسی لالچ سے قبول نہیں کیا جاتا اگر حقانیت و صداقت کی تلاش ہے تو اسلام میں آؤ، اگر مکتی نجات چاہتے ہو تو اسلام قبول کرو۔

بارہ بجے رات تک سب کو سمجھایا مگر وہ لوگ نہیں مانے، بارہ بجے کے بعد آپ بہت مغموم واپس آئے اور مسجد میں قیام کیا، پریشانی میں نیند نہیں آئی، پچھلی رات آنکھ لگی تو خواب دیکھا کہ حضور پرنور سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظمِ دین وملت ''رضی الرحمٰن'' (۱۳۴۰ھ) عنہ تشریف لائے اور اپنے وَلَدِ مرافق غیظ المنافق کو تسلی دی، فرمایا پریشان نہ ہوں، صبح انشاء اللہ تعالیٰ سب کام بخیر ہوگا، آنکھ کھلی صبح صادق کا وقت تھا، وضو کیا نماز پڑھی اور نماز کے بعد حسب

معمول اوراد ووظائف کا سلسلہ جاری تھا کہ گاؤں کے کسی شخص نے آکر خبر دی کہ شردھانند بھرتپو رکی موٹر میں بھرتپور کے فوجی رسالہ کے ساتھ آگیا، آپ خواب کے خیال سے بہت خوش تھے، یہ خبر سن کر کچھ پریشانی ہوئی جلد ہی وظائف تمام کر کے حسب عادت ''یارسول اللہ الغیاث'' کہتے ہوئے چھوٹے بھائی مولوی محمد عمر خان مرحوم کو ساتھ لے کر ان کے پنڈال کے اندر پہنچ گئے، دیکھا شرھانند صدر مجلس ہے اور بہت سے پنڈت، چوبے مالدار قسم کے لوگ بیٹھے ہیں، پشت پر بھرتپور کا فوجی دستہ تیار کھڑا ہے، ایک طرف وہ ملکانے بیٹھے ہیں، درمیان میں ''ہون کنڈ'' ہے، آگ روشن ہے، گھی جلنے کی چراھند پھیلی ہوئی ہے، حضرت بے باکانہ انداز میں بڑھتے چلے گئے (۸۷)

زن، زر، زمین کے لالچی ہر دور میں رہے ہیں، لیکن یہاں تو پانی سر سے گزر رہا تھا کہ گاؤں کہ لوگ زمین اور پیسے کے لالچ میں اسلام چھوڑ رہے تھے، ان لوگوں نے اسلام کو سمجھا نہیں تھا یا لالچ سے اسقدر مرعوب ہو گئے تھے کہ اسلام کو بالائے طاق رکھ کر کفر کو اپنانے پر راضی تھے، یہ اسلام ومسلمان کا بہت بڑا المیہ تھا، کہ وہ لوگ باضابطہ طور پر شیر بیشۂ اہل سنت سے کہہ دیا کہ وہ لوگ زر، زن، زمین دے رہے ہیں آپ ہمیں کیا دیں گئے، ایسی گھڑی بڑی کٹھنائی کی گھڑی ہوتی ہے، اگر وہ لوگ ''شدھی تحریک'' سے مرعوب ہو کر اسلام میں کوئی کمی بتاتے تو اژالہ کیا جا سکتا تھا، لیکن جب دولت لینے پر تُل گئے تھے تو ان کو راستے پر لانا بڑا مشکل کام تھا، شیر بیشۂ اہل سنت ان کو سمجھاتے رہے اور رات کے بارہ بج گئے، لیکن وہ لوگ اپنی ضد پر اڑے رہے، مایوس و ناکام مسجد میں واپس آئے، ایسی تبلیغ، ایسی تدبیر اسلام کے لئے کون کرتا ہے تو یہی کہا جائے گا کہ امام احمد رضا کے مبلغین کرتے ہیں، لیجئے آگے کی بات ملاحظہ کیجئے۔

مولانا حشمت علی خان کی شدھیوں میں انمول تبلیغ

''پورا مجمع یہ منظر دیکھ رہا تھا، حضرت، صدر مجلس کے بہت قریب پہنچ گئے تو پنڈت شردھانند نے آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سنسکرت بھاشا میں اپنے سکریٹری سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ یہ کیوں آئے ہیں؟ حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ سنسکرت زبان سے واقف تھے لہذا آپ سمجھ گئے کہ شردھانند نے کیا کہا، تقدیم فرماتے ہوئے فرمایا، پنڈت جی! میں آپ کے پاس موجود ہو

ں ، پھر درمیان میں واسطہ کی کیا ضرورت ہے، تو پنڈت جی نے کہا کہ ہاں، ہاں فرمائیے آپ کیوں تشریف لائے ہیں؟

حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا! میں نے سنا ہے کہ آپ یہاں ہمارے بھائیوں کو مکتی کا راستہ بتانے کو پدھارے ہیں، لہذا میں حاضر ہو گیا ہوں کہ معلوم کروں کہ واقعی جو راستہ ان کو آپ بتا ئیں گے وہ مکتی نجات کا راستہ ہے؟

پنڈت شردھانند نے سوچ کر جواب دیا، مولانا! یہ مناظرہ کی جگہ نہیں ہے، ہم ان کی شدھی کرنے آئے ہیں، ہم کو مناظرہ نہیں کرنا ہے، لہذا آپ چلیں جائیں اور ہماری سبھا میں کھنڈت نہ کریں ورنہ آپ خود ذمہ دار ہوں گے۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علیہ الرحمہ بکمال جرأت و دلیری فرمایا، پنڈت جی یہ ہون کنڈ ہے، آگ روشن ہے، مناظرہ کا وقت نہیں، آیئے ہم اور آپ مباہلہ کریں، یہ فرما کر "عرفانِ شیرِ اسلام و مسلمین" (۱۳۸۰ھ) نے آگے بڑھ کر شردھانند کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا آیئے میں اور آپ اس آگ میں چلیں اور پندرہ منٹ ہم دونوں اس میں رہیں، پھر باہر آئیں، جس کا دین حق ہوگا وہ سلامت رہے گا اور جو باطل ہوگا وہ جل جائے گا، یہ سن کر سارے مجمع پر سناٹا چھا گیا، پنڈت جی سر جھکالیا، پانچ منٹ تک مجمع پر سکوت طاری رہا، اس کے بعد سردھانند نے کہا مولوی صاحب! چلے جایئے ہم نہ مباہلہ کریں گے نہ مناظرہ، ہم ان کو شدھی کرنے آئے ہیں۔

صاحب عرفان شیر اسلام و مسلمین نے ہاتھ چھوڑ دیا اور ملکانوں کے قریب ہو کر فرمایا، آپ لوگوں نے سنا اور دیکھا آخری چیز مباہلہ کو میں تیار ہو گیا، مگر پنڈت صاحب تیار نہیں، ورنہ ابھی حق و باطل کا فیصلہ ہو جاتا اور ہر ایک اپنی آنکھوں سے دیکھتا، اب آپ جانیں، اللہ اور رسول گواہ ہیں کہ میں نے حق کے اظہار کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی، میں تو اب جا رہا ہوں" (۸۸)

اسی طرح کا ایک واقعہ حضور مفتی اعظم کا بھی ہے اور وہ واقعہ بھی آگرہ ہی کا ہے، بہت سے لوگ دونوں واقعات کو ایک ہی سمجھتے ہیں جو غلط ہے بلکہ حضور مفتی اعظم ہند اور شیر بیشۂ اہل سنت کے واقعات الگ الگ جگہوں پر ہوئے ہیں مگر دونوں میں مماثلت ہیں، مذکورہ بالا واقعہ کے بعد شیر بیشۂ اہل سنت وہاں سے تشریف لے گئے، کہاں گئے اس کی تفصیل ملاحظہ کیجئے:

حضرت مسجد میں تشریف لائے، بڑی دیر تک سبھا میں عجیب کشمکش کا عالم رہا، پھر گانا بجا اور بھجن ہونے لگا، پھر پنڈت صاحب بولے، ہاں بھائی ملکانوں! بڑا شبھ سمے ہے، بڑے بڑے پنڈت مہاشے براجے ہیں آؤ! اب شُدّھ ہو جاؤ۔

گاؤں کے پردھان نے اب کہا، پنڈت صاحب! آپ لوگ ہمارے گاؤں سے چلے جائیں ہم لوگ شُدّھ نہیں ہوں گے، ہم نے دیکھ لیا اور خوب سمجھ گئے کہ اسلام سچا دین ہے، ہمارے ایک نوجوان عالم نے آپ کو لاجواب کر دیا، بس آپ چلے جایئے اور ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا! جاؤ مسجد میں وہ مولوی صاحب ہوں گے، ان کو بلا کر لاؤ، ہم سب مسلمان ہوں گے۔

وہ آدمی مسجد کو آیا، ادھر پنڈت صاحب اٹھے، موٹر میں بیٹھے، یہ جا وہ جا، فوجی رسالہ ساتھ گیا اور باقی ان کے ساتھی پیدل اور سواریوں سے چلے گئے، صرف اس گاؤں اور قریب قریب کے ملکانے رہ گئے، اِدھر وہ شخص مسجد میں آیا، سب حالات بتائے، حضرت نے سجدۂ شکر ادا کیا اور مجمع میں تشریف لائے، سب کو توبہ کرائی، کلمہ پڑھایا، مسلمان کیا، اسلامی نام رکھوائے، اسلام کی سچائی پر تقریر فرمائی، اور وہی مٹھائی اور پکوان تقسیم کر کے مسرت وخوشی کا اظہار کیا گیا، پھر آگرہ کے مرکزی دفتر میں تشریف لا کر تفصیلی واقعات اور سب کے نام پیش فرمائے“ (۸۹)

یہ ہیں شیر بیشۂ اہل سنت کے تبلیغی کارنامے، اس زمانہ میں آپ آریائیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے تھے، اُس زمانہ میں آریائی آپ کی جان کے دشمن بنے ہوئے تھے، جہاں موقع ملے مولانا حشمت علی کو ختم کر دو اُس وقت آپ گیروا رنگ کا لباس استعمال فرماتے تھے، مگر تبلیغ کے کاموں سے قدم پیچھے نہیں ہٹایا، اس کے علاوہ ناموسِ رسالت اور عظمت رسول ﷺ پر اگر کسی نے حرف گیری کی تو شیر بیشۂ اہلسنت مولانا حشمت علی خان نے اس کے قریب پہنچ کر اسے غیرت دلاتے کہ تم کلمہ پڑھنے والے ہو کر اپنے نبیِ پاک ﷺ پر حرف گیری کرتے ہو، شرم نہیں آتی .... پھر وہاں جمع ہوئے مجمع کے سامنے ناموس رسالت اور عظمت رسول ﷺ کا ڈنکا بجا کر..... پھر یرا لہرا کر ہی واپس ہوتے ..... بہر حال اُس سبھا میں ارتداد کی منزل میں پہنچنے والوں کو شیر بیشۂ اہل سنت نے کلمہ پڑھا کر دوبارہ مسلمان کیا، اسی محفل میں موجود تین سو غیر مسلم بھی آپ کے ہاتھوں پر مشرف با اسلام ہوئے، مولانا محمد معصوم رضا خان حشمتی لکھتے ہیں:

”آیئے ہم اور آپ اس آگ میں کودتے ہیں، جس کا مذہب حق ہو گا وہ محفوظ رہے گا اور جو باطل

پر ہوگا اُس کو آگ جلا دے گی، اتنا سن کر پنڈت شر دھانند اپنا تمام سامان سمیٹ کر فوراً رفو چکر ہوا اور مسلمانوں نے حضرت شیر بیشہ اہلسنت کے ہاتھ پر توبہ کی، نیز اس موقع پر تین سو غیر مسلم کفر سے توبہ کر کے مشرف با اسلام ہوئے'' (۹۰)

مسلمانوں کو ارتداد کی منزل سے نکالنا ہی بہت بڑا کا تھا، لیکن حقانیت کو دیکھ کر تین سو غیر مسلم کا کلمہ پڑھنا تائید غیبی تھا، حق کے شمع کو منور دیکھ کر کافر بھی کفر کی دیوار گرا کر مسلمان بن گئے، ان کاموں سے پہلے میدان کا نقشہ کچھ اور تھا، لگ رہا تھا کہ کافی تعداد میں مسلمان کفر کے غار میں گرنے والے ہیں، لیکن دیکھنے والوں نے دیکھا کہ سارے مسلمان ارتداد کی منزل سے نکل گئے اور پیدائش سے لے کر ابھی تک کفر کے غار میں گرے ہوئے بھی اسلام کی آغوش میں آگئے، اس طرح حضرت مولانا حشمت علی علیہ الرحمہ نے ایک لاکھ پینتیس (135000) لوگوں کو کلمہ پڑھا کر اسلام کے دامن میں پناہ دی۔

ایک لاکھ پینتیس ہزار کو کلمہ پڑھایا

یہ ہے امام احمد رضا قادری کے مبلغین کی حقیقت کہ جو جہاں تھا آفتاب ماہتاب تھا، حق کا متوالا، دُھن کا پکا، اسلام کا شیدائی، میدانِ تبلیغ میں ان لوگوں کے کارنامے جلی حرفوں سے لکھے ہوئے ہیں، اگر وہاں تک کسی کی نظر نہیں پہنچتی ہے تو اس کی نظر کی خطا ہے، علی محمد تیغی کی تحریر کی ہوئی کتاب ''مناظرۂ ملتان'' صفحہ ۱۰ ار کے حوالہ سے ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم لکھتے ہیں:

''مختصر یہ کہ حضرت کی مجاہدانہ تبلیغ سنیت سے ایک لاکھ پینتیس ہزار غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مظہر اعلیٰ حضرت رہبر شریعت شیر بیشۂ اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور اسلام کی لازوال دولت سے دنیا و آخرت میں مالا مال ہوئے'' (۹۱)

امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کے مبلغین نے ایسے کارنامے انجام دیئے کہ ایک ایک مبلغ نے لاکھ سے لے کر پانچ لاکھ لوگوں کو کلمہ پڑھایا پھر بھی کچھ لوگوں کو گلہ ہے کہ امام احمد رضا نے کتابیں تو بہت لکھیں مگر مبلغ پیدا نہیں کیے، اسی کو کہا گیا ہے کہ ''اندھیر نگری چوپٹ راجا ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا'' ناانصافی ایسی کہ ہر طرف لوٹ گھسوٹ کا سماں بندھا ہوا ہے، کوئی کچھ بک رہا ہے تو کوئی کچھ ہانک رہا ہے، کوئی '' اپنے منھ میاں مٹھو بن رہا ہے'' یہاں گیا وہاں گیا، یہ مارا وہ گرایا، اور میدان فتح کر کے

آ گیا، اور حقیقت یہ ہے کہ کیا کچھ بھی نہیں۔

شیر بیشۂ اہل سنت حضرت حشمت علی خان قادری، سید العلماء سید آل مصطفیٰ صاحب قادری مارہروی کو ایک خط میں تحریر فرمایا:

''حضرت آپ کو معلوم ہے کہ میرا سارا آزوقہ ہی یہی تبلیغ سنیت تھا اور اسی میں میرا دین بھی تھا، میری دنیا بھی تھی، لیکن آج میں علیل ہوں لہذا وہ سارے دروازے بند ہیں مگر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء میری پیاری جمعیت نے مجھے تحریر کیا ہے، لہذا میں اپنے امدادی فنڈ میں سے یہ دس روپے اس کی نذر کے لئے دو مہینہ کے بھیج رہا ہو'' (۹۲)

شیر بیشۂ اہل سنت کہاں کہاں گئے

ابوالفتح شیر بیشۂ اہل سنت، سنیت کے اکھاڑے کے ایسے شیر تھے، جس پر علمائے اہل سنت کو ناز تھا، پوری زندگی سنیت کے فروغ کے لئے وہابی، دیوبندی، قادیانی اور عیسائیوں سے مناظرہ کرتے رہے، شہر ہلدوانی سے مناظرہ شروع کیا اور ہندوستان کے ان شہروں میں ضرور پہنچے، جہاں بدعقیدوں نے چیلنج مناظرہ کیا، کہاں کہاں گئے، مت ھرا.... آگرہ.... پادرہ.... بڑودہ.... راندیر.... سورت.... ڈابھیل .... تاراپور.... بھیونڈی.... ممبئی.... بریلی شریف.... فیروز پور.... مالیگاؤں .... ناسک.... مرادآباد .... گیا .... بلیا.... پھلواری شریف.... چاٹگام.... لکھنؤ.... برہما.... رنگون.... مانڈلے.... چندوسی.... کلکتہ.... ڈیرہ غازی خان.... لاہور ملتان.... کاٹھیاواڑ.... ناناپارہ.... بسڈیلہ.... مورنواں.... سیٹانوالی، ضلع جہلم .... بھدرسہ .... بھاؤپور.... ہوہ پا کھر.... بھیساوہ.... سنہٹیا.... کانپور.... بازار باغ.... بلاری.... رائے چور .... احمد آباد.... جمشید پور ٹاٹا........ اس کے علاوہ اور نہ جانے کہاں کہاں.... کتنے شہرو.... قصبوں اور گاؤں میں آپ نے تقریریں کیں.... مناظرے کیے.... راجستھان اور پنجاب کے متعدد شہروں کے دورے کیے.... اسلام وسنیت کا یہ مقرر، مبلغ، مناظر، مولانا، علامہ، مفتی نے عشق رسول، محبت رسول کا نعرہ بلند کرتے ہوئے ۸ر محرم الحرام ۱۳۸۰ھ مطابق ۳ر جولائی ۱۹۶۸ء بروز یکشنبہ ۱۰ ربجکر ۲۰ رمنٹ پر ابدی نیند سو گیا۔

مولانا ہدایت رسول قادری لکھنوی

سنہ ولادت ۱۸۶۰ء جائے ولادت رام پور

وفات ۲۳ر رمضان ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۵ء

ابوالوقت.... سیف المسلول.... مولانا ہدایت رسول قادری کی شخصیت یگانۂ روزگار تھی.... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی درس گاہ کے پروردہ تھے.... یگانۂ روزگار تھے.... اعلیٰ حضرت نے فرمایا ''اگر مجھ جیسا لکھنے والا اور ہدایت رسول جیسا بولنے والا ہندوستان میں اور ہوتا تو بد مذہبیت کا نام نشان نہیں ہوتا''.... اعلیٰ حضرت کے عقیدت منداور باادب شاگرد تھے.... آپ اعلیٰ حضرت کی شاگردی پر نازاں تھے.... اعلیٰ حضرت مولانا ہدایت رسول کو اپنا دست راست جانتے تھے.... دینی اموراور تبلیغ کے لئے اعلیٰ حضرت سے مشورہ لیے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتے تھے.... آپ بے مثال خطیب، بے نظیر مبلغ، منفرد لب لہجہ کے مناظر، عمدہ مضمون نگار تھے.... احقاقِ حق، ابطال باطل اور تبلیغ دین ومسلک کے معاملے میں کسی کی رورعایت نہیں کرتے تھے.... نہ ڈرتے تھے، نہ سہمتے تھے.... ملک کے مختلف شہروں، قصبوں اور دیہات کا دورہ کر کے تبلیغ اسلام وسنیت کا پرچم بلند کیا.... اس تعلق سے ذیل کا اقتباس ملاحظہ کیجئے:

''آپ نے ہندوستان کے طول وعرض میں تبلیغی دورے کیے، دہلی، بمبئی، کراچی، کاٹھیاواڑ، بنارس، کلکتہ، ڈھاکہ، حیدرآباد (دکن) پٹنہ، مارہرہ، بدایوں، پیلی بھیت، رام پور، لکھنؤ، راجپوتانہ، اور بہت سے دیگر قصبوں اورشہروں کے مسلسل دورے کیے، اور اپنی تقاریر اور مناظروں سے دین اسلام اور مسلک حقہ اہل سنت وجماعت کی حقانیت کو اُجاگر کیا، ہزاروں گمراہ مسلمانوں کو ہدایت دکھائی اور ہزاروں مشرکوں اور کافروں کو حلقہ بگوش اسلام کیا، آپ نے دین اسلام کی حقانیت ظاہر کرنے کے لئے آریوں، عیسائی پادریوں اور قادیانیوں سے کئی معرکۃ الآرا مناظرے کیے اور مسلکی حوالے سے نیچریوں، رافضیوں اور وہابیوں، دیوبندیوں سے کامیاب مناظرے کیے'' (۹۳)

آپ کی ذات اپنے آپ میں ایک انجمن کا درجہ رکھتی تھی.... آپ جہاں پہنچ جاتے بھلائی آپ کی جانب ہو جاتی.... شر رسوا ہونے لگتا.... یہی وجہ ہے کہ ہزاروں گمراہ مسلمان آپ کی تبلیغ سے ہدایت یافتہ ہوئے.... آپ کی تقریر وتبلیغ سے ہزاروں کافروں اور مشرکوں نے کلمہ پڑھ کر ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے.... یہ سب دیکھ کر آریائی اور عیسائی پادری بھی آپ کے مقابلہ کے لئے میدان میں اُترے مگر لاجواب ہو کر واپس چلے گئے.... آپ کے سامنے قادیانی کا بھی بھرم کھل گیا یہ بھی شکست کھا کر واپس بھاگے.... رافضی

نے بھی قسمت آزمائی کی لیکن ہاتھ میں کچھ نہیں آیا.... سر اٹھا کر آئے اور سر جھکا کر واپس جانا پڑا.... وہابی دیو بندی بھی آپ سے ہاتھ ملانے کی کوششیں کی لیکن نہ ملا سکے.... انگریزوں کے خلاف آزادی کی جدوجہد کی پاداش میں کئی بار قید و بند کی سعوبتیں برداشت کیں.... لیکن تبلیغ حق سے منہ نہیں موڑا۔

مسلمان میتوں کو جلانے کا قانون اور مولانا ہدایت رسول

انگریزوں نے ہندوستان میں عجیب وغریب قوانین کا نفاذ کیا کرتے تھے، ایسے قوانین جو انسان کے تصور سے باہر کی بات تھی، مسلمان اپنی میتوں کو ہر حال میں دفن کرتے ہیں، لیکن انگریزوں نے ۱۸۹۶ء میں لکھنؤ میں طاعون کی وبا پھیلنے پر ایک قانون کا نفاذ کیا کہ طاعون میں مرنے والا کسی بھی مذہب اور دھرم کا ہو اس کی لاش کو جلائی جائے گی، اس قانون کے خلاف مولانا ہدایت رسول قادری علیہ الرحمہ نے آواز بلند کی، تفصیل اس طرح سے ہے:

"۱۸۹۶ء میں شہر لکھنؤ میں طاعون کی وبا پھیلی انگریزوں نے ایک قانون بنایا کہ طاعون کی بیماری میں مرنے والے ہر شخص کی لاش خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان چونے کی بھٹی میں جلا دی جائے گی اور لکھنؤ کے عیش باغ روڈ میں انگریزوں نے اس کام کے لئے چونے کی ایک بھٹی بھی قائم کر دی، مولانا ہدایت رسول نے اپنی تیز و تند تقاریر سے اس قانون کی زبردست مخالفت کی اور ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کر کے انگریزوں کو یہ چیلنج کر دیا کہ اگر ایک مسلمان کی لاش کو بھی جلانے کی کوشش کی گئی تو لکھنؤ میں کوئی انگریز حاکم زندہ نہیں بچ سکے گا، ان کی اس پُر جوش تقریر کا یہ اثر ہوا کہ ان کی اپیل پر پورے لکھنؤ میں مکمل ہڑتال کی گئی اور انگریزوں کے بچے دودھ کے بغیر بھوکے مرنے لگے آخر انگریز حاکموں نے پریشان ہو کر یہ قانون واپس لے لیا اور انگریز کمشنر نے مولانا سے معذرت کی" (۹۴)

حضرت مولانا ہدایت رسول قادری نے انگریزوں کے خلاف تیز و تند تقریر کی اور یہی تقریر تبلیغ بن گئی .... انگریزوں کو اپنا قانون واپس لینا پڑا.... حضرت سیف المسلول کی بات ماننی پڑی.... جو کام بڑے بڑے لیڈرانِ قوم نہ کر سکے .... وہ کام مولانا ہدایت رسول قادری نے کر کے دکھا دیا کہ سب کچھ ہم برداشت کر لیں گے.... لیکن کلمہ پڑھنے والی امت کو آگ میں نہیں جلنے دیں گے.... اعلیٰ حضرت امام

احمد رضا قادری کے اس شیدائی کی ہر بات اعلیٰ حضرت کی بات ہوتی تھی۔

اعلیٰ حضرت اور سیف اللہ المسلول

دودھ میں جب شکر مل جاتا ہے تو دودھ میٹھا ہو جاتا ہے....اسی طرح جب خیال میں خیال پیوستہ ہوتے ہیں تو خیالات مضبوط ہو جاتے ہیں....بات میں یگانگی پیدا ہو جاتی ہے تو کام عمدہ ہوتے ہیں....شیرازہ بندی اسی طرح سے ہوتی ہے....دشمن کمزور اسی طرح پر ہوتے ہیں....دشمن کو کمزور کرنا ہے تو متحد ہو جاؤ...ایک پلیٹ فارم پر آ جاؤ....اسی طرح پر بزرگوں نے کام کیا ہے....ذرا ذیل کا اقتباس پڑھئے اور دیکھئے کہ قلم مولانا ہدایت رسول کا تھا بات احمد رضا کی تھی۔

''اسی طرح جب روم و یونان میں جنگ کا اعلان ہوا تو حضرت ابوالوقت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ ہدایت رسول صاحب بوالحسینی رضوی رحمۃ اللہ علیہ جو اعلیٰ حضرت کی زبان وقلم تھے یعنی اعلیٰ حضرت کے خیالات واعتقاد وارشادات کو اپنے مواعظ حسنہ وتحریرات فصیحہ وبلیغہ سے ظاہر فرمایا کرتے تھے انہوں نے بمبئی کے ایک اخبار ''مسلم ہیرالڈ'' میں مسلسل مضمون ترکی کے ''سلطان المعظم'' کی حمایت میں لکھنا شروع کیے اور اپنے وعظوں اور نجی گفتگوؤں میں بھی سلطان کی مدحت وثنا فرمایا کرتے، یہ سب اعلیٰ حضرت ہی کے خیالات تھے جو ان کی زبان وقلم سے ظاہر ہوتے تھے جو ''اخبارِ وطن'' لاہور میں شیدائے سلطان معظم، مولوی انشاء اللہ مرحوم کے ملاحظہ کرنے والوں سے مخفی نہیں'' (۹۵)

کام اسی طرح سے کیجئے کہ مرنے کے بعد دنیا یاد رکھے....اچھا کہے....گن گائے....ایسا کام نہ کیجئے کہ مرنے کے بعد آپ کی قبر پر لوگوں کی نگاہ پڑے اور نفرت کی بدبو پھیلنے لگے....آج کا دور جو اُس وقت ماضی بن جائے گا اور ماضی کی باتیں اُن کو یاد آنے لگے آپ کے انتشار کا کیڑا اُڑ اُڑ کر لوگوں کو ستانے لگے تو لوگ یہی کہیں گے کہ زندہ تھا جب بھی لوگوں کو پریشان کیا اور مرنے کے بعد بھی پریشان کر رہا ہے۔

مولانا قطب الدین برہم چاری

جوانی دیوانی کی مثل مشہور ہے....یعنی جوانی کے زمانے میں انسان کو نشیب وفراز نہیں سوجھتا، ..

لیکن جسے اللہ سوجھادے.... اسے کون روکے.... مولانا قطب الدین برہم چاری مسلمان کے گھر نہیں.... بلکہ غیر مسلم کے یہاں 'سہسوان ضلع بدایوں' میں پیدا ہوئے.... آباء واجداد کے دین کو بھی دیکھا اور مسلمانوں کے دین پر بھی نظر کو مرکوز رکھا.... ہدایت کے متمنی تھے.... ہدایت پائی.... عین جوانی میں اسلام کا کلمہ پڑھ کر مسلمان بنے.... پہلے مذہب میں تھے تو سنسکرت کی تعلیم حاصل کی.... وید کے حافظ بنے.... رگ وید.... یجر وید پر مہارت تامہ حاصل کی.... اسلام لانے کے بعد اسلام کی تعلیم حاصل کی.... شاید اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ یہ غیر مسلم کے گھر میں پیدا ہو کر آباء واجداد کے مذہب کی تعلیم پڑھے.... تاکہ اسلام لائے تو یہی تعلیم ان کی تبلیغ میں معاون ثابت ہو.... اور ایسا ہی ہوا.... اسلامی تعلیم حکمت وطب پر بھی عبور رکھتے تھے.... روحانی علاج کے ساتھ جسمانی علاج بھی کرتے تھے.... مبلغ بھی تھے اور خطیب بھی.... توحید ورسالت پر ایمان لانے کے بعد، اعلیٰ حضرت کے عقیدتمندوں میں شامل ہوئے.... اسلام وسنیت کی تبلیغ میں لگ گئے.... اور خوب خوب اسلام وسنیت کی تبلیغ کی۔

''حلقہ اشاعت الحق'' جو جماعت رضائے مصطفیٰ'' کا ایک درجہ کہہ لیجئے یا ایک شاخ کہہ لیجئے.... مولانا قطب الدین برہم چاری اُس کے ناظم اعلیٰ بنائے گئے.... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا قادری، مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا نوری اور بریلی سے آپ کو خاص لگاؤ حاصل تھا.... چونکہ اس زمانہ میں پنڈت شردھانند کی تحریک شدھی، مسلمانوں کو ہندو بناتی تھی.... اس تحریک کے تحت نہ جانے کتنے مسلمان ہندو بن گئے تھے.... مرتد ہو گئے تھے.... ان کو پھر سے مسلمان بنانے کے لئے آپ بڑی زبردست تبلیغ کی.... چونکہ ایسے لوگوں کو دشمنوں سے کافی خطرہ رہتا ہے کہ دشمن نہ جانے کب کیا کر دیں.... اسی بنا پر مولانا قطب الدین برہم چاری بھیس بدل بدل کر اِس شہر اُس شہر میں وارد ہوتے تھے.... کہیں معالجِ انسان.... کہیں معالجِ حیوان.... کہیں وید.... کہیں حکیم.... کہیں اور کچھ بن کر تشریف لے جاتے اور اسلام کی تبلیغ کرتے تھے.... مولانا محمد شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں:

''شدھی تحریک کے انسداد اور فتنۂ ارتداد کے سد باب کے لئے مولانا قطب الدین برہم چاری سہسوانی علیہ الرحمہ نے ایک نئی جہت سے کام کیا، آپ نے مختلف بھیس بدل کر مثلاً معالج حیوان، وید، حکیم، گانے والی پارٹی اور سادھوؤں کی پارٹی وغیرہ بنا کر بے شمار ہندوؤں کو مسلمان کیا اور کثیر تعداد میں مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچا لیا، آپ کے اس طریقۂ تبلیغ میں آپ کے معاون علماء

میں مولانا غلام قادر اشرفی علیہ الرحمہ تھے‘‘(۹۶)

شکار جس طرح سے خوش رہے.... جس طرح دام میں آئے.... اسی طرح پر کام کرتے تھے.... لگن سے کرتے.... من سے کرتے.... پیار سے کرتے.... نعت پڑھتے.... بھجن گاتے.... ویداور ہندوؤں کی دوسری کتابوں کے پاٹ دُہراتے.... لوگوں کو جمع کرتے.... اپنی بات سناتے.... نرالے انداز میں کہتے .... اسلام کا آئینہ دکھاتے.... تقابلی ادیان پر گفتگو کرتے.... اسلام کا قائل کرتے.... لوگ آپ کی باتوں کو پسند کرتے.... آپ کی باتیں سن کر اسلام کے اسباق پر فدا ہوجاتے.... کلمہ پڑھنے پر راضی ہوتے... آپ ان لوگوں کو توبہ کراتے.... اسلام کا کلمہ پڑھاتے اور دین کی تبلیغ کرتے تھے۔

مولانا قطب الدین برہم چاری نے کتنے کو کلمہ پڑھایا؟

اس سوال کا جواب ملنا مشکل ہے کہ مولانا قطب الدین برہم چاری نے کتنے لوگوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنایا.... کیوں کہ کوئی اعداد و شمار نہیں ہے.... اور شاید مولانا کوئی اعداد و شمار کا کھاتہ نہیں بنایا تھا کہ اس سے اعداد و شمار نکالا جائے اور لوگوں کو بتایا جائے کہ اتنے لوگوں کو مسلمان بنایا.... ایک شہادت ملتی ہے اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتنے لوگوں کو مسلمان کیا..... وہ شہادت یہ ہے کہ آپ جس کو کلمہ پڑھاتے اس کی چوٹی کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیتے.... آپ سوچتے ہوں گے کہ چوٹی اپنے پاس رکھ کر کیا کرتے تھے؟ کیا کرتے تھے اور کیا کئے.... اس کے بارے میں لیجئے سنئے:

> ’’جن ہندوؤں کو آپ مسلمان بناتے ان کی چوٹی کٹوا کر پاس رکھ لیتے،اس طرح آپ کے پاس دو بڑے بورے ہندوؤں کی چوٹیوں کے جمع ہوگئے،جنہیں آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے ساتھ دفن کردیا گیا‘‘ (۹۷)

امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کے ہر مبلغ کا انداز نرالا تھا.... جس میں مولانا قطب الدین برہم چاری کے انداز کی مثال نہیں ملتی.... کیا آپ نے ایسا سنا ہے؟.... ایسا دیکھا ہے.... یہ تو حیرت میں ڈالنے والی بات ہے.... دو بڑے بورے چوٹی کے بال اکٹھا ہوگئے.... تو اس سے اندازہ لگائیے کہ آپ نے کتنے کو مسلمان بنایا ہوگا؟.... جتنے کو مسلمان بنایا اس کی گنتی نہیں.... چوٹی کاٹ لیتے تھے لیکن شمار نہیں رکھتے تھے.... شمار رکھنے کے لئے مسلمان نہیں بناتے تھے.... صرف اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی

رضا جوئی کہ لئے یہ کام کرتے تھے.... اللہ و رسول سے، اسلام و قرآن سے محبت تھی.... اسی محبت میں آپ نے بریلی کے بانس منڈی میں ایک مدرسہ ''دافع البلا'' قائم کیا.... مدرسہ کا جیسا نام تھا.... ویسا ہی کام تھا، آپ بھی ملاحظہ کر لیجئے جو اس زمانہ میں ایک اعلان کی صورت میں آیا تھا:

''مدرسہ دافع البلاء بانس منڈی بریلی جاری ہو گیا ہے، قرآن شریف، اردو، دینیات کی تعلیم خاص انتظام سے ہوتی ہے، وعظ اور مناظرہ بھی سکھایا جاتا ہے، نومسلموں کی رہائش اور پرورش کا بھی کافی انتظام ہے۔

مخالفین اسلام کا جواب دینا، مباحثہ مہذب طریقے سے کرنا، مدرسہ قائم کرنا، حلقہ اشاعت الحق سے متعلق ہے، عمل پاک سے بیماریوں کا علاج کرنا، وعظ کہنا، مسلمانوں کو تلقین کرنا، غرضکہ مسلمانوں کی دینی و دنیاوی خدمات کرنا، یہ سب حلقہ ''اشاعت الحق'' کے ذمہ ہے'' (۹۸)

اللہ آباد.... بدایوں.... بندکی.... پانی پت.... پٹنہ.... ضلع جالون..... جونپور.... فتح پور.... کرنال.... کانپور .... مراد آباد وغیرہم شہروں اور قصبوں و دیہات کا دورہ کر کے ہزاروں لوگوں کو اسلام میں داخل کیا، ہمیشہ دورہ پر رہتے تھے، لوگ اپنے شہروں میں کثرت سے آپ کو بلاتے یا جہاں کہیں آریہ وغیرہ کا حملہ ہوتا آپ کو آواز دی جاتی.... لہذا ہر جگہ بروقت نہیں پہنچ پاتے اسی بنا پر آپ نے اعلان کیا:

''جو صاحب بغرض مناظرہ و مباحثہ آریہ سماج یا بغرض وعظ بلانا چاہیں، ان کو چاہیئے کہ کم از کم پندرہ یوم قبل اطلاع دیں'' (۹۹)

آپ ایک طرف میدان تبلیغ کے مرد مجاہد تھے تو میدان تصنیف کے اہم مصنف بھی تھے، بڑی اہم اور معلوماتی کتابیں لکھیں، مولانا محمد شہاب رضوی تحریر کرتے ہیں:

مولانا برہمچاری نے صرف اسلام کی حقانیت اور آریوں کے ردّ میں ۴۴ رسالے تصنیف فرمائے کچھ کے نام اس طرح ہیں (۱) وید کا بھید (۲) ترک موالات (۳) دربار سید الابرار (۴) دیو بند کی شوخی، دیانند کی شیخی (۵) ساڑھے چار لاکھ مسلمانوں کا شکار وغیرہ'' (۱۰۰)

یہ ہیں امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ بریلوی کے مبلغین کی حقیقت کہ جو جہاں ہیں وہ سب تبلیغ کے سلسلے میں آفتاب و ماہتاب ہیں، ان کے مجاہدانہ کردار کو دنیا داد دیتی ہے، یہ لوگ جدھر نکل گئے وہاں کی زمین پر نور و نکہت، فضل و رحمت، عشق و الفت کی بارش ہونے لگی، ان مبلغین نے لوگوں کے

ایمان کو بھی بچایا بے ایمانوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بھی بنایا، باطل کو حق کا آئینہ بھی دکھایا، فرائض واجبات وسنن کا پابند بھی بنایا، معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں سے بھی ہٹایا۔

امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کے مبلغین کی تعداد دوسو سے زیادہ ہیں، سب کی تبلیغ پر مختصر روشنی بھی ڈالی جائے تو کئی سو صفحات ہو جائیں گے، جس کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔

چند مبلغین کے مختصر تذکرے

مذکورہ بالا اشخاص کی تبلیغ اور تبلیغی کارنامے کے تذکرے آپ نے اسی کتاب میں ملاحظہ فرمالیا ہے کہ ان لوگوں نے کتنی جانفشانی سے اسلام وسنیت کی تبلیغ کر کے کتنے کو ایمان کی دولت کی دہلیز پر پہنچایا، لیکن لوگ اپنی جھونپڑی کو سلامت رکھنے کے لئے، دوسروں کے محل کو مسمار کرنا عبادت سمجھتے ہیں، چھوٹا منھ اور بڑی بات کرتے ہیں، لیکن ان کی چھوٹی بات چھوٹی ہی رہتی ہے، بے پَر کی اُڑانے سے کیا فائدہ؟ امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ بڑے ہیں، بڑے ہی رہیں گے، امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے مبلغین کوئی ایسے ویسے مبلغین نہیں تھے، ان کے سامنے تو بڑے بڑے بونے نظر آتے ہیں، ان کے مبلغین علمی، عملی، تبلیغی، تنظیمی، تعمیری لحاظ سے قد آور ہیں اور ایسے قد آوروں کے نام سن کر اغیار اپنے علم وعمل کی خیر مناتے تھے، امام احمد رضا کے مبلغین کی فہرست طویل ہے، یہاں پر ہم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کے چند مبلغین کے نام اوران کے تبلیغی کارنامے مختصر درج کرتے ہیں، قارئین ہلکی روشنی سے ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان مبلغین نے تبلیغ کے سلسلے میں کیا کارنامے انجام دیئے ہیں۔

امام احمد رضا کے سات مبلغین کے مختصر تذکرے

(۱)

مولانا احمد مختار صدیقی میرٹھی

ولادت ۷/محرم الحرام ۱۲۹۴ھ

متوفی ۱۲/ رجمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۰/ جون ۱۹۳۸ء

مولانا احمد مختار صدیقی، مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کے بڑے بھائی تھے، مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی کو آپ نے ہی تبلیغ کی راہ پر لگایا، آپ اسلام، اصلاحِ معاشرہ اور تعلیم نسواں کے پرروز مبلغ تھے، آپ نے برما، ساوتھ افریقہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا دورہ فرمایا، بغرض تبلیغ جب آپ ''برما'' تشریف لے گئے تو وہاں ایک اسکول قائم کیا اسی طرح سے ''ماٹڈبے'' میں اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک درسگاہ کی بنیاد رکھی، ڈربن (ساوتھ افریقہ) میں عورتوں کو تعلیم کی جانب متوجہ کیا، افریقہ سے ہی ۱۹۰۸ء میں گجراتی زبان میں ''الاسلام'' اخبار جاری کیا، یتیموں اور مسکینوں کیلئے ۱۹۳۵ء میں ڈربن میں یتیم خانے قائم کیے، ۱۹۱۸ء میرٹھ میں یتیم خانے قائم کیے، مسلمانوں کے گھروں میں رائج بری رسموں کے خلاف تبلیغ کیا، شراب نوشی کے انسداد کے لئے بھی کوششیں کیں، ڈربن میں آپ کی بہت ساری خدمات ہیں، مولانا شیراز مقصود قادری تحریر کرتے ہیں:

> ''ڈربن شہر میں جنوبی افریقہ کی سب سے بڑی مسجد ہے جسے جمعہ مسجد یا جامع مسجد گرے اسٹریٹ کہا جاتا ہے حضرت مولانا احمد مختار صدیقی قادری نے اس مسجد کو اہل سنت کا مرکز بنانے میں بہت کام کیا'' (۱۰۱)

تاریخ کے صفحات پر امام احمد رضا خاں قادری کے مبلغین کے نقوش ثبت ہیں کہ ان مبلغین اسلام و سنیت کی اشاعت کے لئے کس قدر جتن کیے، نہ رات کو رات سمجھا نہ دن کو دن جانا، ملک اور برونِ ملک، اپنوں اور بیگانوں میں تبلیغ کرتے رہے، دین متین کے لئے، شریعت اسلامیہ کے لئے، علم و عمل کے لئے، عقیدے کی حفاظت وصیانت کے لئے، اسلام کے ارکام کو سمجھانے کے لئے، مسلمانوں کو دشمنوں کے جبر و استبداد سے بچانے کے لئے سات سمندر پار کر کے تبلیغ کا حق ادا کر دیا، پھر بھی یہ کہتے رہے کہ ''حق یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا'' اور آپ کہتے ہیں کہ امام احمد رضا نے مبلغین پیدا نہیں کیے یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ آپ ایسا کیوں کہتے ہیں؟

(۲)

صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی

ولادت ۱۲۹۶ھ/ ۷۹-۱۸۷۸ء

وفات ۲/ذیقعدہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء

صدرِ شریعت، بدرِ طریقت، مردِ درویش، فقیہ اعظم ہند، شیخ المحدثین دنیائے سنیت میں محتاجِ تعارف نہیں ہیں، آپ کی تصنیف لاجواب بہارِ شریعت سے ہر گھر میں آج بھی تبلیغ ہو رہی ہے، لیکن جس تبلیغ کے لئے لوگ زبان کھولتے ہیں کہ امام احمد رضا نے مبلغین پیدا نہیں کئے تو آپ کی تبلیغ کے متعلق ذیل کی عبارت شہادت دیتی ہیں:

''اجمیر کے زمانۂ قیام میں نو مسلم راجپوتوں میں مولانا امجد علی نے خوب تبلیغ کی اور اس کے بہت مفید نتائج بر آمد ہوئے، اس کے علاوہ اِرد گرد کے بڑے شہروں اور قصبات مثلاً نصیر آباد، بیا ور، لاڈنوں، جے پور، جودھپور، پالی ماڑوار اور چتور وغیرہ میں بھی خود آپ اور آپ کے تلامذہ تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھتے، مذہبِ اہل سنت کی اشاعت اور وہابیہ، قادیانیہ کا رد کیا کرتے تھے، مسلک اہل سنت کو ٹھوس دلائل سے اس طرح بیان فرماتے کہ مخالفین تسلیم کے علاوہ چارۂ کار نہ پاتے۔

حضرت صدر الشریعہ اگر چہ دینی اور مذہبی قائد تھے لیکن بوقت ضرورت سیاسی طور پر ملّتِ اسلامیہ کی صحیح ترجمانی فرمائی، چونکہ آپ کے مرشد طریقت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ دو قومی نظریہ (بت پرست اور بت شکن کا اتحاد نہیں ہوسکتا) کے عظیم مبلغ تھے'' (۱۰۲)

غور کیجئے کہ درس تدریس پر فائز ہوتے ہوئے قوم سے کس قدر ہمدردی و محبت تھی کہ نو مسلم راجپوتوں کے درمیان تبلیغ کے لئے قدم بڑھایا، وجہ یہ کہ وہ نو مسلم راجپوت اسلام تو قبول کر لیے تھے، لیکن مختلف قسم کی آوازوں سے ان کا ایمان متزلزل ہوتا جا رہا تھا، ان کو سنبھالا دینا بہت ضروری تھا نہیں تو ڈر تھا کہ وہ لوگ کہیں کفر کی وادی میں بھٹک نہ جائیں، لہذا ان لوگوں کے درمیان آپ کی تبلیغ نے بڑا کام کیا کہ وہ راجپوت حضرات آپ کی اور آپ کے شاگردوں کی تبلیغ سے اسلام کا دامن مضبوطی سے تھام لیا، ان کا متزلزل ہوتا ہوا ایمان مضبوط ہوگیا، اس کے علاوہ اسی علاقے کے نصیر آباد، بیا ور، لاڈنوں، جے پور، جودھپور، پالی ماڑوار اور چتور کی وہی حالت تھی، ان علاقوں کے راجپوتوں کو آپ نے اسلام سمجھا کر اسلام پر قائم رکھا، تفصیل کی یہاں پر گنجائش نہیں ہے، اُس وقت ہندوستان میں ''نظریہ اتحاد'' کی ایک ہوا چلی ہوئی تھی، لہذا اعلیٰ حضرت کی طرح آپ بھی اس نظریہ کے خلاف تھے، تذکرۂ

خلفائے اعلیٰ حضرت کے مصنفین کے بقول کہ اعلیٰ حضرت اس نظریہ "نظریہ (بت پرست اور بت شکن کا اتحاد نہیں ہوسکتا) کے عظیم مبلغ تھے" اسی راہ پر چلنے والے مبلغ کا نام امجد علی اعظمی ہے۔

(۳)

مفتی محمد اجمل شاہ سنبھلی

ولادت ۱۳۱۸ھ بمطابق ۱۹۰۰ء

شاگرد اعلیٰ حضرت.... مرید اعلیٰ حضرت.... خلیفۂ اعلیٰ حضرت.... میدانِ دعوت وتبلیغ کے مجاہد.... تصنیف وتالیف کے شہسوار.... سیاست وصحافت کے علم بردار.... فقہ وحدیث کے غوطہ خور.... شعروادب کی دنیا کے خوگر تھے.... آپ خود لکھتے ہیں:

"میرے گھر میں شادی ہو یا کسی کی موت اور اسی دن مناظرہ ہو تو انشاء اللہ میں شادی وموت کے بالمقابل مناظرہ کو ترجیح دونگا، اس لیے کہ میرے جانے سے مناظرہ میں بدعقیدہ لوگ ہدایت پر آ گئے تو اللہ ورسول کی خوشنودی کا سبب ہوگا، اگر میرے نہ جانے سے مناظرہ میں اہل سنّت وجماعت کو اللہ نہ کرے شکست ہوگئی تو میں میدانِ حشر میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ اور اپنے آقا و مالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منھ دکھاؤں گا" (۱۰۳)

قوم کے تئیں ایسا درد، ایسی ہمدردی، ایسا جذبہ رکھنے والے کتنے ہیں؟ جو دین کی خاطر اسلام وسنیت کی خاطر اپنے گھر میں شادی بیاہ یا موت پر مناظرہ کو ترجیح دینے کی بات کرتے ہیں، دین کے لئے یہ جذبہ، یہ شوق کہاں سے ملا تو ہر انصاف پسند یہی کہے گا کہ امام احمد رضا قادری سے ملا، یہاں پر ایک بات لکھنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ جس کے گھر میں شادی ہوتی ہے اور خاص کر اس دن جس دن بارات آتی ہے تو اس دن گھر کا سرپرست کہیں نہیں جاتا ہے، چاہے کام کتنا ہی ضروری کیوں نہ ہو، حضرت صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اکلوتی صاحبزادی کی شادی میں راقم کو بھی شامل ہونے کا اتفاق ہوا تھا، بعد نماز مغرب نکاح خوانی تھی، ۱۲ر بجے دن میں بریلی کے قریب گاؤں کا ایک شخص صدر العلما کے پاس پہنچا اور کہا کہ فلاں گاؤں میں فلاں شخص کا انتقال ہوگیا ہے ۳ سے ۴ بجے کے درمیان جنازہ کی نماز ہوگی، جنازہ کی نماز آپ پڑھا دیں، صدر العلما نے فرمایا کہ بعد نماز مغرب میری بچی کی نکاح خوانی ہے میں ایک

مولانا صاحب کو بھیج دوں گا، اس شخص نے کہا کہ لوگوں کی خواہش ہے کہ جنازہ کی نماز آپ پڑھا دیں، گا ڑی بھیج دوں گا اور مغرب سے قبل آپ کو واپس کر دوں گا، کچھ دیر تک صدر العلما خاموش رہے پھر فرمایا کہ ٹھیک ہے آجاؤں گا، تبلیغ اور خدمت خلق کا جذبہ آج بھی دیکھنے کو ملتا ہے، لیکن ایسے نازک وقت پر خدمت خلق کرنے کا جذبہ سب میں نہیں ہوتا ہے۔

(۴)

مولانا سید سلیمان اشرف بہاری

ولادت ۱۸۷۸ء

وفات ربیع الاوّل ۱۳۵۸ھ بمطابق ۲۷؍اپریل ۱۹۳۹ء

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پڑھاتے تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری سے شدید محبت کرتے تھے، مدرس تھے مصنف بھی، عمدہ اور شعلہ بار مقرر بھی تھے بے مثال مناظر بھی، ایک دور تھا کہ گاؤ کشی بند کرنے کا غلغلہ تھا، اس تعلق سے الٰہ آباد میں ہندو و مسلم کی ایک نشست منعقد ہوئی، جس کی تفصیل یہ ہے:

"الٰہ آباد میں ایک مرتبہ گاؤ کشی کے سلسلے میں ہندو اور مسلمانوں کے درمیان ایک غیر رسمی مصالحتی نشست منعقد ہوئی، جس میں گاندھی جی، مدن موہن مالوی جی وغیرہ شریک تھے.... الٰہ آباد کے ایک جیّد عالم دین اور مدبّر رہنما مولانا فاخر الٰہ آبادی کی خواہش پر آپ کو بھی مدعو کیا گیا، آپ علی گڑھ سے الٰہ آباد تشریف لے آئے اور مصالحتی نشست میں شریک ہو کر کہا کہ میں مالوی جی سے سننا چاہتا ہوں کہ معاملات کیا ہیں؟ مالوی جی نے گائے کی اہمیت وافادیت اور اس کے فضائل پر بھرپور روشنی ڈالی اور کہا کہ اس سے ہندوؤں کے مذہبی جذبات وابستہ ہیں، موجودہ مسلمان لیڈروں نے مدن موہن مالوی جی کی گفتگو پر ہاں میں ہاں ملائی، لیکن آپ اور مولانا فاخر الٰہ آبادی سنجیدگی کے ساتھ مالوی جی کی باتوں کو سنتے رہے، جیسے ہی مالوی جی نے اپنی تقریر ختم کی آپ (سیّد سلیمان اشرف بہاری) اٹھ کھڑے ہوئے اور بہت ہی اطمینان کے ساتھ اپنے مخصوص اور دلچسپ انداز میں فرمایا کہ میں بھی چاہتا ہوں کہ ہندوؤں کے دیوی دیوتاؤں کا قتل نہ کیا جائے، لیکن سب سے پہلے مالوی جی سے ان کے دیوی دیوتاؤں کی مکمل فہرست لے

لی جائے تا کہ اس مسئلہ کو ہم لوگ گفت وشنید کے ذریعے طے کرلیں اور روز روز کا جھگڑا ختم ہو جائے، پورے مجمع سے آواز آئی ہاں ہاں بہت صحیح ہے، مولانا نے گاندھی جی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ کل مالوی جی اوران کے ہم نوا یہ مطالبہ کر بیٹھیں کہ مسلمان اپنے بچوں کا ختنہ نہ کرائیں کیوں کہ ہم لوگ ''لنگ'' پوجا کرتے ہیں اور مسلمانوں کی اس حرکت سے ہمارے نازک مذہبی جذبات کوٹھیس پہنچتی ہے تو بتائیے اس وقت مسلمان کن دشواریوں میں مبتلا ہوں گے، آپ نے اسے سنجیدگی کے ساتھ کہا لیکن پوری مجلس منھ پر رومال رکھ کر ہنسنے لگی، گاندھی جی آہستہ سے کھسک گئے اور مالوی جی شرم سے پانی پانی ہو گئے'' (۱۰۴)

سید شاہ سلیمان اشرف علیہ الرحمہ نے ایسا جواب دیا کہ سب کے سب لاجواب ہو گئے، گائے کی قربانی ہوتی رہی اور اب بھی ہورہی ہے، امام احمد رضا کے مبلغین نے امت مسلمہ پر بڑا احسان کیا ہے، ورنہ آزاد ہندوستان میں مسلمان آزاد نہیں ہوتے، قید میں رکھنے کے لئے راستے بہت نکالے گئے، گھیرا بہت گیا، پر محاذ پر اعلیٰ حضرت کے مبلغین نے پہنچ کر مسلمانوں کا راستہ صاف کیا۔

(۵)

مولانا غیاث الدین حسن چشتی قادری

متولد شوال المکرم ۱۳۰۴ھ، رجہت نوادہ، گیا

متوفی ۱۳ر محرم الحرام ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۵ر مئی ۱۹۶۵ء

مولانا غیاث الدین حسن چشتی اعلیٰ حضرت کے شاگرد بھی تھے، مرید وخلیفہ بھی، اعلیٰ حضرت کے منشا پر کام کرتے تھے، امت مسلمہ کی اصلاح پر زیادہ توجہ دیتے تھے، اعلیٰ حضرت کے منشا پر سہسرام گئے، اعلیٰ حضرت کا حکم پاکر کلکتہ بھی گئے، آپ کی مجاہدانہ اور مصلحانہ زندگی کے تعلق سے پروفیسر محمد مختار عالم علیگ رقم طراز ہیں:

''اصلاح کا انداز مجاہدانہ و مصلحانہ تھا اس زمانے کا ایک نوشتہ واقعہ ملتا ہے، جس وقت آپ ملک کے مایہ ناز علماء واکابرین سے اور بالخصوص اعلیٰ حضرت کے فیضان علم وفکر سے مرصع ومرفع ہو کر سہسرام تشریف لائے تو مدرسہ خانقاہ کبیریہ کے علماء کی ایک مجلس میں (جس میں آپ کے پیر شاہ مولانا شریف احمد اصدقی بھی موجود تھے) شاہ مسیح الدین سجادہ نشین خانقاہ کبیریہ سہسرام

نے ازراہِ طنز حضرت مولانا شاہ غیاث الدین حسن چشتی قادری سے ایک علمی سوال کیا، آپ نے ایسا مدلل جواب دیا کہ اس نشست میں مود علماءِ وقت نے داد و تحسین پیش کی اور انتہائی مسرت کے ساتھ شاہ مسیح الدین سجادہ نشین مدرسہ خانقاہ نے آپ کے پیر کامل مولانا شاہ شریف چشتی کو مبارک باد پیش کیا، آپ ملک کے مختلف معروف شہروں میں تبلیغ و تذکیر کی غرض سے کلکتہ، مرشد آباد، بردوان، مالدہ، بھاگل پور، مونگیر، شاہ آباد، ہزاری باغ، پنڈوہ شریف، یوپی، بہار، ایم پی وغیرہ کا دورہ بھی فرمایا اور آپ کی تبلیغ و تحریک کو اللہ نے ایسی مقبولیت بخشی کہ آپ کے مریدین کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچتی ہے، مدرسہ شمسیہ گوڑ گاؤں، الٰہ آباد اور بھاگل پور میں ایک خاص مدّت تک مدرس رہنے کے بعد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کے حکم پر آپ کلکتہ تشریف لے گئے" (۱۰۵)

(۶)

محدث اعظم ہند مولانا سید محمد اشرف الجیلانی

متولد چہار شنبہ ۱۵/ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۴ء

متوفی ۱۶/ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۵/ دسمبر ۱۹۶۱ء

عالم... فاضل... خطیب... ادیب... صوفی... شاعر.... پیر طریقت... محدث... مدبر تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے اجازت و خلافت سے نوزا تھا، آپ کو بھی اعلیٰ حضرت سے بڑی عقدت و محبت تھی، اعلیٰ حضرت کی قائم کردہ جماعت رضائے مصطفیٰ کے تازندگی صدر رہے، پورے سال تبلیغی دورہ پر رہتے تھے، ان تبلیغی دوروں کے درمیان پانچ ہزار سے زیادہ لوگ آپ کے ہاتھوں پر کلمہ پڑھ کر مسلمان بنے، ذیل کے اقتباس سے استفادہ کیجئے:

"آپ تمام سال تبلیغی دوروں پر صرف کرتے، پانچ ہزار سے زائد غیر مسلموں نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور کئی لاکھ مسلمان شرف بیعت سے مشرف ہوئے" (۱۰۶)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کے تمام مبلغین کامیاب مبلغین تھے، جو جدھر نکل گئے، اسلام کا پرچم بلند کر کے ہی لوٹے، محدث اعظم نے شدھی تحریک، قادیانی تحریک، وہابی

تحریک کے خلاف جم کر تبلیغ کی، آپ نے تبلیغِ اسلام وسنیت کے لئے ہندوستان کے مختلف علاقوں اور دوسرے ملکوں کا دورہ فرمایا محمد میزان الرحمٰن علائی تحریر کرتے ہیں:

''حضرت محدث اعظم ہند کی مذہبی وعلمی وقومی وملی خدمات بے شمار ہیں، دین وسنیت کے فروغ واشاعت کے لئے آپ گیارہ ماہ سفری صعوبتوں کو برداشت کرتے رہتے اور صرف رمضان المبارک کا مہینہ گھر پر گزارتے، آپ کا تبلیغی دائرہ نہایت ہی وسیع ہے، چنانچہ تبلیغی خدمت کے لئے آپ ہندوستان کے مختلف گوشوں اور برونِ ممالک عراق، بیت المقدس، دمشق، مصر، یمن، سیلون، رنگون، برما، ڈھاکہ، پشاور، لاہور، کراچی، خیبر، غزنی، کابل، ملتان وغیرہ کا آپ نے متعدد مرتبہ دورہ فرمایا، بہت سے مدارس ومکاتب کی سرپرستی فرمائی'' (۱۰۷)

یہ ہے محدث اعظم کی ذات، آپ کی تبلیغ کا دائرہ بہت وسیع ہے، اس سلسلہ میں امام احمد رضا کے تمام مبلغین پر مستقل کتاب ترتیب دی جاسکتی ہے، لیکن اس مختصر کتاب میں اس کی گنجائش نہیں ہے، اس کتاب کے ذریعہ تو صرف آئینہ دکھانا ہے۔

(۷)

مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن حامدی

ولادت ۸/محرم الحرام ۱۳۲۲ھ بمطابق ۲۶/مارچ ۱۹۰۴ء

وفات ۶/جمادی الاوّل ۱۴۰۱ھ/۱۳/مارچ ۱۹۸۱ء بروز جمعہ

رہنماءِ اہلِ سنت.....سماحۃ الشیخ.....رئیس اڑیسہ.....امام التارکین.....اعلیٰ حضرت کی بارگاہ کا سراپا نیاز مند.....مجاہد ملت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن ہاشمی.....تنظیم سازی میں پیش پیش رہتے تھے.....جانتے تھے کہ تنظیمیں دیرپا ہوتی ہیں.....میرے بعد بھی قوم اور قوم کے بچے بوڑھے، جوان، عورت ومرد سب کے سب اس سے فائدے اٹھائیں گے.....الہ آباد، کلکتہ اور ممبئی پر آپ نے خاص توجہ فرمائی، آپ نے ملک کے کئی اہم شہروں میں مدرسے اور انجمنیں قائم کیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) مدرسہ حبیبیہ، مسجد اعظم، الہ آباد۔ قائم شدہ ۱۳۵۸ھ بمطابق ۱۹۳۹ء (۲) مدرسہ قادریہ حبیبیہ۔ بھدرک، اڑیسہ (۳) مدرسہ حبیبیہ سکڑا راور کیلا ۳/اڑیسہ (۴) مدرسہ انوار العلوم، کٹک، اڑیسہ (۵) مدرسہ

ابخاریہ، کالے پدر شریف، پوری (۶) مدرسہ حنفیہ غوثیہ، بجرڈیہہ، بنارس (۷) مدرسہ قادریہ دروفیہ ،دھام نگر بالیسر، اڑیسہ (۸) اسلامی مرکز ہند، پیڑھی، رانچی (۹) مدرسہ جمالیہ، زکریا اسٹریٹ، کلکتہ (۱۰) مدرسہ تجوید القرآن، فیل خانہ، کلکتہ (۱۱) مدرسہ عربیہ غوث اعظم، راجہ بگان، کلکتہ (۱۲) مدرسہ حبیبیہ، جاپدانی، کلکتہ (۱۳) مدرسہ قادریہ، تیلنی بازار، کلکتہ (۱۴) مدرسہ حبیبیہ، بلیا کلاں، لکھیم پور کھیری، یوپی

مجاہد ملت واقعی مجاہد ملت تھے، آپ کے تعلق سے مولانا محمد عبدالمبین نعمانی تحریر کرتے ہیں:

"ایک زمانے تک حضور مجاہد ملت نے مدرسہ سبحانیہ میں تدریسی خدمات دینے کے بعد مستقل طور پر مجاہدہ تبلیغ واصلاح کو بطور مشغلہ اپنالیا، اور اسی راہ پر اخیر تک گامزن رہے، حضور مجاہد ملت نے زندگی بھر دین کی خدمت کی، ایسا عالم ڈھونڈنے سے بھی ملنا مشکل ہے کہ عالم شباب سے بڑھاپے تک کی ساری عمر دینی خدمات میں بسر کی ہو وہ بھی اس طرح نہیں کہ آپ نے دین کی خدمت پر کوئی صلہ لیا ہو اگر کسی نے کچھ دیا بھی تو اس سے زیادہ حضرت نے خود اپنی جیب سے خرچ کرڈالا اس لئے میں پورے دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ دنیا والوں کا حضرت پر کوئی احسان نہیں بلکہ حضرت ہی نے دنیا والوں پر بے شمار احسانات فرمائے ہیں، حضرت نے ساری زندگی دین پاک کی تبلیغ کی واشاعت کی اور اس سلسلے کو زندہ رکھنے کے لئے چار گروہ پیدا فرمائے" (۱۰۸)

حضرت مجاہد ملت "رئیس اڑیسہ" تھے، ساتھ ہی امام التارکین بھی تھے، راقم کے طالب علمی کے زمانہ کے ایک ساتھی محمد فیاض عالم مرید تو تھے سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے، لیکن حضرت مجاہد ملت کی تعریف میں رطب اللسان رہتے تھے، ۱۹۷۰ء میں عرس رضوی کے موقع پر جناب محمد فیاض عالم نے ہی مجھے حضرت مجاہد ملت سے بریلوی میں ملوایا، حضرت مجاہد ملت کو راقم نے پہلی بار دیکھا تھا، دیکھا مارکین کا تہہ بند اور کرتا پہنے ہوئے تھے، جناب فیاض عالم نے کہا دیکھو آپ رئیس اڑیسہ ہیں لیکن بریلی میں مارکین کا کپڑا پہن کر آتے ہیں، آپ کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں جاؤں اور نفیس لباس پہن کر جاؤں یہ نہیں ہوگا۔

بہر حال اس کتاب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کے چند مبلغین کے تذکرے ہیں، ان کی تبلیغ کے کارنامے پڑھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے مبلغین کس پائے کے تھے، اس سلسلہ کو آگے بڑھایا جائے تو دو سو سے زیادہ اعلیٰ حضرت کے مبلغین کی فہرست تیار ہوگی، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں توفیق بخشے گا تو اس موضوع پر مزید لکھوں گا۔

مراجع ومراضع وحوالے

(۱) سورۂ مائدہ، آیت ۶۷ / پارہ ۶

(۲) کنز الایمان

(۳) مفسر قرآن مفتی احمد یار خاں نعیمی.... تفسیر نعیمی، جلد ۶۔ ص ۶۲۱۔ ناشر مکتبہ رضویہ ۵۱۰ / مٹیا محل، دہلی ۶

(۴) مفسر قرآن مفتی احمد یار خاں نعیمی.... تفسیر نعیمی۔ جلد ۶۔ ص ۶۲۰۔ ناشر مکتبہ رضویہ ۵۱۰ / مٹیا محل، دہلی ۶

(۵) مؤلف طالب ہاشمی.... تذکرہ سیّدنا غوثِ اعظم۔ ص ۹۱۔۹۲۔۹۳.......... ناشر۔ تاج کمپنی، دہلی ۶

(۶) شیخ عبدالرحمن چشتی .... مرآۃ الاسرار .... صفحہ۔ ۶۰۰

(۷) ڈاکٹر محمد ہارون، برطانیہ..... ''امام احمد رضا کی عالمی اہمیت''..... پیغامِ رضا / مارچ ۲۰۰۷ء..، ممبئ

(۸) مولانا محمد احمد مصباحی....... آئینۂ امام احمد رضا....... ص ۵۰۔ ناشر ادارہ افکارِ حق، بائسی، پورنیہ، بہار

(۹) مولانا محمد حسن علی رضوی... ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' بریلی شریف... ص ۶۹۔ اپریل، مئی، جون ۲۰۰۶ء

(۱۰) مولانا کوثر امام قادری.......... پیغامِ رضا.............. مارچ ۲۰۰۷ء، ممبئ۔ صفحہ۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲

(۱۱) ملک العلما مولانا ظفر الدین قادری.... حیاتِ اعلیٰ حضرت جلد اول.... ص ۳۳۰۔ ۳۳۱.... ناشر برکاتِ رضا، امام احمد رضا روڈ۔ پور بندر گجرات۔

(۱۲) ملک العلما مولانا ظفر الدین قادری.... حیاتِ اعلیٰ حضرت جلد اول.. ص ۳۳۰۔ ۳۳۱.... ناشر برکاتِ رضا، امام احمد رضا روڈ۔ پور بندر گجرات۔

(۱۳) ملک العلما مولانا ظفر الدین قادری.... حیاتِ اعلیٰ حضرت جلد اول.... ص ۳۳۲۔ ۳۳۴.... ناشر برکاتِ رضا، امام احمد رضا روڈ۔ پور بندر گجرات۔

(۱۴) مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں قادری....... الملفوظ، حصہ دوم، ص ۹۸ تا ۱۰۲.......... رضا اکیڈمی ممبئ

(۱۵) مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں قادری.......... الملفوظ، حصہ دوم، ص ۹۸ تا ۱۰۲........... رضا اکیڈمی ممبئ

(۱۶) مولانا محمد احمد مصباحی.................... آئینۂ امام احمد رضا........................ صفحہ۔ ۵۴۔ ۵۵

(۱۷) مولانا محمد احمد مصباحی.................. ماہنامہ حجاز جدید دہلی.......... دسمبر ۱۹۸۹ء.......... صفحہ۔ ۴۰

(۱۸) عبدالنعیم عزیزی........ ماہنامہ حجاز جدید دہلی................ دسمبر ۱۹۸۹ء.......... صفحہ۔ ۴۶

(۱۹) انتخاب عارف صدیقی امروہی...... ماہنامہ اعلیٰ حضرت....... اپریل، مئی، جون ۲۰۰۶ء.... صفحہ ۱۱۰

(۲۰) مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی "تذکرۂ جمیل" ص ۱۹۶ / ناشر سنی رضوی اکاڈمی ماریشس
(۲۱) الحاج سید ایوب علی رضوی
(۲۲) تذکرۂ جمیل، ص ۱۹۸ / مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی، ناشر سنی رضوی اکاڈمی ماریشس
(۲۳) مرتبین محمد صادق قصوری و پروفیسر مجید اللہ قادری....تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت....ص ۲۳۸ /
(۲۴) مرتبین محمد صادق قصوری و پروفیسر مجید اللہ قادری....تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت......۲۳۸ /
(۲۵) انتخاب عارف صدیقی....ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" بریلی شریف....ص ۱۱۰ / اپریل، مئی، جون ۲۰۰۶ء
(۲۶) عبدالنعیم عزیزی.......ماہنامہ حجاز جدید دہلی........ص ۴۸ /
(۲۷) ازقلم مولانا شہاب الدین رضوی....تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ....ص ۴۹، ناشر رضا اکیڈمی، ممبئی
(۲۸) ازقلم مولانا شہاب الدین رضوی....تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ....ص ۲۸۶ ۔ ناشر رضا اکیڈمی ممبئی
(۲۹) تذکرۂ جمیل، ص ۲۰۱۔۲۰۲ / مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی، ناشر سنی رضوی اکاڈمی ماریشس
(۳۰) مولانا شہاب الدین رضوی......تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ.........ص ۲۹۰ ۔ ناشر رضا اکیڈمی ممبئی
(۳۱) تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت........صفحہ.......۲۵۲ / مرتبین محمد صادق قصوری و پروفیسر مجید اللہ قادری
(۳۲) اذکار صدر الافاضل...................مطبوعہ ممبئی...........................صفحہ ۱۳۳
(۳۳) علامہ احمد یار خاں نعیمی.......تفسیر نعیمی، حصہ اول.........صفحہ ۶۶ ۔ ۶۷.....ناشر مکتبہ رضویہ، نئی دہلی
(۳۴) مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں نوری........الملفوظ، حصہ اول.......صفحہ ۶۹.....ناشر رضا اکیڈمی، ممبئی
(۳۵) مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی...............احقاقِ حق.....................صفحہ ۵ ۔ ۶
(۳۶) علامہ احمد یار خاں نعیمی..................تفسیر نعیمی حصہ اول سے..............................ماخوذ
(۳۷) علامہ احمد یار خاں نعیمی..................تفسیر نعیمی جلد اوّل........................صفحہ ۸۷
(۳۸) مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی..........................احقاقِ حق........................صفحہ ۷۵
(۳۹) محمد صادق قصوری، پروفیسر مجید اللہ قادری..........تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت........صفحہ ۳۳۶
(۴۰) ماہنامہ "آؤ ملت کو جگائیں"..............جون، جولائی، اگست ۲۰۰۶ء..............تھانے، مہاراشٹر
(۴۱) مولانا الحاج لعل محمد خان مدراسی رحمۃ اللہ علیہ...........جہانِ ملک العلما........................صفحہ ۱۱۳
(۴۲) مولانا الحاج لعل محمد خان مدراسی رحمۃ اللہ علیہ........جہانِ ملک العلما..................صفحہ ۱۱۳ ۔ ۱۱۴
(۴۳) مولانا سید عزیز حسین بھاگلپوری..........حیات ظفر.........صفحہ ۳۰.................برکات رضا ممبئی ۳

(۴۴) ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی....ماہنامہ اعلیٰحضرت، ص ۱۷۷۔۱۷۸، بریلی شریف، مارچ، اپریل، مئی ۲۰۰۴ء
(۴۵) ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی.....ماہنامہ اعلیٰحضرت، ص ۱۷۸، بریلی شریف، مارچ، اپریل، مئی ۲۰۰۴ء
(۴۶) مولانا سید عزیز حسین بھاگلپوری........حیاتِ ظفر......ص ۳۰۔۳۱..........برکاتِ رضا ممبئی
(۴۷) مولانا سید عزیز حسین بھاگلپوری........حیاتِ ظفر......ص ۳۱..........برکاتِ رضا ممبئی ۳
(۴۸) مولانا سید عزیز حسین رضوی بھاگلپوری........حیاتِ ظفر......ص ۳۱........برکاتِ رضا ممبئی ۳
(۴۹) مولانا سید عزیز حسین بھاگلپوری........حیاتِ ظفر......ص ۳۲۔۳۳..........برکاتِ رضا ممبئی ۳
(۵۰) مولانا سید عزیز حسین بھاگلپوری........حیاتِ ظفر......ص ۳۳..........برکاتِ رضا ممبئی ۳
(۵۱) مولانا شیراز مقصود قادری..........سہ ماہی افکارِ رضا ممبئی......جنوری تا جون ۲۰۰۲ء......صفحہ ۱۰۱
(۵۲) مولانا اختر حسین قادری.......سہ ماہی افکارِ رضا، ممبئی۔ جنوری تا مارچ ۱۹۹۹ء.........صفحہ ۵۱۔۵۲
(۵۳) مولانا اختر حسین قادری.........سہ ماہی افکارِ رضا، ممبئی۔ جنوری تا مارچ ۱۹۹۹ء......صفحہ ۴۶
(۵۴) کوکب نورانی.........ماہنامہ جہانِ رضا، لاہور..........صفحہ ۵۳
(۵۵) کوکب نورانی.........ماہنامہ جہانِ رضا، لاہور..........صفحہ ۶۴۔۶۵
(۵۶) مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی..........قادیانیت اور تحریک تحفظ ختمِ نبوت..........صفحہ ۹۰
(۵۷) مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی..........قادیانیت اور تحریک تحفظ ختمِ نبوت..........صفحہ ۹۰
(۵۸) حاجی محمد حنیف حاجی طیب کراچی.........ماہنامہ استقامت، کانپور.....اگست ۱۹۹۱ء.....صفحہ ۱۱۶
(۵۹) حاجی محمد حنیف حاجی طیب کراچی.........ماہنامہ استقامت، کانپور.....اگست ۱۹۹۱ء.....صفحہ ۱۱۶
(۶۰) فتح احمد بستوی ڈربن.....ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف.....دسمبر، جنوری ۲۰۰۳ء.....صفحہ ۷۴
(۶۱) محمد صادق قصوری، پروفیسر مجید اللہ قادری..........تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت..........صفحہ ۱۵۸
(۶۲) مولانا فروغ احمد اعظمی..........قادیانیت اور تحریک تحفظ ختمِ نبوت..........صفحہ ۸۹
(۶۳) مولانا غلام معین الدین قادری..........دعوت نمبر، ممبئی، جنوری تا مارچ ۲۰۰۹ء......صفحہ ۲۲۸
(۶۴) حاجی محمد حنیف حاجی طیب کراچی.........ماہنامہ استقامت، کانپور.....اگست ۱۹۹۱ء.....صفحہ ۱۱۵
(۶۵) محمد صادق قصوری، پروفیسر مجید اللہ قادری..........تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت..........صفحہ ۱۵۷
(۶۶) مولانا غلام معین الدین قادری..........دعوت نمبر جنوری تا مارچ ۲۰۰۹ء..........صفحہ ۲۳۰
(۶۷) معارف..........مارچ ۸۳ء..........صفحہ ۱۶۲

(۶۸) محمد صادق قصوری، پروفیسر مجید اللہ قادری......... تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت......... صفحہ ۱۵۸
(۶۹) محمد صادق قصوری، پروفیسر مجید اللہ قادری......... تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت......... صفحہ ۱۶۳
(۷۰) مولانا سید الزماں حمدوی، پوکھریروی......... ماہنامہ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم نمبر......... صفحہ ۵۲
(۷۱) مولانا محمد اسلم اختر ایم اے......... ماہنامہ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم نمبر......... صفحہ ۶۸
(۷۲) مولانا منصور علی خاں قادری......... ماہنامہ استقامت، کانپور، مفتی اعظم نمبر......... صفحہ ۴۴۶
(۷۳) مولانا توصیف رضا خاں......... ماہنامہ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم نمبر......... صفحہ ۹۶
(۷۴) مولانا نصر اللہ صاحب، بھیروی......... ماہنامہ استقامت، کانپور، مفتی اعظم نمبر......... صفحہ ۴۸۵
(۷۵) گلزار احمد نوری رضوی جونا گڑھی۔ ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' بریلی شریف۔ ص ۱۱۷ اپریل، مئی، جون ۲۰۰۶
(۷۶) مولانا یسین اختر مصباحی......... ماہنامہ استقامت، کانپور، مفتی اعظم نمبر مئی ۱۹۸۳ء......... صفحہ ۳۱۵
(۷۷) مولانا انور علی رضوی......... ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، مفتی اعظم نمبر......... صفحہ ۴۷
(۷۸) مولانا یسین اختر مصباحی......... ماہنامہ استقامت، کانپور، مفتی اعظم نمبر مئی ۱۹۸۳ء......... صفحہ ۳۱۶
(۷۹) ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت''......... مئی، جون، جولائی ۲۰۰۱ء......... ص ۳۱
(۸۰) مولانا اختر الاسلام علیمی......... جہانِ مفتی اعظم......... صفحہ ۱۱۲۸
(۸۱) محبوب ملت مفتی محبوب علی خان رضوی......... سوانح شیر بیشۂ سنت......... صفحہ ۴۲
(۸۲) محبوب ملت مفتی محبوب علی خان رضوی......... سوانح شیر بیشۂ سنت......... صفحہ ۴۳
(۸۳) علامہ مفتی محبوب علی خان صاحب......... سوانح شیر بیشۂ سنت......... صفحہ ۵۰
(۸۴) علامہ مفتی محبوب علی خان صاحب......... سوانح شیر بیشۂ سنت......... صفحہ ۱۲۹
(۸۵) ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان قادری......... تقریرِ منیرِ قلب......... صفحہ ۱۴۔۱۵
(۸۶) علامہ مفتی محبوب علی خان صاحب رضوی......... سوانح شیر بیشۂ سنت......... صفحہ ۵۰
(۸۷) مفتی محبوب علی خان رضوی......... سوانح شیر بیشۂ سنّت......... ۵۰۔۵۱
(۸۸) مفتی محبوب علی خان رضوی......... سوانح شیر بیشۂ سنّت......... ۵۲۔۵۳
(۸۹) مفتی محبوب علی خان رضوی......... سوانح شیر بیشۂ سنّت......... ۵۳
(۹۰) مولانا محمد معصوم رضا خان حشمتی......... تقریر منیر قلب......... صفحہ ۵
(۹۱) ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم......... ترجمانِ اہل سنّت......... صفر المظفر تا شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ......... صفحہ ۱۲

(۹۲) مولانا محمد معصوم رضا خان حشمتی ....تقریر منیر قلب..........صفحہ ۳۹

(۹۳) محمد صادق قصوری، پروفیسر مجید اللہ قادری..........تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت..........صفحہ ۳۵۹

(۹۴) محمد صادق قصوری، پروفیسر مجید اللہ قادری..........تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت..........صفحہ ۳۶۰

(۹۵)..........ماہنامہ جہانِ رضا.....لاہور...جلد ۱۲ / جون، جولائی ۲۰۰۳ء.....؛ صفحہ ۶۲

(۹۶) مولانا محمد شہاب الدین رضوی..........تحریک شدھی اور علماءِ اہلسنت..........۱۴۵

(۹۷) مولانا محمد شہاب الدین رضوی..........تحریک شدھی اور علماءِ اہلسنت..........۱۴۵

(۹۸) مولانا محمد شہاب الدین رضوی..........تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ..........۳۴۶

(۹۹) مولانا محمد شہاب الدین رضوی..........تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ..........۳۴۵

(۱۰۰) مولانا محمد شہاب الدین رضوی..........تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ..........۳۴۳

(۱۰۱) مولانا شیراز مقصود قادری..........سہ ماہی افکارِ رضا ممبئی.....جنوری تا جون ۲۰۰۲ء.....صفحہ ۱۰۰

(۱۰۲) محمد صادق قصوری، پروفیسر مجید اللہ قادری..........تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت..........صفحہ ۲۰۵

(۱۰۳) مفتی محمد اجمل شاہ سنبھلی..........فتاویٰ اجملیہ..........جلد ۱..........صفحہ ۱۵

(۱۰۴) محمد علی اعظم خاں قادری..........حیات و کارنامے سیّد سلیمان اشرف بہاری..........صفحہ ۵۶۔۵۷

(۱۰۵) پروفیسر محمد مختار عالم علیگ..........ماہنامہ جہانِ رضا، لاہور، مئی ۲۰۰۲ء..........صفحہ ۵۰

(۱۰۶) محمد صادق قصوری، پروفیسر مجید اللہ قادری..........تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت..........صفحہ ۳۲۳

(۱۰۷) محمد میزان الرحمٰن علائی..........ماہنامہ ماہِ نور، دہلی.....فروری و مارچ ۲۰۰۸ء.....صفحہ ۷۱

(۱۰۸) مولانا محمد عبد المبین نعمانی..........ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی.....اکتوبر ۲۰۱۰ء.....صفحہ ۵۰۔۵۱

غوث الوریٰ اکیڈمی کی مطبوعات

- نشان حق وباطل
- عیدوں کے عید اردو، ہندی
- شراب اور انکے نقصانات
- عید میلاد علمائے اہلسنت کی نظر میں
- سبیلۂ بخشش
- کنز الایمان اور امام احمد رضا
- وسیلۂ بخشش
- فضائل محرم
- لطائف
- نماز اہل ایمان کی معراج
- ھجری ماہ وسال کے اجالے میں
- شخص وعکس (امام احمد رضا اپنی نعت گوئی کے آئینے میں)
- میت کفن سے دفن تک
- سہ ماہی المختار کا امام علم وفن نمبر
- نغمات بخشش
- گلستان رضا
- امام احمد رضا کے مبلغین
- حرم سے حرم تک
- تعارف محمد ادریس رضوی
- عالمی برادری کا وحشت ناک معاشرہ

لھذا ادارے کی دینی، تبلیغی واشاعتی کاموں میں مالی تعاون فرما کر دارین کی نعمتوں سے سرفراز ہوں۔

رضا نگر، بیل بازار، بولی پیر روڈ، کلیان، ضلع تھانے، مہاراشٹر

اندرا نگر، امبرناتھ روڈ، والدھونی کلیان، ضلع تھانے، مہاراشٹر

Madrasa Islamia Yateem Khana
Indira Nagar Waldhuni Kalyan
9323737659

Al Jamiatul Rizvia
Behinddesai Shopping Centre
Raza Nagar Bail Bazar Kalyan
9322329875